فرہاد علی تیمور سیریز

سالِ نو مبارک

آگ کا پجاری

محی الدین نواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فرہاد علی تیمور سیریز

آگ کا پجاری

(مکمل ناول)

شمارہ نمبر ۵

مصنف

محی الدین نواب

زیر ادارت

خالد ظہور پبلی کیشنز

پتہ

گراؤنڈ فلور۔ فلک ناز سینٹر مین شاہراہ فیصل

کراچی ۱۱

پوسٹل کوڈ ۷۵۲۰۰، پوسٹ بکس نمبر ۳۰۸۱

آگ کا پجاری

مصنف و مصور : محی الدین نواب

ناشران : خالد رشید، ظہور احمد خان

کتابت : کمپیکٹ سروسز کمرہ نمبر 141
بمبئی ہوٹل بلڈنگ آئی آئی چندریگر روڈ کراچی

طباعت : ایجوکیشنل پریس کراچی

قیمت : ۴/- روپے

انتباہ

Scanned with CamScanner

قارئین کے لئے ایک اور خوشخبری !

الحمدللہ! قارئین نے "فرہاد علی تیمور سیریز" کے تحت شائع ہونے والے پہلے ناول "شہر ظلمات" کو جو پذیرائی بخشی ہے وہ پذیرائی شاذ و نادر ہی کسی ناول سیریز کو حاصل ہوتی ہے۔ اس کے لئے ہم ایک بار پھر قارئین کے ممنون ہیں۔ ہمیں قارئین کے لاتعداد خطوط موصول ہوئے ہیں جن میں قارئین نے محی الدین نواب سے اصلاحی، سماجی و معاشرتی کہانیوں کی اشاعت کی فرمائشیں کی ہیں۔ چونکہ "فرہاد علی تیمور سیریز" کے تحت شائع ہونے والی کہانیاں فینٹیسی اور ماورائی ہوتی ہیں لہٰذا موجودہ سیریز میں معاشرتی و سماجی کہانیاں شائع نہیں ہو سکتیں، چنانچہ قارئین کے مطالبے کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم ایک نئی سیریز کا اجراء کر رہے ہیں جس کا نام محی الدین نواب کے نام پر "نواب سیریز" تجویز کیا گیا ہے۔ "نواب سیریز" کے تحت ہر شمارے میں ایک بالکل نیا، مکمل اصلاحی، معاشرتی و سماجی ناول شائع کیا جائے گا.........

اب یہ سلسلہ کچھ یوں ہو گا کہ ایک ماہ فرہاد علی تیمور سیریز کے تحت فینٹیسی و فکشن ناول شائع ہوا کرے گا اور دوسرے ماہ "نواب سیریز" کے تحت ایک مکمل معاشرتی و سماجی ناول شائع ہوا کرے گا۔ یوں ہر ناول سیریز کے درمیان دو ماہ کا وقفہ ہوا کرے گا۔ "نواب سیریز" کے تحت آنے والا پہلا نیا مکمل معاشرتی و سماجی ناول "تازہ دم" کے نام سے ہو گا۔

امید ہے اس طرح فینٹیسی اور معاشرتی پڑھنے والے قارئین کا مطالبہ پورا ہوتا رہے گا۔ اس سلسلے میں حسب سابق آپ کی قیمتی رائے اور خطوط کا انتظار رہے گا۔

ظہور احمد خان

وتعز من تشاء وتعزل من تشاء.........

(تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے)

ہم اللہ تعالیٰ کے حضور سر بسجود شکر گزار ہیں کہ اس نے ہمیں کامیاب و کامران فرمایا۔ اس کے بعد ہم اپنے ان قارئین کے بھی بے حد ممنون ہیں کہ جنہوں نے محی الدین نواب کے تحریر کردہ پہلے ناول "شہر ظلمات" کو زبردست پذیرائی بخشی۔ قارئین کے اس عطا کردہ حوصلے نے ہمیں نئی جلا بخشی ہے اور اس کا ثبوت ناول کی فروخت کے علاوہ لاتعداد خطوط ہیں جو ہمیں تادم تحریر موصول ہو رہے ہیں۔ بیشتر قارئین نے ہمیں نواب صاحب کے اس نئے سلسلے پر مبارکباد کے پیغامات ارسال کئے ہیں اور ساتھ ساتھ نواب صاحب کی درازی عمر اور صحت کے لئے دعا اور نیک تمنائیں لکھی ہیں۔۔۔۔ خطوط کی تعداد دیکھتے ہوئے فردا" فردا" جواب دینا ممکن نہیں ہو رہا تھا اس لئے ہم اپنے پیارے قارئین کا اجتماعی شکریہ ادا کر رہے ہیں اور آئندہ بھی ہم ان سے ایسے ہی نیک آراء کی توقع کرتے ہیں۔ آپ کی تحریر کردہ تعریف و تنقید کی روشنی میں ہمیں سیریز کو بہتر سے بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔

قارئین کے اس جذبے کو دیکھتے ہوئے آئندہ شمارے سے ایک اور سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے۔ ادارے کی جانب سے ہر ماہ تین بہترین تبصرہ نگاروں کو آئندہ ماہ کا شمارہ تحفتا" ارسال کیا جائے گا۔ زیر نظر ناول پڑھیئے اور تبصرہ ارسال کیجئے۔ تبصرہ لکھنے کے لئے آپ کا باقاعدہ تبصرہ نگار ہونا ضروری نہیں۔ نوک پلک ہم خود سنوار لیں گے۔ انعام یافتہ تبصرہ آنے والے ناول میں نام اور پتے کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔ صرف ایک بات کا خیال رہے کہ تبصرہ صاف اور خوش خط ہو نام اور مکمل پتہ ضرور ارسال کیجئے تاکہ ناول ارسال کرنے کے لئے آسانی رہے۔ آپ کی قیمتی آراء اور تبصروں کا انتظار رہے گا۔

خالد رشید

ی الدین نواب قارئین کی عدالت میں"

دنیا کا ہر انسان کوئی نہ کوئی الزام اٹھاتا ہے۔ اور اس الزام کی جواب دہی کے لئے ملکی عدالت میں یا اپنے ضمیر کی عدالت میں حاضر ہوتا ہے۔ لیجئے قارئین کرام محی الدین نواب آپ کی عدالت میں حاضر ہیں۔ آپ کے سوالات اور نواب صاحب کے جوابات کتنے ہی رازہائے دروں سے پردے اٹھائیں گے۔

"خالد رشید"

شاہد حسین ——— کراچی

سوال : محی الدین نواب صاحب کیا آپ الفاظ کے سوداگر ہیں یا کمپیوٹر مین مشین ہیں جو کہ پوری دنیا کی معلومات رکھتے ہیں یہ راز بتادیں۔ شکریہ

☆ جتنی لگن اور محنتوں سے کمپیوٹر ایجاد کیا گیا ہے اتنی ہی محنت اور لگن سے میں نے اپنے دماغ کو کمپیوٹر بنایا ہے۔

عاصم ——— لیہ

سوال : شہر ظلمات کہانی میں بتائی گئی کمپیوٹر کار ایجاد ہوگئی ہے یا یہ آپ کی ذہنی اختراع ہے؟

☆ اس کار کا ڈیزائن اور منصوبہ تیار ہو چکا ہے۔

کمال خان ——— ملتان

سوال : آپ کے پاس کون سی گاڑی ہے؟

☆ میرے پاس وہ گاڑی جو گھر کے دروازے سے مسجد کے صحن تک پہنچاتی ہے۔ (میرے دو پاؤں)

عبدالرحیم بھٹی ——— فیصل آباد

سوال : آپ کی اب تک لکھی گئی پسندیدہ کہانی کونسی ہے؟ اور یہ کس ڈائجسٹ میں شائع ہوئی تھی۔

☆ میری کہانیاں میرے بچے ہیں۔ میں ایک بچے کو دوسرے سے برتر نہیں کہہ سکتا۔

سید اکرام علی جعفری ـــــــ حیدر آباد

سوال : آپ نے کتنی قلموں کی کہانیاں لکھی ہیں ان کے نام اور تعداد بتادیجئے۔
☆ کل چھ۔ حسینوں کی بارات۔ رنگیلے جاسوس۔ انٹرنیشنل گوریلے۔ ناگ دیوتا۔ جو ڈر گیا وہ مر گیا اور ممی۔

محمود خان ـــــــ اٹک

سوال : آپ کون کون سے مصنفین سے متاثر ہیں؟
☆ ہر اس مصنف سے جو دل کو چھونے والی بات کہہ دیتا ہے۔

مقصود منج ـــــــ رحیم یار خان

سوال : اپنے پسندیدہ پاکستانی اداکار اور اداکارہ کا نام لکھئے؟
☆ ندیم اور صبیحہ خانم

بخش علی ـــــــ میلسی ملتان

سوال : آپ کی اب تک لکھی گئی کہانیوں کی تعداد کیا ہے؟
☆ اچھی طرح تو یاد نہیں مگر سینکڑوں کی تعداد میں ہے۔

اقبال احمد ـــــــ کراچی

سوال : مجھے آپ کا ٹیلی فون نمبر اور ایڈریس درکار ہے برائے مہربانی ضرور دیں۔
☆ آپ موجودہ دفتر کے پتے پر خط و کتابت کے ذریعے رابطہ کرسکتے ہیں۔

بخت خان ـــــــ مردان

سوال : کیا میں بھی فرہاد علی تیمور کی طرح ٹیلی پیتھی سیکھ سکتا ہوں؟
☆ لاکھوں میں کوئی ایک ہوتا ہے جو غیر معمولی قوت ارادی کا مالک ہوتا ہے ایسی غیر معمولی قوت ارادی کے بغیر یہ ناممکن ہے۔

یاسمین صغیر ـــــــ کراچی

سوال : آپ کی غیر شائع شدہ کہانی سسپنس کے علاوہ کس رسالے میں چھپتی ہیں؟
☆ خالد ظہور پبلی کیشنز کے ادارے سے شائع ہوتی ہیں۔

محمد افضل ــــــــــ ڈیری غازی خان

سوال : مجھے آپ کی ایک عدد رنگین تصویر بمعہ دستخط کے درکار ہے کیا یہ مجھے بذریعہ خط مل سکتی ہے؟

☆ اس ناول کے ذریعے میری رنگین تصویر آپ کے ہاتھوں میں ہے کبھی ملاقات پر دستخط کردوں گا۔

محمد ہاشم خان ــــــــــ ہری پور ہزارہ

سوال : کہانی لکھنے کا فن آپ نے کس استاد سے سیکھا ہے ان کا نام تحریر کیجئے؟

☆ چیونٹیوں سے سیکھا ہے۔ وہ ذخیرہ اندوزی کرتی ہیں۔ میں لفظوں کا ذخیرہ کرتا ہوں۔

ثمینہ۔ زرینہ شاہد ــــــــــ سکھر

سوال : سنا ہے آپ کہانی تحریر کرنے کے بجائے کیسٹ ریکارڈر پر ٹیپ کرکے دیتے ہیں یہ بات کہاں تک سچ ہے؟

☆ یہ درست ہے۔

محمد اسلم خان سواتی ــــــــــ پشاور

سوال : نواب صاحب اتنی اچھی اچھی کہانیاں آپ کے ذہن میں کیسے آتی ہیں؟

☆ قارئین کا ذوق اچھا ہوتا ہے اس لئے تحریر اچھی ہوتی ہے۔

احمد علی آرائیں ــــــــــ ساہیوال

سوال : آپ کو فی کہانی کا معاوضہ کتنا ملتا ہے؟

☆ کیا آپ کا تعلق انکم ٹیکس کے محکمے سے ہے!

اللہ یار ملک ــــــــــ چکوال

سوال : جو کہانی لکھنے کے سلسلے میں۔ آپ نے کتنے ممالک کی سیر کی ہے؟

☆ جتنے ممالک کا ذکر آپ میری [illegible] میں پڑھ چکے ہیں۔

چوہدری خان محمد ــــــــــ لاہور

سوال : محی الدین نواب آپ کا اصل نام ہے یا قلمی؟

☆ قلمی نام۔

شفیع محمد ــــــــــ بہاولنگر

سوال : میں آپ سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں کیا یہ ملاقات ہو سکتی ہے؟

☆ دفتر تشریف لے آئیں مگر فون پر وقت لے کر۔

فیض احمد راہی ــــــــــ نوابشاہ

سوال : آپ کی پسندیدہ ڈش کون سی ہے؟

☆ بنگالی ہوں۔ مچھلی کھاتا ہوں۔

انوار احمد ــــــــــ اسلام آباد

سوال : آپ کس شہر میں قیام پذیر ہیں؟

☆ کراچی میں۔

عبدالرزاق ــــــــــ گجرات

سوال : آپ کی عزیز ترین ہستی دنیا میں کون ہے؟

☆ ایک نہیں۔ میرے کئی بچے

مائیکل مسیح ــــــــــ گوجرانوالہ

سوال : آپ کی تعلیم کتنی ہے؟

☆ نصابی تعلیم دس جماعت' حسابی تعلیم بے حساب

محمد نعیم ــــــــــ جہلم

سوال : زندگی میں اضافے کا نسخہ بتائیے؟

☆ فکر و آلام کو ذہن پر زیادہ مسلط نہ کیا جائے۔

سرفراز علی ــــــــــ سیالکوٹ

سوال : آپ ہمارے شہر کب آئیں گے؟

☆ انشاء اللہ جلد ہی آؤں گا۔

نواز علی ــــــــــ مانسہرہ

سوال : سنا ہے آپ کا نام گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ میں آرہا ہے؟

☆ انشاء اللہ۔

لیاقت علی ـــــــ بکھر

سوال : دیوتا کا بنیادی خاکہ مفروضہ ہے یا حقیقت؟

☆ دیوتا میں فرضی باتیں کم اور حقائق زیادہ ہیں۔

شوکت علی ـــــــ منڈی بہاؤالدین

سوال : شہر ظلمات میں آپ کے نام کے ساتھ مصور کا لفظ بھی لکھا ہے کیا واقعی آپ مصور ہیں؟

☆ مصوری میرا خاندانی پیشہ ہے۔

ظہور احمد ولد چراغ ـــــــ کمالہ ' جھنگ

سوال : وہ قارئین جو آپ کی تحریریں بڑے شوق سے پڑھتے ہیں وہ یقیناً آپ کو پسند ہوں گے لیکن جو قارئین آپ کو نظرانداز کرنا چاہیں ان کے بارے میں آپ کیا رائے قائم کریں گے؟

☆ مجھے آج تک معلوم نہ ہو سکا کہ کس نے مجھے نظرانداز کیا ہے۔

نعیم صدیق ـــــــ راولپنڈی

سوال : زندگی کو صرف تین لفظوں میں بیان کریں۔

☆ زندگی۔ بے بندگی۔ شرمندگی

محمد افضل حنیف ـــــــ سکھر

سوال : (شہر ظلمات کی کہانی کے حوالے سے) ہم اس آفت کا سدباب کیسے کریں؟

☆ ڈس لئے جانے کے بعد اس بل میں دوبارہ ہاتھ نہ ڈالیں۔

چوہدری ممتاز حسین نعیم ـــــــ جھنگ

سوال : آپ کا تعلق کس پارٹی یا مسلک سے ہے؟

☆ میری کسی سے سیاسی وابستگی نہیں ہے۔ دینی وابستگی ایک خدا اور آخری نبیؐ سے ہے۔

محمد جمیل کمبوہ ـــــــ شہداد کوٹ

سوال : نواب صاحب آپ کی جو کہانی فلموں میں آرہی ہیں کیا یہ اچھا قدم ہے؟ آپ کی کہانی کے بالکل متبادل دکھایا جاتا ہے؟ آپ کے جو پرانے فین ہیں انہیں دکھ ہوتا ہے مجھے خود بہت ناپسند ہے مہربانی کر کے وضاحت کریں۔

☆ مجھے بھی دکھ ہوتا ہے۔ میں آئندہ فلمی کہانی لکھنے سے پرہیز کر رہا ہوں۔

سید محمد علی ـــــــــ نیو کراچی

سوال : مجھے سوال نہیں کرنا ہے اگر آٹوگراف دے سکیں تو مہربانی ہوگی۔

☆ بھائی میرے۔ کہاں آٹوگراف دوں؟

Scanned with CamScanner

محمد عمران ملک ــــــ مظفر گڑھ سے رقم طراز ہیں کہ۔

"ارے بھئی! پہچانا مجھے میں ہوں فرہاد علی تیمور' ہاں بھائی آپ کے سوچ نگر کا شہزادہ۔ کمال ہے میرے بیٹوں کو نہ صرف آپ نے اتنا بڑا کر دیا بلکہ ان سے محیر العقول کارنامے سرانجام دلوا دیئے۔ کیا کہنے آپ کے۔ میں تو ابھی بھی جوان ہوں۔ ماشاء اللہ۔ ویسے بھی "شیبا" کی موت کے بعد سے آپ نے میری کہانی میں افسانیت بہت بھر دی ہے۔ میرا پسندیدہ دور تو وہی ہے۔ بہتر ہوگا اگر آپ مجھے ہی جوان بنا کر قدیم دور میں لے جاتے۔ خیر آپ نے بہر حال میری اور میرے بچوں کی سرگزشت سے اصلاح کا بیڑہ اٹھایا ہے تو خدا کرے آپ کی امیدیں بر آئیں۔ ویسے کسی قسم کی پریشانی ہو تو میری ٹیلی پیتھی آپ کے لئے حاضر ہے۔ آخر آپ مجھے متعارف کرانے والے محسن ہیں۔ اوہ! "اعلیٰ بی بی" اور "کبریا" ادھر ہی آ رہے ہیں اور بہت چالاک ہیں......! اس لئے ایک ماہ کے لئے اجازت۔"

آگ کا پجاری

خاموشی موت ہے۔ شور زندگی ہے۔

شہری آبادی میں شور ہوتا ہے' اس لئے زندگی کی رنگینیوں اور گہما گہمی کا ثبوت ملتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قبرستان میں پکنک منائی جائے اور پاپ سنگرز کے بینڈ شور مچائیں تو اس شہر خموشاں میں زندگی کا حسن پیدا ہو جائے گا۔

اور اگر شہری آبادی میں قتل عام شروع کر دیا جائے تو وہاں ہمیشہ کے لئے موت کا سناٹا چھا جائے گا۔ جبکہ ایسا نہیں ہوتا۔ یہ قانون قدرت ہے' جہاں زندگی ہے' وہاں زندگی کا حرف مٹائے جانے کے بعد بھی سلامتی رہے

گی اور جہاں موت ہے، وہاں موت کی ہی حکمرانی رہے گی۔

یہ حقیقت جانتے ہوئے بھی موت کے ہرکارے اوکلا ہاما کے ہنستے بستے شہر میں پہنچ گئے۔ پھر وہاں کے اسٹاک ایکسچینج کی عمارت میں ایک دھماکہ کیا۔ وہ دھماکہ کیا تھا؟ قیامت کا نمونہ تھا۔ اس زوردار دھماکے سے بیس کلومیٹر دور تک کی عمارتیں لرز گئیں۔ دروازوں اور کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹ گئے۔ شاہراہوں پر چلنے والی گاڑیوں کے اسٹیرنگ ... ہ گئے۔ بے شمار گاڑیاں ایک دوسرے سے ٹکراتی چلی گئیں۔ جس عمارت میں دھماکہ ہوا، وہ اندر اور باہر سے آگ کے شعلوں میں گھر گئی۔ ایک تو بم پھٹنے سے ہی بے شمار عورتوں اور مردوں کے چیتھڑے اڑ گئے تھے۔ جو بچ گئے تھے، انہیں آگ کے شعلوں نے گھیر لیا تھا۔

اسٹاک ایکسچینج کے باہر اور اندر کی دیواریں گر گئی تھیں۔ دُور سے اندر کا منظر صاف نظر آ رہا تھا۔ شعلوں کی زد میں آئے ہوئے لوگوں کو بھاگنے کا راستہ نہیں مل رہا تھا۔ ان کے لباس میں آگ لگتی تو وہ فرش پر گر کر لوٹنے کے باوجود آگ نہیں بجھا پا رہے تھے۔ اپنے ہی لباس کے اندر جل کر کوئلہ بن رہے تھے۔

ایسے ہی وقت دور کھڑے ہوئے ہزاروں لوگوں نے دیکھا۔ ایک شخص آگ سے محفوظ تھا۔ وہ ایک بچے کو بازو میں اٹھائے شعلوں کے درمیان سے گزر رہا تھا۔ دیدہ وروں نے حیرانی سے دیکھا، اس شخص کے لباس میں بھی آگ نہیں لگ رہی تھی۔ وہ دوڑتا ہوا شکستہ دیواروں پر سے چھلانگیں لگاتا

ہوا عمارت سے باہر سڑک پر آیا۔ پھر بچے کو ایک پولیس مین کے حوالے کر کے دوبارہ دوڑتا ہوا ان شعلوں کے درمیان چلا گیا۔

آگ کسی کا لحاظ نہیں کرتی۔ سب کو جلاتی ہے۔ یہ معجزہ سے کم نہیں تھا کہ آگ اس شخص پر مہربان تھی۔ شعلے اسے اپنی آغوش میں لے کر جیسے خوشی سے رقص کر رہے تھے۔ وہ شعلے ابھی دوسری منزل تک نہیں پہنچے تھے۔ وہ شخص ایک عورت کو بازوؤں میں اٹھا کر اوپر والی منزل پر پہنچا رہا تھا۔

باہر پولیس مین اور شہری بڑے بڑے کینوس سیور پھیلائے کھڑے تھے۔ اوپری منزلوں سے عورتیں اور مرد اپنے بچوں کو لئے اس پھیلے ہوئے کینوس سیور پر کود رہے تھے۔ اور اپنی جانیں بچا رہے تھے۔ اس دوران آگ بھڑکتی ہوئی اوپر کی منزلوں تک پہنچ رہی تھی۔ فائر بریگیڈ کا عملہ بڑی تندہی سے آگ پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔

رفتہ رفتہ سب ہی اس عمارت سے نکل آئے۔ صرف وہ اجنبی رہ گیا۔ لوگ ہاتھ ہلا ہلا کر چیخنے لگے۔ "برے وو (شاباش) آجاؤ۔ آگ سے نکل آؤ۔"

عورتیں اسے محبت اور عقیدت سے دیکھتی ہوئی اس کی طرف ہوائی بوسے اچھالتی ہوئی کہہ رہی تھیں۔ "تم ہمارے محبوب ہو، آجاؤ۔ تم ہمارے ہیرو ہو، آگ سے نکل آؤ۔ ہم تمہاری زندگی چاہتے ہیں۔"

وہ پہلے دوسری منزل پر تھا۔ پھر رقص کرتے ہوئے شعلوں کے درمیان سے گزرتا ہوا تھوڑی دیر کے لئے گم ہو گیا۔ ایک منٹ کے بعد وہ تیسری

منزل پر دکھائی دیا۔

وہ مجمع کی طرف ہاتھ ہلا کر پھر آگ کے شعلوں میں چلا گیا۔ مرد، عورتیں اور بچے دھڑکتے ہوئے دلوں سے ادھر دیکھتے رہے۔ وہ چوتھی منزل پر نظر آیا۔ اس نے وہاں سے بھی ہاتھ ہلا کر مجمع کو وش کیا۔ پھر ان شعلوں میں جا کر گم ہو گیا۔

اس طرح وہ اوپر ہی اوپر ہر منزل پر پہنچ کر دلوں کو دھڑکا رہا تھا۔ بھڑکتی ہوئی آگ پچیسویں منزل تک پہنچ گئی تھی اور اب چھت تک پہنچنے والی تھی۔ نیچے جانے والے زینے بھی جل کر ٹوٹ گئے تھے۔ اس کے اوپر سے نیچے آنے کا کوئی راستہ نہیں رہا تھا۔

ہزاروں لوگ سر اٹھائے چھت کی طرف دیکھ رہے تھے۔ وہ چھت آخری جگہ تھی، جہاں وہ آخری بار نظر آیا۔ اس کے بعد ایک بڑی سی فلائنگ کائٹ نظر آئی۔ اس نے فلائنگ کائٹ کے راڈ کو تھام کر چھت پر دوڑ لگائی۔ پھر دوڑتے دوڑتے چھت سے الگ ہو کر فضا میں پرواز کرنے لگا۔

ہزاروں تماشائی تالیاں بجانے لگے۔ عورتیں اس کی تعریف میں چیخ رہی تھیں۔ بچے خوشی سے اچھل رہے تھے۔ جب وہ پرواز کرتا ہوا فلک بوس عمارتوں کے پیچھے گم ہو گیا تو ایک دم سے خاموشی چھا گئی۔

"وہ کہاں چلا گیا؟" سب کی متلاشی نظریں ادھر ادھر سر اٹھائے دیکھنے لگیں۔ انتظار کرنے لگیں۔ شاید وہ پلٹ کر آئے گا اور ہزاروں افراد سے داد وصول کرے گا۔ لیکن نہیں، وہ گزرے ہوئے وقت کی طرح گزر گیا تھا۔

واپس نہیں آنے والا تھا۔

وہ مردوں کے دلوں میں تجسس پیدا کر کے اور عورتوں کے کلیجے میں آہیں بھر کر جا چکا تھا۔

☐*☐

ریڈیو، ٹیلیویژن اور اخبارات چیخنے لگے کہ شہر کے قلب میں بم کا وہ دھماکہ کھلی دہشت گردی ہے۔ اور یہ دہشت گردی انتہا پسند مسلمانوں نے کی ہے۔ یہ مسلمان پچھلی صدی سے انتہا پسند رہے ہیں اور آج بھی ہیں۔
ابھی مجرم پکڑے نہیں گئے تھے۔ کسی مسلمان کے خلاف بھی کوئی ثبوت نہیں ملا تھا۔ صرف یہ کہا جارہا تھا کہ اس میں کالے بالوں والے اور ڈاڑھیوں والے براؤن لوگ دیکھے گئے تھے۔ ایشیا اور مڈل ایسٹ کے لوگوں کے کالے بال ہوتے ہیں اور ڈاڑھیوں کے حوالے سے مسلمانوں کی طرف دھیان جاتا ہے۔ امریکہ اور پورے یورپ والے خود کو وہائٹ اور باقی دنیا کے لوگوں کو بلیک اور براؤن کہتے ہیں۔ ان حوالوں سے یہ ثابت کرنے کی کوششیں کی جارہی تھیں کہ مسلمان دہشت گردوں نے اس عمارت کو تباہ

لیا ہے اور بے شمار لوگوں کی جانیں لی ہیں۔

امریکی حکام اور فوج کے اعلیٰ افسران کا اجلاس ہو رہا تھا۔ ایک اعلیٰ افسر کہہ رہا تھا۔ "ہمیں مسلمانوں پر الزام لگانے میں جلدی نہیں کرنا چاہیے۔ پچھلی صدی کی آخری دہائی میں اسی طرح اوکلاہاما کی ایک عمارت میں بم کا زبردست دھماکہ ہوا تھا۔ ماضی کے حکمرانوں نے فوراً ہی مسلمانوں کو انتہا پسند اور دہشت گرد قرار دیا تھا۔ کہیں سے ایک مسلمان کو پکڑ لائے تھے اور اس کے ذریعہ دنیا والوں کو یہ باور کرانا چاہتے تھے کہ مسلمان دہشت گرد ہیں۔ لیکن جب اصل مجرم گرفتار ہوا تو وہ ہمارے ہی امریکہ کا ایک فوجی افسر تھا، جس نے سینکڑوں عراقی مسلمانوں کو ہتھیار ڈالنے کے باوجود موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

دوسرے اعلیٰ افسر نے کہا۔ "ہمارے اس افسر نے امن و امان قائم رکھنے کے لئے سینکڑوں قتل کئے۔ لیکن مسلمان دہشت پھیلانے کے لئے تخریب کاری کرتے ہیں۔"

"تو پھر ہمارے ہی فوجی افسر نے ہمارے ہی ملک میں بم کا دھماکہ کیوں کیا تھا؟ کیا اسے دہشت گرد نہیں کہا جائے گا؟"

"پلیز میجر! ہم اپنے ہی لوگوں پر کیچڑ اچھالنے کے لئے یہاں نہیں بیٹھے ہیں اور آپ ماضی کی بات جانے دیں۔ آج جو دھماکہ ہوا ہے۔ وہ کس نے کیا ہے؟ ہمیں جلد سے جلد اصل مجرم کا سراغ لگانا ہوگا۔"

"اتنی بڑی دہشت گردی ہوئی۔ ملین ڈالرز کی عمارت تباہ کی گئی۔

سینکڑوں کو ہلاک اور ہزاروں کو زخمی کیا گیا۔ ایسا کس نے کیا؟ کون ہمارا دشمن ہے؟ کیا اسلامی ممالک میں سوڈان' لیبیا' عراق اور ایران وغیرہ پچھلی صدی سے ہمارے دشمن نہیں ہیں؟ کیا اس طرح یہ نشاندہی نہیں ہوئی کہ یہ تخریب کاری اور دہشت گردی مسلمانوں نے کی ہے؟"

ایک حاکم نے کہا۔ "ہمیں اصلی مجرم تک پہنچنے میں وہ شخص مدد کر سکتا ہے جسے اوکلاہاما کے مرد' عورتیں اور بچے آگ کا کھلاڑی کہہ رہے ہیں۔ عجیب بات ہے کہ ذرائع ابلاغ میں اس آگ کے کھلاڑی کا اتنا زیادہ ذکر ہو رہا ہے کہ دہشت گردی والی واردات کی اہمیت ثانوی ہو گئی ہے۔"

"آخر وہ اجنبی کون ہے؟ پہلی بار ڈرامائی انداز میں ہزاروں افراد کے سامنے آیا۔ پھر کہیں گم ہو گیا۔"

دوسرے حاکم نے کہا۔ "اس نے بے شمار عورتوں اور بچوں کی جانیں بچائی ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کے دل میں انسانی ہمدردی ہے۔ اگر وہ ملک و قوم سے محبت کرنے والا ہو گا تو دہشت گردوں کو ضرور تلاش کرے گا اور ہم سے رابطہ کرے گا۔"

ایک منٹ کے بعد فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ایک اعلیٰ افسر نے ٹی وی ٹیلیفون کو آن کر کے مائیک کا بٹن دبایا۔ پھر پوچھا۔ "کیا بات ہے؟"

اسکرین پر ایک فوجی جوان نظر آرہا تھا اس نے کہا۔ "سر! آپ کے لئے فون ہے۔ فون کرنے والا اپنا نام نہیں بتا رہا ہے۔ کہتا ہے' اپنے صاحب سے کہو' ایک فائر ور شپر بات کرنا چاہتا ہے۔"

"کیا اس نے خود کو آگ کا پجاری کہا ہے؟"

"یس سر"

"اس سے فوراً رابطہ کراؤ۔"

"جسٹ اے منٹ سر! میں ابھی لائن ملا رہا ہوں۔"

چند سیکنڈ کے بعد ہی رابطہ ہو گیا۔ دوسری طرف سے ایک بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔ "ہیلو جنرل! میں وہی ہوں جسے ہزاروں آنکھوں نے جہنم کے شعلوں سے کھیلتے دیکھا تھا۔ وہ مجھے آگ کا کھلاڑی کہنے لگے ہیں جبکہ میں کھلاڑی نہیں۔ آگ کا پجاری ہوں۔"

فوجی جنرل نے پوچھا۔ "تمہارا کوئی پیدائشی نام تو ہوگا۔"

"میرا نام جان ہنٹر ہے۔"

"مسٹر ہنٹر! ابھی ہم تمہارا ہی ذکر کر رہے تھے۔ تم نے سینکڑوں عورتوں اور بچوں کی جانیں بچا کر بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ کیا تم ہم سے ملاقات کرنا پسند کرو گے؟"

"جب میں بم دھماکوں کے اصل مجرموں تک پہنچ جاؤں گا تو انہیں گرفتار کرانے کے لئے تم لوگوں سے ضرور ملاقات کروں گا۔"

"کیا تم مجرموں کو جانتے ہو؟ یا کسی پر شبہ ہے؟"

"مسلمان دہشت گردوں پر شبہ ہے۔ میں نے ایک ایسے مجرم کو دیکھا ہے' جو نظر نہیں آتا۔"

"جب وہ نظر نہیں آتا ہے' تو تم نے اسے کیسے دیکھ لیا؟"

"میں نے اس کا وجود نہیں دیکھا ہے۔ اس کی حرکتیں دیکھی ہیں۔ جب میں تیسری منزل پر تھا' تب وہاں سے میں نے دیکھا۔ سڑک کے کنارے جہاں تک آگ پھیل رہی تھی۔ وہاں ایک ٹیکسی کھڑی ہوئی تھی۔ اس ٹیکسی کا دروازہ خودبخود کھلا۔ فٹ پاتھ پر ایک بیگ رکھا ہوا تھا۔ وہ بیگ خودبخود فٹ پاتھ سے اٹھ کر ٹیکسی کے اندر گیا۔ صاف پتہ چل رہا تھا کہ کسی نے بیگ کو فٹ پاتھ سے اٹھاکر ٹیکسی کے اندر رکھا ہے۔ اگر میں تیسری منزل پر نہ ہوتا تو اس نادیدہ شخص کا تعاقب ضرور کرتا۔ تم لوگ یقین کرو یا نہ کرو وہ ٹیکسی خود اسٹارٹ ہو کر ایک یوٹرن لے کر وہاں سے چلی گئی۔"

"یعنی وہ بیگ اٹھانے والا اور ٹیکسی ڈرائیو کرنے والا نظر نہیں آیا۔ وہ نادیدہ تھا؟ یہ تو ناقابل یقین بات ہے۔"

"جی ہاں۔ کوئی انسان آگ کے شعلوں میں زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہ بات بھی ناقابل یقین ہے۔ لیکن ہزاروں لوگوں نے مجھے آگ کے شعلوں دیکھا ہے۔ جب میں اس نادیدہ کو گرفتار کرسکوں گا تو تم لوگوں سے رابطہ کروں گا۔ اوکے سوفار۔"

دوسری طرف سے فون بند کردیا گیا۔ اب امریکیوں کے لئے یہ ایک نیا مسئلہ تھا کہ مجرم نادیدہ ہے اور اس نادیدہ کا جب تک مذہب معلوم نہ ہو جائے اسے مسلمان دہشت گرد نہیں کہا جاسکتا۔

☐*☐

جان ہنٹر ایک مساج بیڈ پر اوندھا لیٹا ہوا تھا۔ چار حسینائیں مختصر سے لباس میں اس کے چاروں طرف تھیں اور جان ہنٹر کے بے لباس جسم کے ایک ایک حصے کو مساج کر رہی تھیں۔

اس کمرے کے چاروں طرف دیواروں پر بڑے بڑے ٹی وی اسکرین آن تھے۔ وہ جس عمارت میں تھا' اس کے اندر اور باہر کے تمام حصے الگ الگ اسکرین پر نظر آ رہے تھے۔ بغیر اجازت داخل ہونے والے اس عمارت کے جس حصے سے بھی گزرتے تو وہاں کسی نہ کسی اسکرین پر نظر آ جاتے۔

وہ جہاں اوندھا لیٹا ہوا تھا وہاں سرہانے ٹیلیفون ٹی وی سیٹ رکھا ہوا تھا۔ اس نے ابھی امریکی اکابرین سے فون پر گفتگو کی تھی اور ان کے دماغوں

میں یہ بات ڈال دی تھی کہ شہر میں جو دھماکہ ہوا ہے اس کا مجرم ایک نادیدہ شخص ہے۔

ان سے رابطہ ختم کرنے کے بعد دوسرے نمبرڈائل کئے' رابطہ ہوتے ہی اسکرین پر ایک چھوٹا سا بار نظر آیا۔ چار شخص وہاں بیٹھے شراب پی رہے تھے۔ بار میں سرخ بلب کے روشن ہوتے ہی وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ٹی وی کیمرے کی طرف دیکھتے ہوئے بولے۔ "یس باس"

جان ہنٹر نے غراتی ہوئی آواز میں کہا۔ "رپورٹ؟"

ایک شخص رپورٹ پیش کرنے لگا۔ جان ہنٹر اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ "جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ ہم نے منصوبے کے مطابق کام کیا ہے۔ ہم نے بیسمنٹ میں بم نصب کرنے کے بعد وہی وقت مقرر کیا' اور آپ نے دیکھا کہ ٹھیک اسی وقت بم بلاسٹ ہوا تھا لیکن ہمارے پاس جو فاضل بم تھا۔ اسے اس عمارت میں نصب کرنے کا وقت نہیں رہا تھا۔ آپ نے ہمیں سختی سے کہا تھا کہ ہم بارہ بج کر دس منٹ پر عمارت سے باہر آجائیں۔"

جان ہنٹر نے غرا کر کہا۔ "سختی سے تاکید کرنے کے باوجود تم لوگوں نے عمارت سے باہر آنے میں دیر کی تھی۔"

"ہم مجبور ہو گئے تھے۔ وہی نادیدہ شخص رکاوٹ بن رہا تھا۔ ہم بیسمنٹ سے گراؤنڈ فلور پر آگئے تھے۔ تب ہی ہمارے قریب ایک آواز سنائی دی۔ کسی نے کہا "رک جاؤ"۔

باس ہماری زندگی میں پہلی بار ایسا ہوا۔ کوئی نظر نہیں آرہا تھا اور اس

کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ وہ پوچھ رہا تھا۔ "بتاؤ' ایک بم کہاں رکھا ہے اور یہ دوسرا بم کہاں رکھنے جا رہے ہو؟"

ہم بولنے والے کو دیکھنے کے لئے ادھر ادھر نظریں دوڑا رہے تھے' تب ہی اچانک میرے منہ پر الٹا ہاتھ پڑا۔ میرے تو ہوش اڑ گئے۔ میں نے خوف زدہ ہو کر کہا۔ "میں بتا بھی دوں تو تم وہاں سے وہ بم ہٹا نہیں سکو گے۔ وہاں پہنچنے میں تمہیں ایک منٹ سے زیادہ وقت لگ سکتا ہے۔ جبکہ بم کی بلاسٹنگ میں صرف چالیس سیکنڈ رہ گئے ہیں۔"

ہم وہاں سے بھاگنے لگے۔ باہر آتے ہی اندر زبردست دھماکہ ہوا۔ چشم زدن میں آگ پھیلتی ہوئی باہر آنے لگی۔ ہم سمجھ رہے تھے کہ اس نادیدہ شیطان سے نجات مل گئی ہے لیکن اس ٹیکسی کے قریب پہنچتے ہی ہم میں سے کسی کے منہ پر گھونسا پڑا۔ کسی کے منہ پر لات پڑی۔ ہم میں سے کسی کو سنبھلنے کا موقع نہیں ملا۔ جس بیگ میں وہ دوسرا بم رکھا ہوا تھا وہ میرے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ یہ اندیشہ تھا کہ وہ ہمیں قانون کے حوالے کرے گا لیکن وہ بیگ اٹھا کر ٹیکسی میں بیٹھ کر چلا گیا۔ بائی گاڈ! میں نے زندگی میں پہلی بار ایسا منظر دیکھا کہ اسٹیرنگ سیٹ پر کوئی ڈرائیور نہیں تھا اور وہ ٹیکسی خود بخود چلی جا رہی تھی۔"

اس نے پوری رپورٹ سنا کر سر کو جھکا لیا۔ جان ہنٹر نے کہا۔ "ہوں۔ تم نے وہ کامیاب دھماکہ کر کے میرے منصوبے کی تکمیل کی ہے۔ میں تم لوگوں کی کارکردگی سے مطمئن ہوں۔ لیکن وہ نادیدہ شخص الجھا رہا ہے۔ آخر

وہ کون تھا؟ اگر کوئی محب وطن امریکی تھا تو اس نے تم لوگوں کو قانون کے حوالے کیوں نہیں کیا؟"

"جی ہاں۔ اس نے ہمارا کچھ نہیں بگاڑا۔ صرف وہ بیگ لے گیا، جس میں ایک بم رہ گیا تھا۔ کیا وہ بم اس کے لئے اہم ہو گا؟"

اس کی بات ختم ہوتے ہی "ٹک ٹک ٹک ٹک" کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ وہ چاروں طرف ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ جان ہنٹر نے پوچھا۔ "یہ تم لوگوں کے قریب آوازیں کیسی ہیں؟"

ایک نے کہا "مجھے تو گھڑی کی ٹک ٹک لگ رہی ہے۔"

دوسرے نے گھبرا کر کہا۔ "باس! یہ ٹائم بم کی آواز بھی ہو سکتی ہے۔"

تیسرے نے کہا۔ "جس طرح وہ نادیدہ بول رہا تھا لیکن نظر نہیں آرہا تھا اسی طرح ٹائم بم بھی ہمیں نظر نہ آرہا ہو۔ صرف آواز سنائی دے رہی ہو۔"

جان ہنٹر نے کہا۔ "اگر وہ نادیدہ کوئی بم چھپا کر لائے گا تو اس کے دھماکے سے اس کے بھی چیتھڑے اڑ جائیں گے۔ وہ نادیدہ سہی لیکن اس کا ایک ٹھوس جسم ہو گا۔"

اچانک آواز سنائی دی۔ "ہاں میں نظر نہیں آتا ہوں لیکن کوئی بھی اندھے کی طرح ٹٹول کر مجھے پکڑ سکتا ہے۔ میرا نام بابر علی تیمور ہے۔ میں نے تمہارے چاروں چمچوں کو قانون کے حوالے نہیں کیا کیونکہ ان کا تعاقب کر کے تمہاری جڑوں تک پہنچنا چاہتا تھا لیکن تم بہت پر اسرار......"

اس نے بات ادھوری چھوڑ دی۔ پھر کہا۔ "اچھا تو مسٹر پراسرار! تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ ابھی میرے اندر آنے کی کوشش کررہے تھے۔"

"مسٹر بابر! تم اپنے بارے میں کچھ بتارہے تھے؟"

"میں نے اپنا نام بتادیا' یہی بہت ہے۔ کبھی تم سے سامنا ہوگا تو تمہارا جغرافیہ پڑھوں گا اور اپنا جغرافیہ سناؤں گا۔ فی الحال یہ سمجھ گیا ہوں کہ یہ چمچے تمہارے خفیہ اڈے تک مجھے نہیں پہنچاسکیں گے۔ کیونکہ یہ کرایہ کے آلہ کار ہیں۔ یہ ٹک ٹک کی آواز سن رہے ہو نا؟ یہ تمہارے اس دوسرے بم کی گھڑی کی آواز ہے۔ یہ چاروں تو گئے تم ان کے جانے کا منظر دیکھو۔"

"نہیں ——" وہ چاروں چیخیں مار کر وہاں سے بھاگنا چاہتا تھے۔ مگر نادیدہ لاتیں اور گھونسے پڑنے لگے۔ مارنے والے کا بدن فولادی تھا۔ اس کے گھونسے ہتھوڑوں کی طرح پڑ رہے تھے۔ ان کے سر چکرا رہے تھے۔ وہ کسی طرح بھی گرتے پڑتے وہاں سے دور جانا چاہتے تھے۔ لیکن مار کھاکر ایسے گرتے تھے کہ اٹھنے میں وقت لگتا تھا۔ اٹھنے کے بعد پھر مار کھاکر گرنے کی باری آجاتی تھی۔

ٹک ٹک کی آخری آواز کے ساتھ ایک زور دار دھماکہ ہوا۔ پھر جان ہنٹر کا ٹی وی اسکرین بجھ گیا۔ کیونکہ ادھر کا وڈیو کیمرہ تباہ ہوگیا تھا۔ اس نے ٹیلیفون ٹی وی کو آف کردی۔ پھر سوچنے لگا۔ اس نادیدہ کا جسم نظر نہیں آتا۔ مگر وہ ٹھوس ہوگا' ابھی اس دھماکہ میں اسے بھی فنا ہوجانا چاہئے۔ کیا وہ مرچکا ہوگا؟"

وہ مساج بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔ چار حسینائیں اس کے آس پاس تھیں۔ ویسے عیاشی کی کوئی بات نہیں تھی۔ وہ مساج اس کی زندگی کا اہم حصہ تھا۔ چوبیس گھنٹوں میں ایک بار اس کے پورے جسم پر اینٹی فائرلوشن لگایا جاتا تھا۔ وہ فائر پروف لوشن ایسا تھا کہ بدن پر لگانے کے بعد اس پر آگ اثر نہیں کرتی تھی۔ وہ لوشن لباس پر لگایا جائے تو لباس نہیں جلتا تھا۔ سر کے بال بھی اس لوشن سے محفوظ رہتے تھے وہ آگ سے گزرتے وقت اپنی آنکھوں پر مصنوعی پلاسٹک کی آنکھیں چڑھا لیتا تھا۔ اس طرح ٹرانسپرنٹ آنکھیں بھی اس لوشن کے ذریعہ محفوظ رہتی تھیں۔

جب سر کے بالوں سے لے کر پیروں کے تلوؤں تک لوشن سے مساج مکمل ہو گیا تو وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ایک حسینہ اس کا لباس لے کر آئی۔ اس لباس کو لوشن میں بھگو کر خشک کر دیا گیا تھا۔ اس نے اسے اندر اور باہر سے اچھی طرح چیک کیا۔ پھر پہن لیا۔

اسی عمارت کے دوسرے حصے میں اس کی چھوٹی بہن رہتی تھی۔ وہ بھی چوبیس گھنٹوں میں ایک بار اپنے جسم پر اینٹی فائرلوشن سے مساج کراتی تھی۔ اس کا لباس بھی لوشن میں بھگو کر خشک کیا جاتا تھا۔

وہ بہن بھائی جان اسٹیل انڈسٹری کے مالک تھے۔ وہ انڈسٹری ان کے باپ نے لگائی تھی۔ انہیں کاروبار سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی۔ دلچسپی اس بات سے تھی کہ اس کارخانہ میں فولاد کو پگھلانے کے لئے بہت بڑی بھٹی تھی۔ اس بھٹی میں دن رات آگ سلگتی رہتی تھی اور وہ آگ بجلی کے ذریعہ

پیدا کی جاتی تھی۔

وہ دونوں شغل کے طور پر کارخانہ میں جاتے تھے اور اس الیکٹرک بھٹی کے قریب رہ کر اپنے ہاتھوں سے فولاد کو پگھلاتے تھے۔ بھٹی کے قریب اتنی تیز آنچ ہوتی تھی کہ ورکرز فائر پروف ماسک اور لباس پہن کر کام کرتے تھے اور وہ بہن بھائی عام سے لباس میں رہ کر اس آگ کے قریب وقت گزارتے تھے اور خود کو زیادہ سے زیادہ آنچ اور تپش کا عادی بناتے تھے۔

رات دس بجے کے بعد تمام ورکرز کو چھٹی دیدی جاتی تھی۔ دس بجے کے بعد وہ کارخانہ ٹارچر سیل بن جاتا تھا۔ وہاں صبح تک ان کے خاص رازدار بندے رہتے تھے۔ جو دشمن ان کی گرفت میں آتا تھا۔ اسے وہ تھوڑی تھوڑی آنچ اور تھوڑی تھوڑی تپش پہنچا کر ٹھہر ٹھہر کر اذیتیں دیتے تھے۔ پھر صبح ہونے سے پہلے اسے الیکٹرک بھٹی میں جھونک دیتے تھے۔

بعض افراد اذیت پسند ہوتے ہیں۔ جب تک کسی کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ کسی پر ظلم نہ کریں' تب تک انہیں دلی مسرتیں حاصل نہیں ہوتیں۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں جو دہشت گرد ہوتے ہیں' وہ کیوں لوگوں کو قتل کرتے ہیں؟ اور انہیں اذیتیں پہنچانے کے لئے کیوں ٹارچر سیل قائم کرتے ہیں؟ ان دہشت گردوں کو ان لوگوں سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہوتی۔ وہ صرف دو وجوہات کی بناء پر سفاک قاتل بنتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ انہیں مختلف ایجنسیوں کی طرف سے بھاری رقوم ملتی ہیں۔ دوسرا یہ کہ ان کی فطرت میں سفاکی اور درندگی ہوتی ہے۔ وہ کسی کو تکلیف پہنچائے بغیر

سکون سے نہیں رہ سکتے۔

وہ بھن بھائی بھی ایسے ہی تھے۔ بچپن ہی سے دوسروں کو نقصان پہنچا کر مسرتیں حاصل کرتے تھے۔ جوان ہوئے تو ان کی درندگی اور سفاکی بھی جوان ہوگئی۔ جان ہنٹر خود کو فائر ورشپر یعنی آگ کا پجاری کہتا تھا۔ اور بہن کے لئے کہا کرتا تھا کہ وہ برننگ بیوٹی یعنی سلگتا ہوا حسن ہے۔ اسے پیارے بیوٹی بے بی پکارتا تھا۔ ویسے غلط نہیں پکارتا تھا۔ وہ اتنی حسین اور پرکشش تھی، جتنی کہ ظالم اور مغرور حسینائیں ہوا کرتی ہیں۔

وہ چھت پر سن باتھ کے لئے لیٹی ہوئی تھی۔ جان ہنٹر نے آکر پوچھا۔

"ہیلو بیوٹی بے بی! کیا ہو رہا ہے؟"

"تم بتاؤ کیا ہو رہا ہے؟ کیا اس نادیدہ کے بارے میں کچھ معلوم ہوا؟"

"ہاں اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ فولاد ہے۔ اسے اپنے ٹارچر سیل کی الیکٹرک بھٹی میں لے جاکر پگھلانا ہوگا۔"

"یہ تو اس وقت ممکن ہے، جب وہ نظر آئے گا۔"

"وہ ہمیشہ نادیدہ نہیں رہتا ہوگا۔ گوشت پوست کے جسم میں رہ کر زندگی گزارتا ہوگا۔ ایسے وقت اسے پہچاننا مشکل ہو سکتا ہے کیونکہ ہم نے اس کی شکل و صورت نہیں دیکھی ہے۔"

"کیا تم نے اس کی آواز سنی ہے؟"

"ہاں، مگر وہ یوگا کا ماہر ہے۔ مجھے اس کے دماغ میں جگہ نہیں مل سکی۔ اگر وہ ہمارے سامنے نادیدہ بن کر آئے گا تو پرابلم بن جائے گا۔"

"ڈونٹ وری جان! میں چوہے کو بل سے اور بلے کو مراقبے سے باہر
نا جانتی ہوں۔"

"کیا کرو گی؟"

"ٹی وی کے ایڈ اسپاٹ کے لئے میری ۳۰ سیکنڈ کی ویڈیو فلم تیار ہو گی۔
ں اس ۳۰ سیکنڈ میں اسے مخاطب کروں گی یہ فلم ہر آدھے گھنٹے بعد چلے
ی تو میں اس کی نظروں میں آؤں گی اور میں جس کی نظروں میں آجاتی
ہوں' وہ مجھ سے نظریں ملانے سر کے بل آتا ہے۔ تم ٹی وی کے ایڈ اسپاٹ
ں جتنا وقت خرید سکتے ہو' خرید لو۔"

وہ بہن کے پاس آکر بیٹھ گیا پھر موبائل فون کے ذریعہ اس مشن کے
سلسلے میں متعلقہ لوگوں سے رابطے کرنے لگا۔

□*□

پچھلی صدی کی آخری دہائی میں غیر مسلموں کے لئے یہ بات بڑی تشویشناک تھی کہ مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کے باوجود ان کی تعداد بڑھتی جارہی تھی۔ علمائے دین کے تبلیغی سلسلے اتنے جامع اور پر اثر ہوا کرتے تھے کہ غیر مسلم اسلام قبول کرنے لگے تھے۔ ایک محتاط سروے کے مطابق فرانس اور امریکہ کے باشندوں نے خاصی تعداد میں اسلام قبول کیا تھا اور یہ کہا جارہا تھا کہ اکیسویں صدی کے اوائل تک امریکہ کے لاکھوں باشندے اللہ تعالیٰ اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھ رہے ہوں گے۔

اور اب اکیسویں صدی کی دوسری دہائی میں مردم شماری کی رپورٹ نے بتایا کہ امریکہ کی تین ریاستوں میں پانچ لاکھ امریکی مسلمان ہیں۔ یہ

بڑھتی ہوئی تعداد تمام ریاستوں کے حکام کے لئے چیلنج بن رہی تھی۔ وہ بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنا چاہتے تھے۔ اس مقصد کے لئے وہاں لسانی فسادات کو بھڑکایا جانے لگا۔ امریکی مسلمانوں کی جان ومال اور عزت آبرو پر پے درپے حملے ہونے لگے۔ انہوں نے تبلیغی اجتماع پر پابندی لگانی چاہی۔ لیکن تمام دنیا کے مسلمانوں نے احتجاج کیا تو وہ پابندی نہ لگا سکے۔

کبریا فرہاد اور بابر علی تیمور ویسٹ بے سٹی میں تھے۔ انہیں بابا صاحب کے ادارے سے ہدایات ملیں کہ وہ امریکہ جائیں۔ وہاں امریکی مسلمانوں کی نئی نسل کو گمراہ کیا جارہا ہے۔ دشمنان اسلام کا دور رس منصوبہ یہ تھا کہ مسلمانوں کی جوان نسل مذہب سے بے نیاز رہے گی۔ دین میں بے دینی کا زہر گھلتا رہے گا تو اس جوان نسل سے ہونے والی اولادیں مذہب سے بیزار ہو کر بے دین رہیں گی۔

کبریا نے پوچھا۔ "چھوٹے! کیا ارادہ ہے؟"

بابر نے کہا۔ "بڑے! ہمیں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ کیوں نہ کل صبح کی فلائٹ سے چلا جائے؟"

"کیا ضروری ہے کہ تو میری انگلی پکڑ کر چلے۔ کب تک چھوٹا بنا رہے گا۔ تنہا نہیں جا سکتا؟"

"بڑے! زیادہ بڑا نہ بن۔ میں نے کبھی تیرا سہارا نہیں لیا ہے۔ میں تو اس لئے کہہ رہا تھا کہ میرے بعد تو یہاں تنہا رہ جائے گا۔ جوان بچہ ہے۔ زمانہ خراب ہے۔ تیرے جیسے بچے کو خوبصورت بلائیں اغوا کر لیتی ہیں۔

میں نہیں چاہتا کہ میرے پیچھے تیری آبرو لٹ جائے۔"

"گدھے کہیں کے۔ مرد کی عزت جاتی ہے۔ آبرو کا لفظ عورتوں کے لئے ہوتا ہے۔"

"یعنی مرد کی عزت ہوتی ہے۔ آبرو نہیں ہوتی؟"

"نہیں ہوتی۔"

"یعنی مرد پیدائشی بے آبرو ہوتا ہے؟"

"اوئے، بکواس نہ کر۔ سفر کی تیاری کر۔ تو یہاں سے تنہا جائے گا۔ میں بعد میں آؤں گا۔"

"بعد میں کیوں آئے گا؟ یہاں کوئی تیرا راستہ روکنے والی نہیں ہے۔ پھر کیوں رک رہا ہے؟"

"ممی نے مجھ سے کہا ہے، تجھے تنہا جانے دیا جائے۔ میں امریکہ کی کسی دوسری ریاست میں جاؤں گا۔"

"اچھا تو دادی جان یہ چاہتی ہیں۔ مگر بڑے! تیرے بغیر مزہ نہیں آتا۔"

"میں کب تیرے بغیر رہتا ہوں۔ ویسے ہم ایک ہی ملک میں رہیں گے۔ ہماری جدائی عارضی ہوگی۔ میں خیال خوانی کے ذریعہ تیرے ساتھ ہی رہا کروں گا۔"

دوسری صبح کبریا اسے رخصت کرنے ایئرپورٹ آیا۔ وہ الوداع کہتے وقت کبریا سے لپٹ گیا۔ کبریا نے کہا۔ "ارے او ننگے! کتنی بار سمجھایا

ہے۔ ایسی حالت میں گلے نہ لگا کر۔ اب تحلیل ہو جا۔ ورنہ تیرا جسم کسی سے ٹکرائے گا تو یہاں دہشت پھیل جائے گی۔"

جب تک وہ ٹھوس جسم میں رہتا تو کبریا کے پیچھے پیچھے چلتا تاکہ کسی سے ٹکرا نہ جائے۔ کبریا کی غیر موجودگی میں وہ ٹھوس جسم کو تحلیل کر کے سایہ بن جاتا تھا۔

وہ سایہ بن کر طیارے کے اندر آگیا۔ اسے کبھی پاسپورٹ دکھانے اور ٹکٹ خریدنے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔ اس کے ساتھ سامان سفر بھی نہیں ہوتا تھا۔ جو کپڑے ہی نہ پہنتا ہو' وہ اور سامان کیا رکھے گا؟

وہ اپنی مرحوم ماں تمارا عرف لکی سیون کی طرح موسم پروف تھا۔ اسے سردی نہیں لگتی تھی۔ جہاں برفباری ہوتی' وہاں بھی وہ بے لباس رہتا تھا۔ موسم گرما میں سورج آگ برساتا رہے' تب بھی اس کا ننگا جسم آگ کی تپش محسوس نہیں کرتا تھا۔ کھانے کے معاملے میں تیس گھنٹوں تک بھوک محسوس نہیں کرتا تھا۔ ایسے عجوبے کو ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لئے کسی سامان کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔

بابر نے پرواز کے دوران دیکھا۔ طیارے میں ہندو' یہودی' عیسائی اور مسلمان سبھی مسافر تھے۔ جوان لڑکیاں اور لڑکے سیٹ بیلٹ کھولنے کے بعد ایک دوسرے کے پاس آکر باتیں کر رہے تھے۔ ایک دوسرے کی باتوں پر ہنس رہے تھے۔ کوئی گٹار بجا رہا تھا۔ کوئی گا رہا تھا۔ ایک لڑکی میوزک پر تھرک رہی تھی۔

کبیریا نے خیال خوانی کے ذریعہ مخاطب کیا۔ "چھوٹے! سفر کیسا ہے؟"
"بڑے! کیا پوچھتا ہے! نگاہوں کے سامنے بڑی حسین تتلی تھرک رہی ہے"۔
"وہ ناچنے گانے والی لڑکی اور لڑکے امریکی مسلمان ہیں۔"
"تجھے کیسے معلوم ہوا؟"
"میں تیرے ذریعے ایئرہوسٹس کے دماغ میں گیا تھا۔ پھر اس کے ذریعے دوسرے مسافروں کے اندر جھانکتا رہا۔ اس طرح یہ معلوم ہوا کہ یہی امریکی مسلمانوں کی بگڑی ہوئی نسل ہے۔ ان کے والدین کلبوں میں نہیں جاتے۔ سرعام ڈانس نہیں کرتے۔ لیکن ان جوانوں کو گمراہ کیا گیا ہے۔ انہیں نشے کا عادی بنایا جارہا ہے۔ انہیں ایسا لٹریچر فراہم کیا جاتا ہے' جسے پڑھ کر یہ مذہبی پابندیوں سے آزاد ہوجاتے ہیں اور تہذیب کے سینے پر ننگے ناچتے ہیں۔
یہ سب ان کی آزادی امریکی تہذیب کے مطابق ہے۔ لیکن ان مسلمان جوانوں کی گمراہی کے باعث امریکہ میں اسلامی تبلیغ متاثر ہورہی ہے۔ یہ اپنے اعمال سے دینی احکامات کی نفی کررہے ہیں۔ تم ان سے ملوگے۔ انہیں قریب سے دیکھوگے تو بہت افسوس ہوگا۔"
بابر نے کہا۔ "میں امریکہ افسوس کرنے نہیں جارہا ہوں۔ مجھے ایسے شرپسند عناصر کو ڈھونڈ نکالنا ہے' جو مسلمانوں کی جوان نسل کو گمراہی کا اشتہار بنا کر ہمارے دین کی غلط تصویر پیش کررہے ہیں۔"

کبریا چلا گیا۔ بابر مسافروں کے درمیان سے گزرتا ہوا اسٹیورڈ کے کیبن میں آیا۔ ایئرہوسٹس اور اسٹیورڈ وغیرہ ڈیوٹی پر تھے۔ کیبن خالی تھا۔ سیٹ کے ایک طرف ایک خانہ میں کاغذ کا پیڈ اور قلم وغیرہ رکھے ہوئے تھے۔ بابر نے قلم اٹھا کر ایک کاغذ پر لکھا۔

"دین کے احکامات پر عمل کیا جائے۔ کوئی نشہ استعمال نہ کیا جائے۔ لڑکیاں منی اسکرٹ پہن کر ننگی ٹانگوں کی نمائش نہ کریں اور لڑکے بے حیائی اور بدتمیزی سے باز رہیں۔ جو مذکورہ ہدایات کے خلاف حرکت کرے گا' اسے سزا ملے گی۔"

اس نے یہ لکھ کر کاغذ کو تہہ کر کے مٹھی میں دبالیا۔ تاکہ کسی کو کاغذ نظر نہ آئے۔ پھر وہ کیبن سے باہر نکل کر ان نوجوانوں کے درمیان آیا۔ ایک جوان ایئرہوسٹس سے کہہ رہا تھا۔ "پیاس لگ رہی ہے۔ ہمارے لئے چھ بیئر کین لے آؤ۔"

ہوسٹس چلی گئی۔ بابر نے جسے خوبصورت تتلی کہا تھا۔ وہ بولی۔ "واقعی پیاس لگ رہی ہے۔ میں تو بیئر کا کین ایسے اٹھا کر اور یوں منہ کھول کر پیوؤں گی جب تک پیاس نہیں بجھے گی' پیتی رہوں گی۔"

وہ سر اٹھائے منہ کھولے کہتی جارہی تھی۔ منہ بند نہیں کررہی تھی۔ ایک دم اسے چپ لگ گئی۔ اس کے تمام ساتھی حیرانی سے اس کے منہ میں ٹھنسے ہوئے کاغذ کو دیکھ رہے تھے۔ اس نے اسے منہ سے نکالا۔ ایک نے پوچھا۔ "امبر! یہ کاغذ کہاں سے آگیا؟"

ایک لڑکی نے کہا۔ "یہاں ایسی ہوا نہیں ہے کہ کہیں سے اڑ کر آئے۔ پھر یہ کہ تہہ کیا ہوا کاغذ بھاری ہوتا ہے۔ اڑ نہیں سکتا۔"

امبر اس کاغذ کو ہاتھ میں لئے حیرانی سے دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ اسے کھول کر ساتھیوں کو دکھایا۔ ایک ساتھی اسے لے کر بلند آواز سے پڑھنے لگا۔ سب سننے لگے۔ سننے کے بعد ایک نے کہا۔ "یہ کیا بکواس ہے؟"

دوسرے نے کہا۔ "یہ کسی مولوی نے لکھا ہوگا لیکن امبر کے منہ میں کیسے پہنچ گیا؟"

امبر نے کہا۔ "میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔ ہمارے والدین دین اسلام کا حوالہ دیکر جو باتیں سمجھاتے ہیں ویسی ہی کچھ باتیں اس تحریر کے ذریعہ سمجھائی گئی ہیں۔"

ایک نوجوان نے کہا "یہ بات کسی نے نہیں سمجھائی ہے۔ بکواس ہے۔ پتہ نہیں یہ کاغذ کہاں سے اڑ کر آیا ہے۔ اگر ہماری سمجھ میں نہیں آرہا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اسے آسمانی تحریر سمجھ لیں۔"

ایک نے کہا۔ "ہم احمق نہیں ہیں آسمان سے بھلا تحریر نازل ہوتی ہے؟ اونہہ، ذرا اسے پڑھو۔ دھمکی دی گئی ہے کہ ہدایات پر عمل نہ کیا گیا تو سزا ملے گی۔"

سب ہنسنے لگے۔ ایئر ہوسٹس ایک ٹرے میں بیئر کے چھ کین لے کر آئی وہ سب ایک ایک کین اٹھانے لگے امبر چپ کھڑی ہوئی تھی۔ ایک ساتھی

نے کین اٹھا کر اس کی طرف بڑھایا "لو۔ پیئو۔"

وہ ہچکچاتی ہوئی بولی "بیئر سے نشہ کم ہوتا ہے۔ مگر ہوتا ہے۔ کاغذ میں لکھا ہے کہ ہم نشہ نہ کریں۔"

وہ سب ہنسنے لگے۔ ایک لڑکی نے کہا "کیا تم اس کاغذ سے ڈر کر نہیں پی رہی ہو؟ کیا پیئو گی تو کاغذ تمہیں سزا دے گا؟"

وہ ہنسنے لگے۔ اس کا مذاق اڑانے لگے ایک نے کین کھولتے ہوئے کہا "دیکھو میں پی رہا ہوں۔ کچھ نہیں ہوگا۔"

وہ کین کو منہ کے قریب لایا۔ اس سے پہلے کہ وہ اسے منہ سے لگاتا بابر نے کین کے نچلے حصے کو پکڑ کر الٹ دیا۔ بیئر اس کے لباس پر گرنے لگی۔ اس نے جلدی سے کین کو سیدھا کرتے ہوئے اس کے نچلے حصے کو چھو کر کہا۔ "مجھے ایسا لگا جیسے کسی نے اسے پکڑ کر الٹ دیا ہو۔"

وہ اپنے گیلے لباس کو جھٹکنے لگا۔ دوسرا ساتھی پینے کے لئے اپنے کین کو منہ کے قریب لایا۔ بابر نے پچھلے حصے پر ہاتھ مارا تو وہ کین اس کے منہ پر اتنی زور سے لگا کہ چیخ نکل گئی۔ وہ لڑکھڑا کر ذرا پیچھے چلا گیا۔

ان سب کے چہروں سے ہنسی اور مسکراہٹیں غائب ہو گئیں انہوں نے سہمی ہوئی سوالیہ نظروں سے اس ساتھی کو دیکھا۔ امبر سہمی ہوئی تھی اس نے کہا "پلیز، کوئی نہ پیئے۔ پہلے سمجھنے کی کوشش کرو۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟"

اب وہ سنجیدگی سے سوچنے پر مجبور ہو گئے تھے ایک نے سوال کیا۔ "اس سائنسی ترقی کے دور میں کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ کیا آنکھوں سے دیکھ کر

بھی یقین آرہا ہے؟"

دوسرے نے کہا۔ "ہم دیکھ رہے ہیں۔ مگر یقین نہیں آرہا ہے۔"

امبر کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی۔ وہ اپنی گوری گوری پنڈلی کو سہلانے لگی ساتھی لڑکے نے پوچھا "کیا ہوا؟"

"مجھے اپنی پنڈلی میں سوئی کی چبھن محسوس ہوئی تھی۔"

دوسری لڑکی نے کہا۔ "اس کاغذ پر لکھا ہے' لڑکیاں پورا لباس پہنا کریں میں نے پینٹ کوٹ پہنا ہے۔ میرے ٹخنوں تک پردہ ہے۔ لیکن تمہاری پنڈلیاں ننگی ہیں۔"

امبر نے فوراً ہی اٹھ کر اپنی اٹیچی سے ایک جینز اور شرٹ نکالی۔ پھر اسے لے کر ٹائلٹ میں آگئی۔ وہ دروازے کو بند کرنے کے بعد ایک پیر کموڈ پر رکھ کر اپنی پنڈلی کو دیکھنے لگی۔ اس نے ساتھیوں سے جھوٹ کہا تھا کہ سوئی چبھی تھی۔ یہ حقیقت نہیں بتائی کہ کس نے چٹکی لی تھی۔ کسی مرد کی دو سخت انگلیاں محسوس ہوئی تھیں۔ ان انگلیوں نے چٹکی لی تھی۔

وہ شرماتی ہوئی اپنی پنڈلی کو سہلاتی ہوئی سوچنے لگی۔ اگرچہ ایک دوسرے کو چھونا' پکڑنا اور جسم سے جسم ملا کر ڈانس کرنا موجودہ تہذیب میں ممنوع نہیں تھا۔ امبر کے ساتھیوں نے کئی بار اس کا ہاتھ پکڑا تھا لیکن پہلی بار ایک نادیدہ ہاتھ کے لمس سے اس کے بدن میں ایک گرم سی لہر دوڑ گئی تھی۔

اس کے والدین نے اسلامی تعلیمات کے مطابق اسے بچپن سے

تربیت دی تھی۔ یہ سمجھایا تھا کہ لڑکیوں کے لئے شرم وحیا لازمی ہے اور انہیں اپنے جسم کی نمائش نہیں کرنا چاہئیے۔

لیکن پچھلے چند ماہ سے وہ بھٹک رہی تھی۔ اس کا انکل جان ہنٹر اسے گمراہ کررہا تھا۔ پہلے اس نے امبر کے والدین پر اعتراض کیا تھا کہ انہوں نے اسلام کیوں قبول کیا؟ لیکن اس کا باپ اپنی شریک حیات کے ساتھ دل وجان سے مسلمان ہوگیا تھا۔ اب ایمان کے راستے سے واپس نہیں آنا چاہتا تھا۔ اس نے اپنا اسلامی نام سلامت اور بیوی کا نام کنیز فاطمہ رکھا تھا۔ جان ہنٹر نے دونوں میاں بیوی پر بڑے ظلم کئے۔ انہیں عیسائیت کی طرف لوٹ آنے پر مجبور کرتا رہا۔ اپنے کارخانے کی الیکٹرک بھٹی کے پاس لے جاکر دہکتی ہوئی آگ کے سامنے اذیتیں پہنچاتا رہا۔ لیکن شراب طہورہ کا نشہ جب چڑھتا ہے تو پھر نہیں اترتا۔ وہ یہی کہتا رہا کہ کلمۂ طیبہ سے محروم نہیں رہوں گا۔ وہ مرجائے گا۔ اور آخری سانسوں میں کلمہ پڑھنے کے بعد جان دے گا۔

جان ہنٹر نے اسے ایک کال کوٹھری میں قید کردیا تھا اس کی بیوی یعنی اپنی بھابھی کو آزاد چھوڑ دیا۔ اور کہہ دیا کہ وہ امبر کی پرورش عیسائی ماحول میں کرے۔ اگر وہ امبر کو ہر اتوار کی صبح چرچ نہیں بھیجے گی تو اس کے باپ سلامت کے جسم پر گرم سلاخیں داغی جائیں گی۔

جب امبر جوان ہونے لگی تو جان ہنٹر نے حکم دیا کہ اسے اسکول میں لڑکوں اور لڑکیوں کے ساتھ آزادی سے مکس ہونے دیا جائے۔ اگر وہ بوائے

فرینڈز کے ساتھ تفریح کے لئے امریکہ سے باہر بھی جانا چاہے تو اسے جانے

دیا جائے۔

اسی تفریح کے سلسلے میں امبر پہلے یورپ کے شہروں میں گئی تھی پھر

ویسٹ بے سٹی میں چند روز گزارنے کے بعد امریکہ واپس جارہی تھی۔

وہ جینز اور شرٹ پہن کر ٹائلٹ کا دروازہ کھول کر باہر نکلی تو بالکل کان

کے قریب سرگوشی سنائی دی "رک جاؤ۔"

وہ سہم کر رک گئی۔ آواز سنائی دی۔ "تمہیں ڈرنا نہیں چاہیے۔ میں

دوست ہوں۔ مجھ سے دوستی کروگی؟"

اس نے ہاں کے انداز میں سہم کر سرہلایا۔ آواز آئی۔ "تمہارے دل

سے رفتہ رفتہ خوف ختم ہوجائے گا۔ میرے نیک مشوروں پر عمل کروگی؟"

اس نے پھرہاں کے انداز میں سرہلایا۔ آواز آئی۔ "تم نے پورا لباس

پہن کر مجھے خوش کردیا۔ لیکن سینے کا ابھار نمایاں ہے اس پر اسکارف ڈالو۔

اب جاؤ۔"

وہ تیزی سے چلتی ہوئی ساتھیوں کے درمیاں اپنی اٹیچی کے پاس آئی۔

اسے کھول کر ایک بڑا سا اسکارف نکالا۔ اتارے ہوئے کپڑے اس میں

رکھے۔ پھر شانے پر سے اسکارف سامنے لاکر سینے کو ڈھانپ لیا۔

ایک ساتھی نے کہا۔ "امبر تم تو پکی مسلمان لڑکی بن رہی ہو۔"

"میں مسلمان تھی، ہوں اور رہوں گی۔"

"لیکن تم ہفتے میں ایک دن چرچ جایا کرتی ہو۔"

"وہ میری مجبوری ہے۔ میرے انکل سمجھتے ہیں کہ زور زبردستی سے عیسائی بنایا جاسکتا ہے۔ لیکن دل مسلمان ہوتو جسم چرچ میں جاکر بھی مسلمان رہے گا۔"

ایک نے کہا۔ "یہ بات تمہارے انکل سنیں گے تو تمہارے ماں باپ کی شامت آجائے گی۔"

"میں اسی خوف سے گونگی بنی رہتی ہوں۔ کبھی زبان سے کچھ نہیں بولتی پتہ نہیں ابھی مجھ میں کیسے حوصلہ پیدا ہوگیا؟"

کان میں سرگوشی سنائی دی۔ "اور حوصلہ پیدا ہوگا۔ کاغذ قلم لے کر ساتھیوں سے دور جاکر بیٹھ جاؤ۔"

اس نے اٹیچی سے کاغذ قلم لے کر ساتھیوں سے کہا۔ "ایکسکیوزمی۔ میں ذرا تنہائی چاہتی ہوں۔ ابھی آجاؤں گی۔"

طیارے کے پچھلے حصے میں چند سیٹیں خالی تھیں۔ وہ ایک سیٹ پر آکر بیٹھ گئی۔ بابر نے دھیمی آواز میں کہا۔ "تم یہاں اطمینان سے اپنے اور والدین کے حالات پوری تفصیل سے لکھتی جاؤ۔ میں پڑھتا رہوں گا۔"

وہ لکھنے لگی۔ "میرے انکل جان ہنٹراور آنٹی را نما بہت دولت مند ہیں اور جتنے دولت مند ہیں' اتنے ہی سفاک درندے ہیں۔ میرے ڈیڈی بھی ایسے ہی درندے تھے۔ ایک بار سفر کے دوان ایک بزرگ ان کے ہم سفر بنے ہوئے تھے۔ ان کی گفتگو نے ڈیڈی کو متاثر کیا۔ طویل سفر کے دوران انہوں نے بزرگ کو کم سے کم کھاتے اور زیادہ سے زیادہ عبادت کرتے

دیکھا۔ ان کی گفتگو زندگی سے اتنی قریب ہوتی تھی کہ دل پر اثر کرتی تھی اور ان کی ہر بات اللہ اور رسولؐ کے حوالے سے ہوا کرتی تھی۔

سفر کے دوران ڈیڈی کو کسی نہ کسی پر غصہ آتا رہا۔ لیکن بزرگ کی ایک ہی بات پر غصہ ٹھنڈا ہو جاتا تھا۔ وہ بزرگ اوکلاہاما میں تبلیغ دین کے نیک ارادے سے آئے تھے۔ ڈیڈی صبح و شام ان کے سامنے حاضری دیتے رہے اور محسوس کرتے رہے کہ جیسے جیسے بدمزاجی اور غصہ ختم ہو رہا ہے' ویسے ہی ویسے وہ خود کو یوں ہلکا پھلکا محسوس کر رہے ہیں جیسے ان کے سر سے پہاڑ ہٹ گیا ہو۔ انہیں اب خواب آور گولیوں کے بغیر گہری نیند آنے لگی۔ ان کی سمجھ میں آگیا کہ پہلے وہ ابنارمل تھے' اب نارمل ہیں۔ دین اسلام اندر سے انسان کی صفائی کرتا ہے۔ اسے اندر سے سوچنے کی دعوت دیتا ہے کہ تہذیب اور انسانیت' آداب و اخلاق اور شرم و غیرت کے تقاضے کس طرح پورے کئے جا سکتے ہیں۔

میری ممی نے دیکھا کہ ڈیڈی کا غصہ اور درندگی ختم ہو چکی ہے۔ وہ نارمل ہو چکے ہیں تو انہوں نے ڈیڈی کے ساتھ اسلام قبول کر لیا۔

یہ بات ڈیڈی کے بھائی جان ہنٹر کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ انکل نے میرے ڈیڈی پر اتنے ظلم کئے ہیں کہ میں انہیں لکھ نہیں سکتی۔ مجھے رونا آجاتا ہے۔ آج کل وہ کسی کال کوٹھری میں قید ہیں۔ ممی کو اس لئے آزاد چھوڑ دیا ہے کہ وہ ڈیڈی کی سلامتی کی خاطر چرچ جاتی ہیں اور مجھے بھی لے جاتی ہیں۔ ہم ماں بیٹی عیسائی طرز کی زندگی گزار رہی ہیں۔ لیکن ممی گھر کی

چار دیواری میں دروازے کھڑکیاں بند کر کے دین اسلام کے بارے میں بہت کچھ بتاتی رہتی ہیں اور جو کچھ بتاتی ہیں' وہ باتیں میرے دل میں نقش ہوتی رہتی ہیں۔

میں لڑکیوں اور لڑکوں کے ساتھ بار میں اور کلبوں میں جاتی ہوں۔ تھوڑی بہت پیتی ہوں۔ دوستوں کے ساتھ ڈانس بھی کرتی ہوں۔ مجھے آزادی پسند ہے۔ مگر پی کر بہکنا پسند نہیں ہے۔ اس لئے زیادہ پیتی ہوں نہ کسی کو لفٹ دیتی ہوں۔

پچھلی بار انکل ہنٹر کو معلوم ہوا کہ میں صرف مسلمان لڑکیوں اور لڑکوں سے دوستی کرتی ہوں۔ انہوں نے بہت غصہ دکھایا۔ آنٹی رانما نے میری ممی کو طمانچہ مارا اور کہا' آئندہ میں صرف عیسائی لڑکیوں اور لڑکوں کی سوسائٹی میں رہوں۔ انہوں نے مجھ سے دوستی کرانے کے لئے ایک عیسائی نوجوان جیکی کو میرے ساتھ لگا دیا ہے۔ جیکی بھی میرے ساتھ اس طیارے میں ہے۔ یہ اس سفر میں میرے ساتھ سائے کی طرح ہے۔ آنٹی رانما نے کہا ہے' جب ہم تفریح کر کے ویسٹ بے سٹی سے واپس آجائیں گے تو ہماری شادی کر دی جائے گی۔ میں اس سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔ میں پریشان ہوں۔ انکار کروں گی تو وہ الیکٹرک بھٹی کے سامنے میرے ڈیڈی کو ٹارچر کریں گے۔"

بابر نے یہاں تک پڑھ کر پوچھا۔ "کیا جیکی تمہیں پریشان کرتا ہے۔"

"نہیں۔ اس نے شروع میں فری ہونے کی کوشش کی لیکن میں اس

سے کترانے لگی تو اب وہ محبت سے میرا دل جیتنے کی کوشش کر رہا ہے۔"
"کیا وہ جیت لے گا؟"
"نہیں۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتی کہ کسی غیر مسلم کے ساتھ زندگی گزاروں گی لیکن یہ سوچ کر رونے لگتی ہوں کہ ڈیڈی کی سلامتی کے لئے جھکنا ہی پڑے گا۔"
"نہ تم جھکو گی' نہ ہی کوئی تمہیں جھکا سکے گا۔"
"انکل بہت ظالم ہیں۔ ڈیڈی ان کی قید میں ذہنی مریض بنتے جارہے ہیں۔"
"اب ایسا نہیں ہو گا۔ میں جو کہتا رہوں' اس پر عمل کرتی رہو۔ میں تمہارے ڈیڈی کو اس کی قید سے نکال لاؤں گا۔"
وہ بولی۔ "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہوتا ہے۔ اگر تم تنکے بھی ہو تو ایسے' جو نظر نہیں آتے۔ صرف اجنبی نہیں ہو' نادیدہ بھی ہو۔ تم میری اور ممی کی تنہائیوں اور کمزوریوں کو سمجھو گے تو یہ تسلیم کرو گے کہ میں ان حالات میں کسی پر بھروسہ نہیں کر سکوں گی۔"
"ٹھیک ہے۔ فی الحال مجھ پر بھی بھروسہ نہ کرو لیکن مجھے اس طرح آزماؤ کہ تمہارے ڈیڈی پر مزید کوئی مصیبت نہ آئے۔"
"میری سمجھ میں نہیں آتا' مجھے کیا کرنا چاہئے۔"
"تم یہ کرو کہ بظاہر اپنے انکل کی بات مان لو۔ ان سے کہو' ایک ماہ بعد جیکی سے شادی کرو گی۔ ان سے التجا کرو کہ تم ایک بار اپنے ڈیڈی سے ملنا

چاہتی ہو۔"

"میں نے پچھلی بار ڈیڈی سے ملاقات کی تھی۔ ان کی حالت دیکھ کر روتے روتے بیہوش ہو گئی تھی۔"

"کوئی بات نہیں' اپنی ممی سے کہو کہ ان سے ملاقات کریں۔ میں تمہاری ممی کے ساتھ رہوں گا۔ اور وہ جگہ دیکھ لوں گا' جہاں انہیں قید کیا گیا ہے۔"

"میں ایسا کروں گی ۔ لیکن یقین نہیں ہے۔ آنٹی اور انکل کہتے ہیں اس کال کوٹھری سے کوئی زندہ واپس نہیں جاتا ہے۔"

"ہم میں سے کون جانتا ہے کہ کاتب تقدیر نے تمہارے ڈیڈی کی زندگی کا باقی حصہ گزارنے کے لئے کون سی جگہ مقرر کی ہے؟ کوئی نہیں جانتا امبر! مجھے اپنے طور پر کوشش کرنے دو۔ شاید میں اس مومن کے ایمان کی آبرو رکھ لوں' جو عرصہ دراز سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور برتری ثابت کرنے کے لئے مسلسل عذابوں سے گزر رہا ہے۔"

"تم بہت اچھے ہو۔ میں ممی سے کہوں گی کہ وہ جلد سے جلد ڈیڈی سے ملاقات کریں۔ میں نے یہ ہسٹری کاغذ پر لکھ دی ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ یہ جیکی کی نظروں میں آئے۔ کیا میں اسے ضائع کردوں؟"

"ضرور کردو۔ یہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ ایک نادیدہ ہستی تمہارے کسی کام آنے والی ہے۔"

"کیا تم اپنی ذاتی مصروفیات چھوڑ کر میرے ساتھ رہا کرو گے؟"

"میری ذاتی مصروفیات کوئی نہیں ہیں۔ نہ میری بیوی ہے' نہ بچہ' بلکہ میں خود ابھی بچہ ہوں۔"

وہ دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر ہنسنے لگے۔ پھر بولی۔ "تمہاری عمر کیا ہے؟"

"اکیس برس کا ہو چلا ہوں۔"

"تو پھر بچے تو نہیں ہو۔"

"تم بھی بیس اکیس کی ہوگی۔ کیا اس عمر میں تمہیں بزرگ کہا جائے گا؟"

"ہرگز نہیں۔"

"جب تم بزرگ نہیں ہو تو بچی ہو۔ اس حساب سے میں بھی بچہ ہوں۔"

وہ پھر ہنسنے لگی۔ جیکی اپنی جگہ سے اٹھ کر تیزی سے چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔ پھر بولا۔ "میں بڑی دیر سے دیکھ رہا ہوں تم کبھی لکھتی ہو' کبھی یوں لب ہلاتی ہو' جیسے کسی سے بول رہی ہو اور اب ہنس رہی ہو کیا تنہائی میں ہنسنا پاگل پن نہیں ہے؟"

وہ بولی "اگر تم مجھے تنہا نہ چھوڑتے تو یوں نہ ہنستی۔ کیا تم نے نہیں سنا ہے کہ جوان لڑکیاں تنہا رہیں تو ان پر جن آجاتے ہیں۔"

"ہاں سنا تھا مگر یقین نہیں آتا تھا۔ ابھی ہمارے درمیان کچھ عجیب وغریب قسم کے واقعات پیش آئے۔ کیا اس طیارے میں جنات آسکتے

ہیں؟"

"جنات نہ سہی، کوئی ایک جن ضرور ہے۔ اس نے کسی کو بیئر نہیں پینے دی۔ مجھے پورا لباس پہننے پر مجبور کردیا۔ پھر اس نے مجھے تم سے دور یہاں آکر بیٹھنے پر مجبور کردیا۔"

"یہ بات تشویشناک ہے۔ وہ کیا چاہتا ہے؟"

"وہ کہتا ہے، میں اسے اچھی لگتی ہوں۔ اس لئے وہ میرے ساتھ رہے گا۔ میں نے کہا۔ یہ ممکن نہیں ہے۔ جیکی سے میری شادی ہونے والی ہے۔ تم اس طیارے میں کسی دوسری لڑکی کے پاس چلے جاؤ۔"

"کیا وہ چلا گیا ہے؟"

"کیا تم مجھے چھوڑ کر دوسری کو پسند کرسکتے ہو؟"

"ہرگز نہیں، کوئی دوسری لڑکی تمہاری طرح حسین اور پرکشش نہیں ہے۔"

"وہ بھی یہی کہتا ہے۔ مجھے چھوڑ کر جانا نہیں چاہتا۔ میں صاف صاف کہہ چکی ہوں کہ اسے پسند نہیں کرتی ہوں۔"

"جب پسند نہیں کرتی ہو تو اس کے ساتھ کیوں ہنس رہی تھیں؟"

"میں اپنی مرضی سے نہیں ہنس رہی تھی۔ وہ مجھے گدگدی کر رہا تھا۔"

"کیا گدگدی؟ اس کا مطلب ہے، اس نے تمہارے بدن کو ہاتھ لگایا ہے۔"

"ہاتھ لگائے بغیر گدگدی کیسے ہوسکتی ہے؟"

وہ غصہ سے مٹھیاں بھینچ کر بولا۔ "میں' میں یہ برداشت نہیں کرسکتا۔"

"وہ کہتا ہے' اگر تم اس کے دوست بن جاؤ تو مجھے ہاتھ نہیں لگائے گا۔"

"ضرور۔ میں اس سے ضرور دوستی کروں گا۔ جن بابا سے بولو مجھ سے بات کرے۔"

"وہ جن بوڑھا نہیں ہے۔ اس نے اپنی عمر بتائی ہے۔ وہ اکیس برس کا جوان ہے۔"

"اس نے تمہیں عمر بھی بتادی؟ مجھے اس کی نیت ٹھیک نہیں لگتی ہے۔"

"تم دوست بن کر اس کی نیت درست رکھو۔"

بابر نے دھیمی آواز میں پوچھا "دوستی کروگے؟"

"وہ ذرا سہم کر بولا۔ "وہ۔ وہ میرے کان کے پاس بول رہا ہے۔"

"میں سن رہی ہوں۔ تم اس سے معاملات طے کرو۔"

اس نے کہا۔ "مسٹر جن! میں دوستی کروں گا' تو تم امبر کو ہاتھ نہیں لگاؤ گے نا؟"

بابر نے کہا "تم خود غرض ہو امبر کو مجھ سے دور کرنے کے لئے دوستی کرنا چاہتے ہو۔ پہلے یہ طے کرلو کہ مجھے امبر کو ہاتھ لگانا چاہئے یا نہیں؟"

"تم ہاتھ نہیں لگاؤ گے۔ یہ میری منگیتر ہے۔"

"ہم جنات برادری میں یہ سب کی عادت ہے کہ انسان جسے چاہتا ہے' اسے ہم بھی چاہتے ہیں۔ تم امبر کو چاہتے ہو' میں بھی چاہتا ہوں۔ تم اسے ہاتھ لگاؤ گے تو میں بھی ہاتھ لگاؤں گا۔"

"اگر میں اسے ہاتھ نہ لگاؤں تو تم بھی ہاتھ نہیں لگاؤ گے؟"

"کبھی ایک انگلی بھی نہیں لگاؤں گا۔ ہم دونوں امبر کو دور سے دیکھتے رہیں گے۔ دور سے محبت کرتے رہیں گے۔"

"آخر دور سے کب تک محبت کریں گے؟ عورت نزدیک سے دیکھنے کی چیز ہوتی ہے۔"

"میری دو شرطیں مان لو۔ پھر یہ تمہاری ہو جائے گی۔"

"میں تمام شرائط مان لوں گا۔ بولو کیا ہیں؟"

"پہلی شرط یہ کہ چھ ماہ سے پہلے شادی نہیں کرو گے۔"

"میں تو جلدی چاہتا تھا مگر کوئی بات نہیں' اسے حاصل کرنے کے لئے چھ ماہ تک کروٹیں بدلتا رہوں گا۔ دوسری شرط کیا ہے؟"

"بہت آسان ہے۔ یہ بات کسی کو نہیں بتاؤ گے کہ تمہارے اور امبر کے درمیان ایک جن ہے۔ جو کبھی کبھی تم دونوں سے باتیں کرتا ہے۔"

"میں یہ بات کسی کو نہیں بتاؤں گا۔"

"امبر کے انکل اور آنٹی کو بھی نہیں بتاؤ گے۔ جیسے ہی تمہاری زبان پر میرا ذکر آئے گا' میں تمہیں اسی لمحے میں قتل کر کے تمہاری منگیتر کو ہاتھ لگانا شروع کر دوں گا۔"

"نہیں، نہیں۔ میں انکل اور آنٹی سے بھی تمہارا ذکر نہیں کروں گا۔"
امبر نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا۔ "میں ابھی ٹائلٹ سے آتی ہوں۔"
اس نے کاغذ پر جو کچھ لکھا تھا۔ اس ضائع کرنے کے لئے ٹائلٹ کی طرف چلی گئی۔

□*□

وہ سب اوکلاہاما پہنچ گئے۔ امبر کی ممی اسے ریسیو کرنے ایئرپورٹ آئی تھیں۔ جان ہنٹر بھی تھا۔ مگر وہ دور کھڑا ہوا یہ دیکھ رہا تھا کہ امبر اور جیکی کے درمیان بے تکلفی پیدا ہوئی ہے یا نہیں؟

امبر، جیکی کا ہاتھ تھام کر روزیٹرز لابی میں آئی۔ پھر اپنی ممی کے گلے لگ گئی۔ اس کی ممی نے جیکی کو بھی مسکرا کر وِش کیا۔ جان ہنٹر یہی چاہتا تھا کہ اس کی بھتیجی عیسائی رہے اور عیسائی سے شادی کر کے عیسائی نسل پیدا کرے۔

وہ مطمئن ہو کر آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان کے پاس آیا۔ ماں بیٹی اسے دیکھ کر سہم گئیں۔ اس نے جیکی سے مصافحہ کرتے ہوئے پوچھا۔ "ہیلو کڈ! ایشیا کا ٹور کیسا رہا؟"

جیکی نے کہا۔ ”فنٹاسٹک۔ بڑا مزا آیا۔ کیوں امبر؟“

امبر نے جبراً مسکرا کر کہا ”اگر تم نہ ہوتے تو خاک مزا آتا۔ انکل! مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ آپ نے میرے لیے جیکی جیسے زندہ دل ساتھی کا انتخاب کیا ہے۔“

”میں خوش ہوں کہ تم جیکی کو قبول کررہی ہو۔ میں جلد ہی تم دونوں کی شادی کردوں گا۔“

جیکی نے کہا۔ ”نو انکل! میں چھ ماہ سے پہلے شادی نہیں کروں گا‘ کروں گا تو گڑبڑ ہو جائے گی۔“

امبر نے جیکی کو پریشانی سے دیکھا۔ بابر نے اس کے کان میں کہا۔ ”موت“ وہ ایکدم سے سہم گیا۔ بابر نے کہا۔ ”مسکراؤ۔“ وہ فوراً ہی مسکرانے لگا۔ جان ہنٹر اس کی بدلتی ہوئی کیفیات کو حیرانی سے اور سوالیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ امبر نے سچویشن کو سنبھالنے کے لئے قہقہہ لگایا۔ پھر کہا۔ ”انکل! اب یہ میری طرح قہقہہ لگائے گا۔“

بابر نے اس کے کان میں کہا۔ ”لگاؤ قہقہہ۔“

”وہ فوراً ہی منہ پھاڑ کر ہنسنے لگا۔ امبر نے کہا۔ ”انکل! آپ نے دیکھا پہلے یہ گھبرایا۔ پھر مسکرایا۔ پھر قہقہہ لگانے لگا۔ یہ طرح طرح کی ایکٹنگ کرکے مجھے ہنساتا رہتا ہے۔“

جان ہنٹر نے پوچھا۔ ”مگر وہ گڑبڑ والی کیا بات ہے؟ کیوں جیکی! تم چھ ماہ سے پہلے شادی کیوں نہیں کروگے؟“

"انکل! وہ بات یہ ہے کہ چھ ماہ کے بعد میں پورے پچیس برس کا ہو جاؤں گا۔ ایک نجومی نے کہا ہے کہ اگر میں چھ ماہ سے پہلے شادی کروں گا تو مر جاؤں گا۔ پھر کوئی دوسرا امبر کو ہاتھ لگانا شروع کر دے گا۔"

"تمہاری یہ بکواس میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔"

"سیدھی سی بات یہ ہے کہ چھ ماہ تک ہم دونوں ایک دوسرے کو سمجھتے رہیں گے۔ پھر شادی کریں گے۔"

"چلو چھ ماہ بعد سہی۔ لیکن امبر! یاد رکھو' میں تمہیں کسی مسلمان لڑکے کے ساتھ نہ دیکھوں۔ جیکی کے علاوہ جو تمہارے ساتھ نظر آئے گا میں اسے الیکٹرک بھٹی میں جھونک دوں گا۔"

جان ہنٹر نے امبر کو وارننگ دی۔ پھر وہاں سے چلا گیا۔ بابر نے امبر کے کان میں کہا۔ "جیکی کو اس وقت تک اپنے ساتھ رکھو۔ جب تک میں تمہارے ڈیڈی سے ملاقات نہ کرلوں۔ ورنہ اس سے پہلے جیکی اپنی حماقت سے کام بگاڑ دے گا۔"

امبر نے کہا "جیکی! تم اپنے اپارٹمنٹ میں تنہا کیوں رہتے ہو۔ ہمارے ساتھ رہا کرو۔"

"میری ماما اور پاپا نیویارک سے آچکے ہوں گے۔ میں اب تنہا نہیں رہوں گا۔"

امبر نے اس کا ہاتھ پکڑ کر ماں سے ذرا دور لے جا کر کہا۔ "تم بالکل احمق ہو۔ یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ مجھے چھوڑ کر جاؤ گے تو وہ جن مجھے ہاتھ

لگائے گا۔"

"ہاں۔ یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔ نہیں میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ تمہارے گھر سے ماما اور پاپا کو فون کردوں گا کہ جب تک شادی نہیں ہوگی، میں امبر کے ساتھ رہا کروں گا۔ کیوں ٹھیک ہے نا؟"

وہ سب وہاں سے پارکنگ اریا میں آئے۔ پھر اپنی کار میں بیٹھ کر ایک بنگلے میں آگئے۔ امبر نے ایک کمرے کا دروازہ کھول کر جیکی سے کہا۔ "یہ تمہارا بیڈ روم ہے۔ تم نہا دھو کر فریش ہو جاؤ۔ پھر لنچ کریں گے۔"

وہ اپنے بیڈ روم میں چلا گیا۔ اس کی ممی نے اپنے کمرے میں اسے بلا کر پوچھا۔ "امبر! کیا تم جیکی کو پسند کرنے لگی ہو؟"

امبر نے دروازے کو اندر سے بند کیا۔ پھر کہا۔ "نو ممی! کوئی نارمل لڑکی اس جوکر کو پسند نہیں کرے گی۔ میں صرف انکل کو دھوکہ دینے کے لیے ایسا کر رہی ہوں۔"

"اس کے لئے کیا ضروری ہے کہ جیکی کو اپنے گھر میں رکھا جائے۔"

وہ ماں کے قریب آکر بیٹھ گئی۔ پھر بولی۔ "آپ کو ایک راز کی بات بتا رہی ہوں۔ جسے سن کر پہلے آپ یقین نہیں کریں گی۔"

ماں نے تعجب سے پوچھا۔ "ایسی کیا بات ہے؟"

"ممی! آپ یہ یقین کرلیں کہ اس بند کمرے میں ہم دو کے علاوہ ایک تیسرا بھی ہے۔"

"تیسرا ہے؟ یہ تیسرا کیا ہوتا ہے؟ پہیلیاں کیوں بوجھوا رہی ہو؟"

"ایک نادیدہ نوجوان ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ہماری مدد کرنے کے لئے بھیجا ہے۔"

"نادیدہ؟ یعنی دکھائی نہیں دیتا؟ اور تم کہہ رہی ہو اس کمرے میں موجود ہے؟"

"ابھی ساری باتیں آپ کی سمجھ میں آجائیں گی۔"

اس نے خلا میں تکتے ہوئے کہا۔ "پلیز میری ممی سے بات کرو۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی ایک دھیمی سی بھاری بھرکم آواز سنائی دی۔

"ممی! السلام وعلیکم۔"

ماں حیرانی سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ امبر نے کہا۔

"کوئی آپ پر سلامتی بھیجے تو آپ کو بھی اس پر سلامتی بھیجنا چاہئے۔"

ماں نے کہا "وعلیکم السلام! تم نے مجھے ممی کہا ہے۔ تم کون ہو بیٹے؟"

"میں پیدائشی نادیدہ ہوں۔ مجھے پیدا کرنے والے والدین نے بھی میری صورت نہیں دیکھی ہے۔ وہ مجھے چھو کر محسوس کرتے رہتے ہیں۔"

"تمہارے والدین کہاں ہیں؟"

"میرے پیدا ہوتے ہی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا۔ میرے پاپا برن میں ہیں اور میری دادی جان پاکستان میں رہتی ہیں۔ میری پرورش دادی جان نے کی ہے۔ میرا نام بابر علی تیمور ہے۔"

"تم نادیدہ کیوں ہو؟"

"یہی سوال میں قدرت سے کرتا ہوں۔ جواب نہیں ملتا ہے۔ دراصل

قدرت کو سمجھنا پڑتا ہے۔ میری سمجھ میں آتا ہے کہ مظلوموں کی دستگیری کے لئے قدرت نے مجھے اپنا نادیدہ ہاتھ بنایا ہے۔"

"ہاں یہی بات ہو سکتی ہے۔ شاید ہماری مدد کے لئے قدرتی حالات نے تمہیں یہاں پہنچا دیا ہے۔ کیا ہم تمہیں چھو سکتے ہیں؟"

"آپ ہاتھ بڑھائیں۔ میں تھام رہا ہوں۔"

ماں نے ہاتھ بڑھایا۔ بابر نے اسے پہلے ایک ہاتھ سے پھر دونوں ہاتھوں سے تھام لیا۔ ماں نے بھی ان نظر نہ آنے والے ہاتھوں کو دوسرے ہاتھ سے تھام کر کہا۔ "بڑا عجیب سا لگ رہا ہے۔ تم نظر نہیں آرہے ہو۔ مگر میرے ہاتھوں میں گوشت پوست کے انسانی ہاتھ ہیں۔"

"میں ایک مکمل انسان ہوں۔ مگر اپنا جسم کسی کے جسم سے لگنے نہیں دیتا۔ صرف ہاتھ ملاتا ہوں۔"

"صرف ہاتھ کیوں ملاتے ہو؟"

"میری کچھ مجبوریاں ہیں۔ آپ کو رفتہ رفتہ بہت کچھ معلوم ہوتا رہے گا۔"

"کیا تم ہمارے ساتھ رہو گے؟"

"آپ کو اعتراض نہیں ہو گا تو میں اس مکان کی چھت پر رہوں گا۔"

امبر نے کہا۔ "چھت پر تمہاری قلفی جم جائے گی۔ اس بنگلے میں کئی کمرے ہیں۔ میں ابھی ایک کمرہ تمہارے لئے سیٹ کرتی ہوں۔"

وہ اٹھ کر چلی گئی۔ بابر نے کہا۔ "ممی! امبر نے مجھے آپ کے تمام

حالات بتائے ہیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں' آئندہ ڈیڈی پر ظلم نہیں ہونے دوں گا۔ انہیں درندے بھائی کی قید سے نکال کر لے آؤں گا۔"

"بیٹے! تم پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں۔ تمہاری آمد سے میرا ایمان اور مضبوط ہو گیا ہے۔ خدا نے تمہیں ہماری مدد کے لئے بھیجا ہے۔ لیکن تمہارے ڈیڈی کی رہائی کے بعد کیا ہو گا؟ کیا تم سمجھتے ہو ہنٹر اور رانما ہمارا پیچھا چھوڑ دیں گے؟"

"میں سب سمجھتا ہوں۔ وہ طرح طرح سے انتقامی کارروائیاں کریں گے۔ آپ اطمینان رکھیں۔ آپ تینوں پر کوئی آنچ نہیں آنے دوں گا۔ انہیں منہ توڑ جواب دوں گا۔"

وہ دعائیں دینے لگی۔ بابر نے کہا "آپ جان ہنٹر سے بات کریں۔ اس سے کہیں کہ آپ اپنے خاوند سے ملاقات کرنا چاہتی ہیں۔"

"میں کل صبح دس بجے ان سے ملاقات کرنے والی ہوں۔ یہ ملاقات طے ہو چکی ہے۔ کیا تم میرے ساتھ رہو گے؟"

"جی ہاں! کل میں دیکھوں گا کہ وہ کال کوٹھری کہاں ہے؟ اور وہاں سے ڈیڈی کو کیسے نکالا جاسکتا ہے؟"

وہ دعائیں دینے لگیں۔ بابر اجازت لے کر اس کمرے میں آیا' جہاں امبر بستر کی چادریں اور کھڑکیوں کے پردے بدل رہی تھی۔ بابر نے دروازے پر سے پوچھا۔ "کیا میں اندر آسکتا ہوں؟"

اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ پھر مسکرا کر بولی۔

"آجاؤ۔ یہ اچھا ہوا کہ دروازے سے آواز دی۔ قریب آکر اچانک بولتے تو
ڈر جاتی۔"

"میرا وجود ایسا ہے کہ ہزار اپنائیت کے باوجود اپنے بھی ڈر جاتے
ہیں۔"

"میں عادی ہو جاؤں گی تو نہیں ڈروں گی۔ اب جاؤ اور غسل وغیرہ
کرکے لباس......" پھر بولی "تم نے اتنا لمبا سفر کیا۔ مگر تمہارے ساتھ کوئی
سامان نہیں رہا۔"

"مجھے کسی سامان کی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے لباس تو بدلتے ہوگے؟"

"اگر میں لباس پہنوں گا تو جسم کا اتنا حصہ نظر آئے گا' جتنا لباس میں
رہے گا۔ شانوں سے اوپر گردن اور سر دکھائی نہیں دے گا۔ جسم کا جو بھی
حصہ لباس سے باہر ہوگا۔ وہ نادیدہ ہوگا۔"

وہ حیرانی سے سنتی رہی پھر آہستہ آہستہ سوچتی ہوئی دروازے تک
آئی۔ وہاں سے بولی۔ "جو میں سمجھ رہی ہوں' کیا وہ درست ہے؟"

"تم کیا سوچ رہی ہو؟"

"کیا تم بے لباس ہو؟"

"ہاں یہ میری مجبوری ہے۔"

اس کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ پھر وہ ایکدم سے شرما کر بھاگ گئی۔ اس
کے جاتے ہی اسے اپنے اندر کبریا کی آواز سنائی دی۔ "چھوٹے!"

"بول پڑے!"

"میں سفر میں تھا اور گھر میں تیرے پاس ہوں۔ تجھے اس لئے معلوم نہیں ہوا کہ میں امبر کے دماغ میں تھا۔"

"کیا تو نے اس کے چور خیالات پڑھے؟"

"ہاں۔ وہ ایک سیدھی سادھی سی ذہین لڑکی ہے۔ تجھے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس کا انکل جان ہنٹر ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔"

"کیا واقعی؟"

"ہاں۔ جب طیارے میں امبر سو رہی تھی تو میں نے احتیاطاً" اس پر تنویمی عمل کیا تھا۔ ٹرانسفارمر مشین کے باعث امریکہ میں بے شمار ٹیلی پیتھی جاننے والے موجود ہیں۔ میں نے سوچا۔ امبر کے دماغ کے چور خانے میں تیرے متعلق جتنی باتیں ہیں' انہیں مٹا دیا جائے۔ ہو سکتا ہے' ٹیلی پیتھی جاننے والے دشمنوں سے سامنا ہو جائے تو کوئی امبر کے ذریعہ تیرے بارے میں کچھ معلوم نہ کر سکے۔ جب تو نے جیکی کے دماغ میں جنات والی بات ڈالی تو میں نے اس پر بھی عمل کیا اور اس کے بھی چور خیالات میں سے جنات والی بات مٹا دی۔ میری یہ احتیاطی تدابیر کام آ گئیں۔ جان ہنٹر نے ان کے چور خیالات پڑھے ہوں گے لیکن وہ تیرے بارے میں کچھ نہ معلوم کر سکا ہوگا۔"

"تجھے کیسے معلوم ہوا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے؟"

"میں امبر کی ممی کے خیالات پڑھ رہا تھا۔ ایسے وقت وہ ممی سے کہہ رہا

تھا۔ "دیکھو میں نے تیری بیٹی کو کس طرح جیکی کی طرف مائل کیا ہے۔ اب یہ شادی کے بعد عیسائی رہے گی اور عیسائی بچے پیدا کرے گی۔"

"جان ہنٹر' امبر اور اس کے ماں باپ کو بڑی ذہنی اذیتیں پہنچا رہا ہے۔ تو نے سن لیا ہو گا کہ میں ممی کے ساتھ کال کوٹھری میں جاؤں گا۔"

"ہاں میں ایسے وقت موجود رہوں گا۔ میں ابھی جا رہا ہوں۔ پاپا (فرہاد علی تیمور) سے رابطہ کر کے معلوم کروں گا کہ اس شہر میں بابا صاحب کے ادارے کے خریدے ہوئے کتنے بنگلے اور اپارٹمنٹس ہیں۔ ہمیں ان کی ضرورت پڑے گی۔"

کبریا چلا گیا۔ بابر تھوڑی دیر تک بستر پر لیٹا رہا۔ پھر اٹھ کر کمرے سے باہر آیا۔ ڈرائنگ روم کی میز پر کھانے کی ڈشیں رکھی جا رہی تھیں۔ جیکی آکر ایک کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔ ممی نے کہا۔ "امبر! جاؤ اور بابر کو کھانے کے لئے بلا لاؤ۔"

وہ بولی۔ "ممی! آپ بلائیں میں نہیں جاؤں گی۔"

وہ اب بابر کے پاس جانے سے کترا رہی تھی۔ یہ خیال آجاتا تھا کہ وہ نادیدہ سہی' مگر بے لباس ہے۔ بے لباس کے تصور ہی سے شرم آتی تھی۔

جیکی نے پوچھا۔ "یہ بابر کون ہے؟"

امبر نے جواب دیا۔ "جسے تم مسٹر جن کہتے ہو' اس کا نام بابر ہے۔"

وہ پریشان ہو کر بولا۔ "کیا وہ یہاں موجود ہے؟"

امبر نے کہا۔ "اس کی موجودگی سے پریشان کیوں ہو؟ وہ کہہ چکا ہے کہ

ہماری شادی کے بعد وہ میرا پیچھا چھوڑ دے گا۔"

"لیکن اس نے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ ہمارے گھر میں آکر رہنے لگے گا۔"

"اسے یہاں رہنے دو۔ تم دیکھ رہے ہو۔ میں اسے کھانے پر بلانے کے لئے بھی نہیں جا رہی ہوں۔"

"تم بہت اچھی ہو۔ صرف مجھے چاہتی ہو۔ میرا خیال ہے' اسے یہاں نہ بلایا جائے۔ میں اس کے کمرے میں کھانا پہنچادوں گا۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی میز پر سے ایک ڈش آپ ہی آپ اوپر اٹھی وہ ایک خالی پیالے کے پاس آئی۔ پھر چمچ سے آپ ہی آپ سوپ نکل کر اس پیالے میں جانے لگا۔

جیکی سہما ہوا تھا۔ ممی زیر لب مسکرا رہی تھیں اور امبر کے احساسات کچھ اور ہی تھے' وہ ادھر دیکھنے سے کترا رہی تھی۔

جیکی نے کہا۔ "مسٹر جن! کیا میں یہاں بیٹھ کر کھا سکتا ہوں۔ کوئی بات نہیں۔ میں اور امبر کسی کمرے میں جا کر کھالیں گے۔"

ممی نے کہا۔ "اس کا نام جن نہیں بابر ہے۔"

"ہاں۔ بابر۔ واہ بہت اچھا نام ہے۔ بابر صاحب بڑے شریف جن ہیں۔ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتے ہیں اور کسی لڑکی کو تو کبھی ہاتھ بھی نہیں لگاتے۔"

اس کی بات پر امبر کو ہنسی آگئی۔ جیکی نے پوچھا۔ "کیوں ہنس رہی ہو۔

میں لطیفے نہیں سنا رہا ہوں۔ بابر صاحب کی تعریفیں کر رہا ہوں۔ دیکھو تمہیں ہاتھ نہیں لگا رہے ہیں۔"

امبر کو شرارت سوجھی۔ وہ دائیں بائیں ذرا بل کھا کر ہنسنے لگی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اسے گدگدی کی جا رہی ہو جیکی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کہنے لگا۔

"یہ۔ یہ بے ایمانی ہے۔ مسٹر جن! نن نہیں، جن نہیں، بابر بابر صاحب! تم اسے ہاتھ لگا رہے ہو۔"

اس نے بابر کو بار بار کہا تو امبر کو اور زیادہ ہنسی آنے لگی۔ وہ کرسی سے اٹھ کر ہنستی ہوئی، دوڑتی ہوئی ایک کمرے میں چلی گئی۔ جیکی نے کہا۔ "دیکھو دیکھو، وہ اسے گدگداتا ہوا لے گیا ہے۔ پتہ نہیں گدگدانے کے لئے وہ کہاں ہاتھ لگا رہا ہو گا۔"

ممی نے ڈانٹ کر کہا۔ "یو شٹ اپ۔ ایسی بات کہتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی؟ آنکھیں کھول کر دیکھو بابر وہاں بیٹھا کھا رہا ہے۔"

اگرچہ وہ نظر نہیں آ رہا تھا لیکن پلیٹ پر سے چمچ اور فورک لقمہ لے کر اٹھ رہے تھے۔ پھر لقمہ یوں غائب ہو جاتا تھا جیسے منہ میں چلا گیا ہو۔ جیکی نے ممی کی طرف دیکھا۔ پھر جھینپ کر سر کھجانے لگا۔

❑*❑

جان ہنٹر کی وسیع و عریض شاندار کوٹھی محل جیسی لگتی تھی۔ ممی اپنی کار ڈرائیو کرتی ہوئی ٹھیک دس بجے کوٹھی کے احاطے میں پہنچی۔ ہنٹر وقت کا پابند تھا' وہ باہر جانے کے لئے کوٹھی سے نکل رہا تھا۔ اس نے ممی سے کہا۔ "میری گاڑی کے پیچھے ڈرائیو کرتی ہوئی آؤ۔ میں آگے جا رہا ہوں۔ کارخانے پہنچنا ہے۔"

وہ اپنی قیمتی نئے ماڈل کی کار میں بیٹھ کر جانے لگا۔ ممی اپنی کار ڈرائیو کرتی ہوئی جانے لگی۔ بابر نے کہا۔ "ممی! آپ رشتے میں ہنٹر کی بھابھی ہوتی ہیں۔ وہ کمبخت اتنا مغرور ہے کہ آپ کو اپنی کار میں نہیں بٹھاتا ہے۔"

"وہ میرا کوئی رشتہ ہی نہیں سمجھتا۔ ابراس کے بھائی کا خون ہے۔ اس لئے صرف اس پر توجہ دیتا ہے۔"

کبریا نے اس کے پاس آکر پوچھا۔ "ہیلو چھوٹے! کیا حال ہے؟"

"بڑے! بہت لہک کر پوچھ رہا ہے۔ کیا آس پاس کوئی مسرت دینے والی مسرت ہے؟"

"میں تیری طرح دل پھینک نہیں ہوں۔ جہاں حسین چہرہ دیکھتا ہے اس کے گھر میں گھس جاتا ہے۔"

"تیرا اشارہ سمجھ رہا ہوں۔ تیری اطلاع کے لئے کہہ دوں' میں امبر سے عشق نہیں کر رہا ہوں۔ اگر اسے عشق ہو جائے گا تو میں ذمہ دار نہیں ہوں۔"

"وہ تیرے جیسے ننگے سے دور ہی رہے گی۔ اور میں اس کے اندر رہ کر اسے تیری طرف مائل نہیں ہونے دوں گا۔"

"اے کباب میں ہڈی کیوں بن رہا ہے؟ اگر کوئی کسی سے محبت کرے گی تو تیرا کیا جائے گا؟"

"امبر ضرور محبت کرے۔ مگر کسی ننگے سے نہ کرے۔"

"میں وعدہ کرتا ہوں آئندہ لباس پہنا کروں گا۔"

اسے بچپن سے بے لباس رہنے کی عادت تھی۔ کبھی پہن لیتا تو یوں بے چین رہتا جسے وہ لباس چبھ رہا ہو۔ ویسے وہ یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اسے بے لباس سمجھے۔ پہلی بار میراں اس کی زندگی میں آئی تھی۔ وہ اس لئے کتراتی تھی کہ جو نظر نہیں آرہا ہے وہ قریب ہی بے لباس ہے۔ اب امبر بھی اس سے کترا رہی تھی۔ اور وہ سوچ رہا تھا' اگر یہی سلسلہ رہا اور محبت

ے آنے والیاں، شرم سے بھاگتی رہیں گی تو وہ بڑھاپے میں بھی کنوارا ہی رہے گا۔

ابھی وہ سوچ رہا تھا اور سوچنے کے بعد اسے کچھ کرنا تھا۔

فولاد کے کارخانہ کے احاطے میں دونوں گاڑیاں داخل ہوئیں۔ جان ہنٹر کی گاڑی جہاں سے گزرتی تھی مزدور، افسران اور مسلح گارڈز اسے دیکھتے ہی سلام کرتے تھے گاڑی ایک جگہ رک گئی۔ اس کے پیچھے ممی نے گاڑی روک دی۔ وہ اور بابر باہر آگئے۔ جان ہنٹر نے اپنے ایک خاص ماتحت سے کہا۔ "اس عورت کو کال کوٹھری کے قیدی کے پاس لے جاؤ۔ پندرہ منٹ کے بعد واپس لے آنا۔"

"وہ کارخانہ پانچ کلومیٹر کے رقبہ پر پھیلا ہوا تھا۔ ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لئے موٹر ٹرالیاں استعمال کی جاتی تھیں۔ ممی اس ماتحت گائیڈ کے ساتھ ایک ٹرالی میں بیٹھ کر جانے لگی۔ کارخانے کے مختلف شعبوں میں مختلف کام ہو رہے تھے۔ ایک جگہ موٹے موٹے آہنی راڈ الیکٹرک بھٹی میں گلائے جا رہے تھے۔ اس کی آگ دور تک بھڑکتی تھی اور دور تک ایسی تپش محسوس ہوتی تھی کہ ایک عام آدمی وہاں کھڑا نہیں رہ سکتا تھا۔

بابر عام لوگوں سے مختلف تھا۔ اس پر سردی اور گرمی اثر نہیں کرتی تھی۔ وہ برفانی علاقہ میں بھی بے لباس رہتا تھا اور بھڑکتے ہوئے شعلوں کے درمیان سے بھی گزر جاتا تھا۔ ممی ٹرالی میں بیٹھی جہاں سے گزرتی رہی، اس کی تپش اور گرمی سے پریشان ہوتی رہی۔ بابر آرام سے بیٹھا رہا۔

وہ ٹرالی ایک جگہ رک گئی۔ قریبی دیوار پر ایک بڑا سا سوئچ بورڈ تھا۔ وہاں کھڑے ہوئے ایک شخص نے ایک بٹن کو دبایا۔ اس کے ساتھ ہی ٹرالی والی جگہ متحرک ہوئی۔ یوں لگا جیسے ٹرالی فرش میں دھنس رہی ہے۔ لیکن وہ لفٹ تھی۔ اس ٹرالی کو زیر زمین لے جا رہی تھی۔

چند سیکنڈ کے بعد وہ جہاں رکی' وہاں چاروں طرف چار راہداریاں کہیں دور تک گئی تھیں۔ وہ ٹرالی اسٹارٹ ہو کر لفٹ سے باہر آ کر ایک راہداری سے گزرنے لگی۔ ان راہداریوں کے اطراف بڑے بڑے آہنی دروازے تھے۔ ان دروازوں کے پیچھے خطرناک جدید اسلحہ تیار ہوتا تھا۔

وہ ٹرالی ایک جگہ رک گئی۔ ممی گائیڈ کے ساتھ ٹرالی سے اتر کر ایک جگہ کھڑی ہو گئی۔ فرش پر ایک جگہ بڑا سا چوکور سرخ نشان تھا۔ گائیڈ نے ایک ریموٹ کنٹرول نکال کر اس کا رخ سرخ نشان کی طرف کیا۔ پھر ایک بٹن کو دبایا۔ وہ چوکور نشان ایک طرف سرکنے لگا۔ فرش کے نیچے خلاء پیدا ہوا۔ نیچے تہہ خانہ تھا۔ ایک سیڑھی نیچے کہیں دور تک گئی تھی۔ گائیڈ نے کہا۔ "جاؤ۔ پندرہ منٹ کے بعد یہ سلائیڈنگ دروازہ کھلے گا تو تمہیں باہر آنا ہو گا۔"

ممی اس خلاء کے پاس آئیں۔ پھر زینے پر قدم رکھ کر نیچے جانے لگیں بابر اس سے پہلے اندر پہنچ گیا تھا۔ اوپر سلائیڈنگ دروازہ بند ہو گیا۔ اس تہہ خانے میں ایک زیرو پاور کا بلب روشن تھا۔ جس کی روشنی برائے نام تھی۔ ایک طرف آہنی سلاخوں والا دروازہ تھا۔ دروازے کے پیچھے کوٹھری میں

زیرو پاور کی روشنی ایسے پہنچ رہی تھی جیسے روشنی کی بھیک دی جا رہی ہو۔ اس کال کوٹھری میں سلامت فرش پر پڑا ہوا تکلیف سے کراہ رہا تھا۔ قدموں کی آہٹ سن کر اٹھ بیٹھا۔ کراہتے ہوئے پوچھنے لگا۔ "کنیز فاطمہ! تم آئی ہو؟"

وہ سلاخوں کے پاس آکر روتی ہوئی بولی "ہاں سرتاج! میں ہوں آپ کی کنیز۔ آپ کراہ رہے ہیں کیا بیمار ہیں؟"

سلاخوں کے پاس آکر بولا "نہیں کنیز! بیمار نہیں ہوں۔ مگر حوصلہ جواب دے رہا ہے۔"

"آپ برسوں سے حوصلہ کرتے آرہے ہیں۔ تھوڑا اور حوصلہ کریں اللہ نے چاہا تو آپ کو جلد ہی یہاں سے رہائی مل جائے گی۔"

کنیز فاطمہ نے اس کے ہاتھوں کو محبت سے تھام لیا۔ پھر چونک کر بولی "آپ کو تو تیز بخار ہے۔"

"بخار نہیں ہے کنیز! آگ ہے۔ میرا بھائی ظلم کی جس آگ سے کھیل رہا ہے وہ آگ میرے اندر دہک رہی ہے۔ ایک بار میں کسی طرح یہاں سے نکل جاؤں تو پھر اسے ایسے بھیانک انجام تک پہنچاؤں گا کہ اسے دیکھ کر اسلام دشمن عناصر لرز جائیں گے۔"

"اللہ تعالیٰ کی مرضی سے آپ اینٹ کا جواب پتھر سے دے سکیں گے ہمیں اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل ہو رہی ہے میں اس مدد کے ساتھ یہاں آئی ہوں۔"

"میں تمہاری بات سمجھ نہیں پا رہا ہوں۔"

"میرے ساتھ میرا ایک منہ بولا بیٹا ہے۔ ابھی ہمارے پاس یہاں موجود ہے مگر نادیدہ ہے۔"

"کنیز! تم ایسی بات کہہ رہی ہو، جسے عقل تسلیم نہیں کرتی۔"

"ایسے کئی قدرتی عوامل ہیں، جنہیں عقل تسلیم نہیں کرتی پھر بھی وہ قدرتی حقائق موجود رہتے ہیں۔"

اسے آواز سنائی دی۔ "ممی درست کہتی ہیں، میں یہاں موجود ہوں۔"

وہ شدید حیرانی سے کنیز فاطمہ کے دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ بابر نے کہا "سلامت صاحب! میں انہیں ممی کہتا ہوں۔ اس رشتے سے آپ میرے ڈیڈی ہیں۔ میں کون ہوں؟ کیا ہوں؟ آپ کو گھر پہنچ کر معلوم ہو جائے گا۔"

سلامت نے بڑی حسرت سے کہا "آہ! گھر؟ بارہ برسوں سے گھر کے خواب دیکھ رہا ہوں اور اسی کال کوٹھری میں ہوں۔"

"اب یہی کال کوٹھری خواب بن جائے گی۔ آپ ابھی ہمارے ساتھ گھر چل رہے ہیں۔"

"ابھی؟" سلامت نے بے یقینی سے پوچھا۔

یہ یقین کرنے والی بات نہیں تھی۔ اس تہہ خانہ کا سلائیڈنگ دروازہ فولادی تھا۔ اوپر مسلح گارڈ کھڑا ہوا تھا۔ پورے کارخانے میں جان ہنٹر کے مسلح حواری تھے۔ وہ بارہ برس سے قید رہنے والے کو کبھی کال کوٹھری کے باہر برداشت نہیں کرتے۔ اسے دیکھتے ہی گولی مار دیتے۔

بابر پیدائشی نادیدہ تھا اس کے باوجود نادیدہ بنانے والی ایک گولی اپنے منہ میں رکھتا تھا۔ تاکہ وہ گولی کسی کے کام آسکے۔

اس نے منہ سے ایک گولی نکال کر اس کے ایک کنارے کو ناخن سے کھرچ کر ریت کے ذرے کے برابر ایک دانہ نکالا۔ گولی کے اس ذرے کو نگلنے والا تین یا چار گھنٹوں تک نادیدہ رہتا تھا۔

بابر نے کہا "ڈیڈی! آپ منہ کھولیں۔ آپ کے منہ میں موجود ننھی سی چیز آئے گی آپ اسے نگل لیں۔ یوں آپ میری طرح نادیدہ ہو جائیں گے آپ کا جسم ایک سائے کی طرح ناقابل گرفت ہوگا۔ آپ ان سلاخوں کے درمیان سے نکل آئیں گے۔ آپ سلاخوں سے باہر آتے ہی ممی کے جسم میں سما جائیں۔"

سلامت نے منہ کھولا۔ پھر اپنی زبان پر ایک ننھی چیز محسوس کی اور اسے نگل لیا۔ کنیز نے حیرانی سے خوش ہو کر دیکھا۔ اس کا خاوند نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔ بابر نے کہا۔ "ممی! چلیں۔ ڈیڈی ہمارے ساتھ ہیں۔"

وہ دونوں سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر جانے لگے۔ پندرہ منٹ گزر چکے تھے۔ وہ سلائیڈنگ دروازہ کھل گیا۔ اس تہہ خانے سے باہر آنے والے تین تھے۔ مگر اس گائیڈ کو صرف کنیز فاطمہ دکھائی دے رہی تھی۔

کنیز پہلے کی طرح اس گائیڈ کے ساتھ ٹرالی میں جانے لگی۔ کبریا نے کہا۔ "چھوٹے! انہیں نئے بنگلے میں لے آؤ وہاں بابا صاحب کے ادارے کا ایک ڈاکٹر موجود ہے۔ سلامت صاحب کا علاج کرے گا۔ اس کے علاوہ

ایک ماہر میک اپ مین ہے۔ وہ تمہاری ممی اور ڈیڈی کے چہرے بدل دے گا۔"

بابر نے کہا۔ "میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔ لیکن اب میں بھی اپنے لئے لباس اور دوسری ضروری چیزیں خریدنا چاہتا ہوں۔ ادارے کے کسی شخص سے کہو' وہ میرے ساتھ سپر مارکیٹ جائے گا اور میری پسند کی چیزیں خریدے گا۔"

تم نئے بنگلے میں پہنچو۔ تمہاری ضرورت کا ایک آدمی مل جائے گا۔ اللہ تمہیں کپڑے پہننے اور انسان بننے کی توفیق دے۔ آمین!"

وہ تینوں کسی رکاوٹ کے بغیر نئے بنگلے میں پہنچ گئے۔ ڈاکٹر نے کہا۔ "جب گولی کا اثر ختم ہوجائے گا اور سلامت صاحب نمودار ہوں گے تو میں آکر ان کا معائنہ کروں گا اور پوری توجہ سے علاج کروں گا۔"

ڈاکٹر چلا گیا۔ کنیز نے سلامت سے کہا۔ "یہاں ایک خدمت گار موجود ہے جب تک آپ کے بھائی کو فرار ہونے کا علم نہ ہو تب تک میں اپنے بنگلے سے ضروری سامان لے آؤں گی۔ آپ کی بیٹی بھی میرے ساتھ آجائے گی۔"

"میں بیٹی سے ملنے کے لئے بہت بے چین ہوں۔ جاؤ اسے لے آؤ۔"

کنیز بھی چلی گئی۔ بابر ایک شخص کے ساتھ ٹیکسی میں بیٹھ کر ایک سپر مارکیٹ میں آیا۔ یہ وہی سپر مارکیٹ تھی' جہاں بم کے زبردست دھماکے سے تباہی ہوئی تھی۔ جان ہنٹر نے وہاں آگ کا پجاری بن کر لوگوں کو حیران

کیا تھا اور ان کے دل جیت لئے تھے۔

بابر نے وہاں اپنی جسامت کے مطابق کئی لباس پسند کیے۔ چہرے اور
جسم کی رنگت کے مطابق میک اپ کا سامان، سر کی وگ اور ٹرانسپرنٹ
مصنوعی آنکھیں خریدیں پھر اپنے ساتھ آنے والے سے کہا۔ "یہ سامان
بنگلے میں لے جاؤ۔ میں آرہا ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ اس عمارت کی پہلی منزل میں اسلامی کانفرنس ہو رہی تھی۔
دنیا کے کئی اسلامی ممالک سے علمائے دین شرکت کے لئے آئے تھے۔ ایسے
وقت دیکھا گیا تھا کہ اسلام دشمن عناصر کانفرنس کو ناکام بنانے اور مسلمانوں
کو نقصان پہنچانے کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔

بابر نے چند مسلمان نوجوانوں کو دیکھا، وہ عمارت کے اندر اور باہر چھپے
ہوئے دشمنوں کو تاڑنے کی کوشش میں تھے۔ بابر گراؤنڈ فلور میں ایک
ستون کے پاس تھا وہاں تین شخص تیزی سے چلتے ہوئے آئے۔ پھر بابر کے
قریب کھڑے ہوگئے۔ ایک نے کہا "وقت بہت کم ہے ہم نے ایک ٹائم بم
لگا دیا ہے۔ دوسرے بم کو نصب کرنے کے لئے فرسٹ فلور پر جانا ہوگا۔ کیا
رسک لیا جائے؟"

دوسرے کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا۔ اس نے کہا "ایک بم کافی ہے ہم
یہ دوسرا واپس لے جائیں گے۔"

بابر نے اس کی گردن دبوچ لی وہ ایکدم سے بوکھلا گیا۔ اس کے ہاتھ
سے وہ بیگ گر پڑا۔ گردن دبوچنے والا نظر نہیں آرہا تھا اس کی آواز سنائی

دی "جلدی بتاؤ وہ بم کہاں نصب کیا ہے؟"

اس کے ساتھیوں نے گھبرا کر وہ آواز سنی۔ اپنے اسی ساتھی کو خوف سے لرزتے دیکھا جس کی گردن کسی شکنجے میں تھی اور شکنجہ نظر نہیں آرہا تھا۔ وہ لرزتے ہوئے بولا۔ "وہ بم بیسمنٹ میں ہے۔ لیکن تم وہاں تک نہیں پہنچ سکو گے۔ تمہارے پہنچنے سے پہلے ہی وہ بم بلاسٹ ہو جائے گا۔"

بابر نے اس کی گردن چھوڑ دی وہ سب بھاگتے چلے گئے۔ بابر دوڑتا ہوا بیسمنٹ کی طرف گیا۔ لیکن وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ایک دل ہلا دینے والا زبردست دھماکہ ہوا۔ اس نے فوراً ہی اپنے جسم کو تحلیل کرلیا۔ اگر ٹھوس جسم ہوتا تو اس کے بھی چیتھڑے اڑ جاتے۔

تھوڑی دیر بعد وہ ٹھوس جسم میں تبدیل ہو کر دوڑتا ہوا فرسٹ فلور پر گیا۔ جہاں اسلامی کانفرنس ہو رہی تھی۔ وہاں تمام در و دیوار ریزہ ریزہ ہو گئے تھے۔ نیچے پھیلی ہوئی آگ سے بچنے کے لئے لوگ اوپر آرہے تھے ایسے وقت ایک شخص تیسرے فلور کی طرف جاتے ہوئے دوسرے شخص سے کہہ رہا تھا۔ "اللہ کا شکر ہے ہمارے تمام علماء لنچ کے لئے بارھویں منزل پر گئے ہوئے تھے۔ وہ سب محفوظ ہیں۔"

دوسرے نے کہا۔ "بے شک' جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے۔ آؤ ہم ان کے لئے کینوس سیور کا انتظام کریں۔"

بابر نے ان کی باتیں سن کر اطمینان کی سانس لی۔ پھر دوڑتا ہوا نیچے گراؤنڈ فلور میں گیا وہاں ستون کے پاس سے اس بیگ کو اٹھایا' جس میں

دوسرا ٹائم بم رکھا ہوا تھا۔ اب اسے ان دہشت گردوں کی تلاش تھی جنہوں نے وہ دھماکہ کیا تھا۔

جیسا کہ پچھلے باب میں بیان کیا جا چکا ہے، بابر نے اس دوسرے بم سے ان دہشت گردوں کے چیتھڑے اڑا دیئے تھے۔ جان ہنٹر کو اس کے نادیدہ ہونے کا علم ہو گیا تھا اور ہنٹر کی جوان، حسین اور پٹاخہ بہن را نما نے اس نادیدہ کو شکار کرنے کے لئے جال بچھانا شروع کر دیا تھا۔

☐*☐

گولی کا اثر ختم ہوتے ہی سلامت نمودار ہو گیا تھا۔ امبر باپ کے سینے سے لگ کر خوشی سے رونے لگی۔ کہنے لگی۔ "ڈیڈی! ہم زندگی بھر بابر کے احسان کا بدلہ نہیں چکا سکیں گے۔ کوئی آپ کو اس کال کوٹھری سے نہیں لا سکتا تھا۔ اس نے ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے۔ وہ کہاں ہے؟ میں اس کا شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔"

اس کی ممی نے کہا۔ "وہ تھوڑی دیر بعد نمودار ہونے والا ہے۔ ہم سب کو نظر آنے والا ہے۔"

وہ خوش ہو کر بولی۔ "کیا سچ؟ وہ نظر آئے گا؟ کیا اس نے لباس پہنا ہو گا؟

"کیا؟" ماں باپ نے تعجب سے، سوالیہ نظروں سے بیٹی کو دیکھا۔ وہ

جھینپ کر وہاں سے اٹھی۔ پھر دوڑتی ہوئی ایک کمرے میں چلی گئی۔

اس وقت ڈاکٹر آگیا۔ سلامت کے ساتھ اس کے بیڈروم میں جاکر اس کا معائنہ کرنے لگا۔ بابر ایک کمرے میں بڑے سے آئینے کے سامنے تھا۔ اس کے جسم پر لباس تھا۔ چہرے سے گردن تک جلد کی رنگت کا میک اپ تھا یہ میک اپ ہاتھ لگانے سے پانی یا تیل وغیرہ لگنے سے نہیں چھوٹ سکتا تھا۔ اس میک اپ کو ایک خاص و ینیشنگ لوشن سے اتارا جاسکتا تھا آنکھوں کے کناروں، پلکوں اور اور پپوٹوں کے مکمل میک اپ کے بعد اس نے ٹرانسپیرنٹ دیدے لگائے تھے۔ سر پر خوبصورت بالوں والی وگ پہنی تھی۔ دونوں ہاتھوں میں دستانے اور پیروں میں جرابیں اور جوتے پہن کر وہ سر سے پاؤں تک نظر نہ آنے والے جسم کو ڈھانپ چکا تھا۔

اس نے آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر گھوم کر ہر ہر زاویے سے خود کو دیکھا۔ کوئی ایسی کمی نہیں رہی تھی، جس سے اس کے نادیدہ ہونے کا سراغ ملتا۔ دروازے پر دستک سنائی دی وہ بولا "دروازہ کھلا ہوا ہے۔"

دروازہ ذرا سا کھلا۔ امبر نے اندر جھانک کر دیکھا پھر ایک دراز قد اجنبی کو دیکھ کر گھبرا گئی۔ بابر نے کہا۔ "میں وہی نادیدہ ہوں۔ جس کے سامنے تم نہیں آنا چاہتی تھیں۔ اب تو آسکتی ہو؟"

وہ پوری طرح دروازہ کھول کر کمرے میں آئی۔ اسے سوچتی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگی۔ وہ قد آور، چٹانی جسم پہاڑ جیسا لگ رہا تھا۔ امبر کچھ مرعوب، کچھ متاثر ہو رہی تھی۔ اس نے کہا "میں آپ کا شکریہ ادا کرنے

آئی ہوں۔"

"شکریے کی کیا بات ہے۔ میں تو ویسے بھی کپڑے پہننے والا تھا۔"

"میں کپڑوں کی نہیں، اپنے ڈیڈی کی بات کر رہی ہوں۔ تم نے ایک ظالم سے انہیں نجات دلا کر ہمیں خرید لیا ہے۔"

"کیا واقعی؟ میں تمہیں خرید چکا ہوں؟"

"آں؟" وہ گڑبڑا گئی۔ پھر جلدی سے بولی۔ "میرا مطلب ہے صرف مجھے نہیں ممی اور ڈیڈی کو بھی خرید لیا ہے۔ ہم تمام عمر تمہارے احسان مند رہیں گے۔"

"میں نے تم پر احسان کیا ہے۔ تم بھی مجھ پر احسان کرو۔ حساب برابر ہو جائے گا۔"

"میں کس طرح احسان کر سکتی ہوں؟ کیا تمہارے کسی کام آسکتی ہوں؟"

"بہت کام آسکتی ہو۔ کوئی مجھ سے باتیں کرنے والا نہیں ہے۔ تم باتیں کر سکتی ہو۔ میں کہیں چلا جاؤں تو بار بار دروازے پر آکر میرا انتظار کر سکتی ہو۔ مجھے رات کا کھانا کھلا سکتی ہو اور صبح کی چائے پلا سکتی ہو۔ اپنی زندگی کے چند ضروری لمحات اپنے پاس رکھ کر باقی زندگی میرے حوالے کر سکتی ہو۔"

امبر نے اس کی طرف سے منہ پھیر کر سینے پر ہاتھ رکھ لیا۔ دل بڑی تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔ وہ مسکرا کر بولی۔ "میں یہ احسان نہیں کر سکتی۔"

"کیوں نہیں کر سکتی؟"

"کیونکہ تم جو کہہ رہے ہو' وہ احسان نہیں کہلاتا' اسے محبت کہتے ہیں۔"

"تو پھر محبت کرو۔"

"وہ تو میں جیکی سے کرتی ہوں۔"

"اس گدھے سے؟"

"مجبوری ہے۔ مجھے گدھے پسند ہیں۔ میری محبت حاصل کرنے کے لئے گدھا بننا بہت ضروری ہے۔ میں جارہی ہوں۔ اچھی طرح سوچ لو۔ پھر گدھا بننے کے بعد اطلاع دے دینا۔"

وہ ہنستی ہوئی دروازہ بند کرتی ہوئی باہر آگئی۔ پھر دوسرے ہی لمحہ دوبارہ دروازہ کھولا۔ وہ اندر آکر غصہ سے بولی۔ "تم نے ابھی کیا کہا تھا؟ میں تم سے محبت کروں؟ تم سے؟ اونہہ۔"

بابر اس کے بدلتے ہوئے رویے پر حیران رہ گیا۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "تم ہو کیا چیز؟ اس لباس اور میک اپ کے اندر کھوکھلے ہو۔ اوپر سے یہ خول چڑھا رکھا ہے۔ میرے باپ کو رہائی دلا کر مجھ پر ہاتھ صاف کرنا چاہتے ہو۔ تمہیں شرم نہیں آئی؟"

وہ پریشان ہو کر بولا "یہ۔ یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ ابھی تو تم مسکرا کر بول رہی تھیں۔ پھر ہنستی ہوئی گئیں تھیں۔"

"ہاں پھر مجھے عقل آئی کہ جس ننگے کے پاس پہننے کے لئے کپڑا نہیں

ہے وہ مجھے کیا پہنائے گا اور کیا کھلائے گا؟"

اچانک بابر کو عقل آئی۔ اس نے گھونسا دکھاتے ہوئے کہا۔ "بڑے! یہ ذلالت تو کر رہا ہے۔ ارے کیا غضب کر رہا ہے۔ یہ میری طرف پھسل رہی تھی۔ ابے! او میرے دشمن یار! اسے پھسلتے رہنے دے۔ کیوں اپوزیشن پارٹی بن رہا ہے۔"

امبر نے غصہ اور نفرت سے "اونہہ" کہہ کر دوبارہ دروازے کو بند کیا۔

کبریا نے اس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ اپنا سر تھام کر سوچنے لگی۔ "ابھی مجھے کچھ ہوا تھا۔"

کبریا نے اس کی سوچ میں کہا "مجھے کچھ نہیں ہوا تھا میں نے تو ابھی بابر کے کمرے سے نکل کر دروازہ بند کیا ہے۔"

امبر نے پھر سوچا "ہاں مگر ایسا لگتا ہے۔ میں باہر آکر بھی اندر تھی اور بابر کو دیکھ رہی تھی۔ اس سے کچھ کہہ رہی تھی۔"

کبریا نے اس کی سوچ میں کہا۔ "ایسی کوئی بات نہیں ہے دراصل بابر نے مجھے بہت متاثر کیا ہے۔ وہ میرے حواس پر چھا گیا ہے۔ اس لئے میں کمرے سے باہر آکر بھی اسے سوچ رہی ہوں۔ اسے دیکھ رہی ہوں۔"

وہ محبت سے مسکرائی۔ پھر اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔ کبریا نے بابر کے پاس آکر مخاطب کیا۔ "چھوٹے!"

وہ غصہ سے بولا۔ "بڑے! کیا بڑے ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے چھوٹوں کا دل توڑ دیتے ہیں؟"

"مجھے تیرے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اصول یہ ہے کہ مزدوری پوری کرنے کے بعد اجرت ملتی ہے۔ تو نے ابھی اتنی ہی مزدوری کی ہے کہ اس کے باپ کو کال کوٹھری سے نکال کر لے آیا ہے۔ ابھی تو انہیں تحفظ دینا ہے اور جب تک دشمن نابود نہیں ہوگا۔ انہیں سکون حاصل نہیں ہوگا وہ بیچارے میک اپ کے ذریعے چہرہ چھپاتے ہوئے زندگی گزارتے رہیں گے۔ کیا میری بات تیرے پلے پڑ رہی ہے؟"

"تو مجھ سے تین برس بڑا ہے۔ میرا بزرگ نہیں ہے۔ نصیحت نہ کر۔ کیا میں دشمن کو نابود کرنے تک اس سے جنگ لڑتے ہوئے محبت نہیں کر سکتا۔"

"امبر کوئی ہتھیار نہیں ہے، جسے ایک بغل میں دبا کر جنگ لڑتا رہے گا۔"

"تو نے کبھی محبت کی ہوتی تو یہ سمجھتا کہ محبت صرف ہتھیار ہی نہیں سپاہی کا حوصلہ بھی ہوتی ہے۔"

"عاشق کی سب سے پہلی پہچان یہی ہوتی ہے کہ اسے تیری طرح مکالمے بولنے آجاتے ہیں۔ کیا تجھے پتہ ہے، ایک اور حسینہ تیرے عشق میں گرفتار ہو چکی ہے۔"

"مجھے کسی سے دلچسپی نہیں ہے۔"

"اپنے اس مشن میں کامیاب ہونے کے لئے تجھے اس سے عشق کرنا ہوگا۔ اگر نہ کرنا چاہے تو اس سے دلچسپی لینی ہوگی۔"

"کیا تو سنجیدگی سے کہہ رہا ہے؟ کون ہے وہ حسینہ؟"
"ٹی وی آن کر۔ لوکل چینل پر ہر پندرہ منٹ کے بعد وہ تجھے مخاطب کر رہی ہے۔"

اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر ٹی وی آن کیا۔ لوکل چینل پر اشتہارات کا سلسلہ جاری تھا۔ کبریا نے کہا۔ "ابھی وہ ضرور اسکرین پر آئے گی"
ایک منٹ کے بعد ہی وہ اسکرین پر نظر آئی۔ کیا حسن تھا۔ مکھن کی ٹکیہ تھی۔ چہرے کے نقوش بڑے ہی تیکھے اور قاتلانہ تھے۔ ریشم جیسی زلفیں شانوں پر لہرا رہی تھیں وہ اسکرین پر اپنے بلاؤز تک نظر آ رہی تھی۔ بلاؤز کا گریبان اتنا کھلا ہوا تھا کہ دیکھنے والے ہتھے سے اکھڑ جاتے ہوں گے۔ مہذب معاشرے میں حسینہ کھڑکی سے جھانکے تو کوئی بات نہیں' بلاؤز جھانکے تو سنسر ہو جاتی ہے۔ لیکن امریکی معاشرے میں وہ دل کھول کر جھانک رہی تھی۔
وہ اسکرین پر کہہ رہی تھی۔ "میں اپنے نادیدہ محبوب سے مخاطب ہوں۔ میرے محبوب! تو نظر نہیں آتا۔ مگر میں نے تیری حرکتوں سے سمجھ لیا ہے کہ تیرا وجود ہے۔ میرے پر اسرار محبوب! تو میرا آئیڈیل ہے۔ میں نہیں جانتی کہ تیری آئیڈیل بن سکتی ہوں یا نہیں؟ لیکن ایک بار مجھ سے فون پر بات کر۔"

اسکرین پر فون نمبر نمایاں طور پر نظر آ رہا تھا۔ وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ دوسرا اشتہار دکھائی دینے لگا۔ کبریا نے کہا۔ "میں اس کے دماغ میں

پہنچ کر اس کے خیالات پڑھ چکا ہوں یہ جان ہنٹر کی بہن را نما ہے۔ وہ تجھے ٹریپ کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے بہن یہ جال بچھا رہی ہے۔"

"تو نے را نما کے ذریعے جان ہنٹر کے بارے میں کیا معلوم کیا ہے؟"

"دونوں بہن بھائی سفاک درندے ہیں۔ دوسروں کو اذیتیں پہنچا کر روحانی سکون محسوس کرتے ہیں۔ دہشت پھیلانا ان کا محبوب مشغلہ ہے۔ اسی جان ہنٹر نے اس عمارت میں بم کا دھماکہ کرایا تھا۔ آگ کا بازیگر ہے۔ شعلوں سے کھیلتا ہے اور جلتا نہیں ہے۔ اپنے ہاتھوں سے اینٹی فائر لوشن تیار کرتا ہے۔ دونوں بہن بھائی اپنے سر کے بالوں سے پاؤں کے تلووں تک پورے جسم پر وہ لوشن لگاتے ہیں۔ اپنے لباس کو بھی لوشن میں بھگو کر خشک کرتے ہیں۔ اس طرح وہ بھڑکتے ہوئے شعلوں کے درمیان رہ کر بھی نہیں جلتے آج ہنٹر نے اس عمارت کی بھڑکتی ہوئی آگ میں یہ تماشہ دکھا کر اور چند لوگوں کی جانیں بچا کر شہریوں کے دل جیت لئے ہیں۔ یہ کوئی نہیں جانتا کہ اس کی دہشت گردی اور تخریب کاری کے باعث سینکڑوں مر گئے اور ہزاروں زخمی اور اپاہج ہو گئے ہیں۔"

بابر نے کہا۔ "ہوں تو وہ آگ لگا کر آگ بجھانے اور داد وصول کرنے والا دہشت گرد ہے۔"

"میں نے تجھ سے کہا تھا کہ را نما سے دلچسپی لینی ہوگی۔ کیا میں نے غلط کہا تھا؟"

"تو نے درست کہا تھا۔ اب میں ایسی دلچسپی لوں گا کہ دونوں بہن بھائی

مرتے دم تک مجھے نہیں بھولیں گے۔"

"میں کل صبح اوکلاہاما پہنچ رہا ہوں۔"

"ارے واہ بڑے! یہ خوش خبری اتنی دیر سے سنا رہا ہے۔"

"تیرے لئے دوسری خبر یہ ہے کہ آج رات اسلحہ مافیا کی میٹنگ اور ڈنر پارٹی ہے۔ اس کا اہتمام جان اسٹیل ملز کے ایک حصے میں کیا گیا ہے۔ جان ہنٹر کے کارخانے میں جتنے ہتھیار تیار ہوتے ہیں' ان کے بڑے بڑے دہشت گرد خریدار دنیا کے مختلف ممالک سے آرہے ہیں۔"

"کیا یہ معلومات رائما کے چور خیالات سے حاصل ہوئی ہیں؟"

"ہاں۔ ایک بات اور اہم ہے۔ تو اس شہر میں اکیلا نادیدہ نہیں ہے۔ بلکہ دوسرا بھی ہے۔"

"دوسرا کون ہے؟"

"میں ہوں۔ کل وہاں پہنچ کر دوسرے نادیدہ کا رول ادا کروں گا میرے پہنچنے تک تجھے ڈبل رول ادا کرنا ہے۔"

"سمجھ گیا۔ میں ابھی اپنا کام شروع کرتا ہوں۔ ویسے بڑے! میں نے ہمیشہ آزمایا ہے تو مجھے جتنا چاہتا ہے' اتنا مجھے اور کوئی نہیں چاہتا۔"

"یہ مکھن کیوں لگا رہا ہے؟"

"مکھن لگانے کی کیا بات ہے؟ تو ہمیشہ میری خوشی کو اپنی خوشی سمجھتا ہے۔ کسی بابا۔ کے مزار سے جو مراد پوری نہیں ہوتی' وہ تو پوری کردیتا ہے۔"

"مزدوری پوری کرے گا تو مراد پوری ہوجائے گی۔ اس وقت تک امبر

ایک گولڈ ہے، جو کامیابی کے بعد تیرے گلے پڑے گی۔ اب میں جا رہا ہوں۔ اسی طرح آتا جاتا رہا کروں گا۔"

وہ چلا گیا۔ بابر اس کی خیال خوانی کی لہروں کو محسوس کرتا تھا۔ جب وہ لہریں محسوس نہیں ہوتیں تو وہ سمجھ لیتا کہ کبریا جا چکا ہے۔ بابر نے اس کے جاتے ہی سوچا۔ "بڑے! تو ہمیشہ موجود رہ کر پہرہ نہیں دے گا۔ میں پھر امبر کو اپنی طرف مائل کرلوں گا۔"

اس نے ڈرائنگ روم میں آکر وڈیو ٹیلیفون کو آپریٹ کیا۔ رابطہ قائم ہوتے ہی اسکرین پر رانما نظر آئی۔ اس نے بھی اپنے ٹیلی فون کی اسکرین پر اسے دیکھا۔ پھر ناگواری سے کہا۔ "میں یہ خاص نمبر صرف نادیدہ محبوب کے لئے اناؤنس کر رہی ہوں۔ تم نے یہ نمبر کیوں ڈائل کیا ہے۔"

"میں وہی نادیدہ ہوں۔"

"میں کیسے یقین کروں۔ جبکہ تم نظر آرہے ہو۔"

"اس نے ریسور ایک طرف رکھ کر اپنے ایک ہاتھ کے دستانے کو اتارا وہ ہاتھ کلائی سے انگلیوں تک نادیدہ ہوگیا۔ پھر وہ پتلون کا بیلٹ کھولنے لگا۔ وہ بولی۔ "یہ کیا کر رہے ہو؟"

رانما نے نظریں جھکالیں اور کہا۔ "بس ٹھیک ہے۔ مجھے یقین آگیا ہے۔"

"تو پھر بتاؤ، مجھے کیوں مخاطب کر رہی تھیں؟"

وہ نظریں اٹھا کر جواب دینا چاہتی تھی۔ پھر ٹھٹک گئی۔ اسکرین پر وہ کمر

سے اوپر نظر آرہا تھا۔ کمر سے نیچے نادیدہ ہو گیا تھا۔ وہ مسکرا کر بولی۔ "تم
بہت بدمعاش ہو میں نے لباس اتارنے سے منع کیا تھا۔"
وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "لباس کا ہونا یا نہ ہونا میرے لئے برابر ہے۔"
"تم بہت دلچسپ انسان ہو۔ آئی لائیک یو اینڈ آئی لو یو۔ میں تم سے ملنا
چاہتی ہوں۔"
"کیا ملنے کے بعد میری واپسی ہو گی؟"
"کیا مطلب؟"
"سچے عاشق در معشوق سے خالی ہاتھ واپس نہیں آتے۔ معشوق کو اٹھا
لاتے ہیں۔ یا خود اٹھ جاتے ہیں۔"
وہ ہنسنے لگی۔ پھر بولی۔ "تم مجھے بہت متاثر کر رہے ہو۔ پلیز ابھی چلے
آؤ۔ یہ جگہ بہت محفوظ ہے اور بڑی رومانٹک ہے۔"
"یہ جگہ دنیا کے نقشے میں کہاں ہے؟ پتہ بتاؤ۔"
"ہم پہلے شیرٹن میں ملیں گے۔ پھر میں تمہیں یہاں لے آؤں گی کیا
ایک گھنٹہ کے اندر پہنچ جاؤ گے۔"
"تم ایک گھنٹے کا کہہ رہی ہو میں دس منٹ میں پہنچ جاؤں گا۔ کیونکہ
میرا اپارٹمنٹ ہوٹل کے پیچھے ہے۔"
"لیکن میں بہت دور لیک سائیڈ میں ہوں۔ مجھے وہاں پہنچنے میں ایک
گھنٹہ لگ جائے گا۔"
"نو پرابلم۔ میں انتظار کروں گا۔"

رابطہ ختم ہو گیا۔ بابر نے جھوٹ کہا تھا کہ ہوٹل کے پیچھے اپارٹمنٹ میں رہتا ہے۔ جبکہ وہ بھی بہت دور ایک شاندار بنگلے میں تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ رانما ہوٹل سے اس کی رہائش گاہ تک کے فاصلے کا اندازہ کرے پھر سراغ رسانی کراتی ہوئی اس کے بنگلے تک پہنچ جائے۔
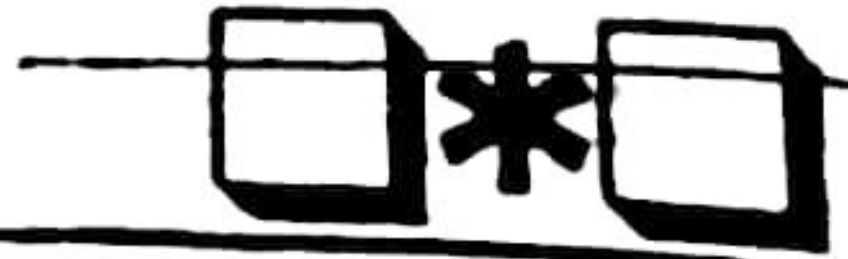
جان ہنٹر نے صوفہ پر آرام سے بیٹھ کر خیال خوانی کی پرواز کی۔ ایک بار اس کی سوچ کی لہریں واپس آ گئیں۔ اسے حیرانی ہوئی۔ اس نے کئی بار کوشش کی۔ سوچ کی لہریں پھر واپس آ گئیں۔ وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ جو بھائی کال کوٹھری میں بیمار' جسمانی اور دماغی طور پر کمزور ہے' وہ سانس روک کر کر اس کی سوچ کی لہروں کو بھگا رہا ہے۔

اس نے فوراً ہی فون کے ذریعہ کارخانہ کے سیکورٹی افسر سے کہا۔ "تم دو چار گارڈز کو لے کر تہہ خانے میں جاؤ۔ کال کوٹھری میں پہنچ کر سلامت کی اتنی پٹائی کرو کہ وہ نیم مردہ سا ہو جائے۔ فوراً جاؤ۔"

اس نے رابطہ ختم کر کے سوچا۔ "آج کنیز اس سے ملنے گئی تھی۔ کیا اس نے سلامت کو ایسا کوئی ٹانک پلا دیا ہے جس کے اثر سے وہ دماغی طور پر

توانا ہو گیا ہے۔"

وہ خیال خوانی کی پرواز کر کے کنیز کے دماغ میں پہنچا۔ اس نے سانس روک کر سوچ کی لہروں کو واپس کردیا۔ وہ شدید حیرانی سے گم صم کھڑا رہ گیا۔ شوہر کی طرح بیوی بھی سانس روک کر اسے بھگا رہی تھی۔

اس نے رانما سے رابطہ کیا۔ وہ کار ڈرائیو کر رہی تھی۔ اس نے کہا "جہاں بھی جا رہی ہو' پروگرام منسوخ کرو۔ یہاں ہمارے ساتھ کچھ گڑبڑ ہو رہی ہے۔ واپس آؤ۔"

"آخر کیا بات ہے؟"

"کیا یقین کروگی کہ بیمار اور کمزور سلامت میری سوچ کی لہروں کو محسوس کر کے سانس روک لیتا ہے۔"

"یہ بات حیرت انگیز ہے۔"

"کنیز بھی سانس روک لیتی ہے۔ ذرا ایک منٹ ٹھہرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ سیکورٹی افسر کے دماغ میں پہنچا۔ اس کی سوچ نے کہا۔ "کال کوٹھری خالی ہے اس کے آہنی دروازے پر تالا ہے لیکن سلامت اندر نہیں ہے۔ کارخانے کے بیسمنٹ میں جہاں ہتھیار تیار کئے جاتے ہیں وہاں کا گوشہ گوشہ دیکھا جا رہا ہے لیکن سلامت غائب ہے۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر چیخ پڑا۔ "کیسے غائب ہو گیا؟ وہ جادو نہیں جانتا ہے۔ پھر کال کوٹھری کے مقفل دروازے سے کیسے باہر آسکتا ہے۔"

اس نے رانما کے پاس آکر سلامت کے فرار ہونے کی خبر سنائی۔ وہ کار

کو سڑک کے کنارے روک کر بولی۔ "یہ تو جادوئی تماشہ ہو گیا۔ وہ آہنی

دروازوں سے باہر کیسے نکلا؟ پھر تہہ خانے سے اوپر آکر سیکورٹی گارڈز اور

افسروں کو نظر کیوں نہیں آیا؟ کیا وہ بھی نادیدہ بن گیا ہے؟"

جان ہنٹر نے کہا۔ "مجھے ایسا لگتا ہے کہ وہ ہمارا نادیدہ دشمن کسی

ہتھکنڈے سے سلامت کو بھی نادیدہ بنا کر کال کوٹھری سے نکال کر لے

گیا ہے۔ اسی لئے سلامت فرار ہوتے وقت کسی کو نظر نہیں آیا۔"

"برادر! میں اسی نادیدہ سے ملنے شیرٹن جا رہی ہوں۔ تم انتظار کرو۔

میں ایک گھنٹے تک اسے تمہارے پاس لے آؤں گی۔"

"رانما! اگر تم اسے لے آؤ تو یہ تمہارا بہت بڑا کارنامہ ہوگا۔ میں بے

چینی سے انتظار کرتا رہوں گا۔"

رانما کار ڈرائیو کرتی ہوئی چلی گئی۔ جان ہنٹر تھوڑی دیر تک سوچتا رہا۔

پھر اسے امبر کا خیال آیا۔ اس نے خیال خوانی کی پرواز کی پھر غصہ سے

جھنجلا کر رہ گیا۔ امبر نے بھی سانس روک لی تھی۔

دیوار پر گھونسہ مار کر بولا۔ "دشمن نے بڑی ہی منظم سازش کی ہے۔

ماں باپ اور بیٹی کو ٹیلی پیتھی کے ہتھیار سے پہلے ہی محفوظ کر دیا ہے۔ اور

میری ٹھوکریں کھاتے رہنے والے سلامت کی اتنی جرات ہو گئی ہے کہ کسی

کی تھوڑی سی مدد پا کر مجھ سے بغاوت کر رہا ہے۔ اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ

آخر کب تک چھپے گا۔ میں ان سب کو ان کی قبر سے بھی نکال لاؤں گا۔ وہ

دفن نہیں کیے جائیں گے۔ الیکٹرک بھٹی میں جلائے جائیں گے۔"

وہ غصہ سے ٹہل رہا تھا اور کمرے کی کوئی نہ کوئی چیز اٹھا کر پھینکتا جا رہا تھا۔ پھر اسے جیکی کی یاد آئی۔ وہ اس کے دماغ میں پہنچا۔ جیکی وہیں کنیز فاطمہ کے بنگلے میں تھا۔ دروازے کے پاس بیٹھا اپنی منگیتر امبر کا انتظار کر رہا تھا۔

اس کی سوچ نے بتایا کہ وہ ماں بیٹی صبح دس بجے سے غائب ہیں اور کنیز چھوٹا بڑا بہت سا ضروری سامان کہیں لے گئی ہے۔ ضروری سامان لے جانے سے ہی ظاہر ہو رہا تھا کہ ماں بیٹی نے رہائش گاہ بدل دی ہے۔ کہیں دوسری جگہ جا کر چھپی ہوئی ہیں۔

اس نے فون کے ذریعہ اپنے ایک دست راست سے کہا۔ "تم ایسے تمام ماتحتوں کو جمع کرو' جو سلامت' کنیز اور امبر کو پہچانتے ہیں۔ ان سب کو حکم دو کہ شہر کی ایک ایک گلی میں ایک ایک مکان میں ان تینوں کو تلاش کریں۔ وہ جہاں بھی نظر آئیں' انہیں پکڑ کر ٹارچر سیل میں تینوں کو زندہ چاہتا ہوں۔"

اس نے کچھ سوچ کر کہا۔ "میں چاہتا ہوں کہ پولیس والے بھی انہیں مجرم سمجھ کر گرفتار کریں۔ ہمارے گودام سے مختلف اسلحہ لے جا کر سلامت کے بنگلے میں رکھ دو۔ یہ کام فوراً کرو۔ پولیس وہاں ایک گھنٹے کے اندر چھاپہ مارے گی۔"

وہ ریسیور رکھ کر سوچنے لگا اور کتنے ہتھکنڈوں سے سلامت اور کنیز کو پریشاں کیا جا سکتا ہے۔ کس طرح انہیں گھیر کر ٹارچر سیل میں پہنچایا جا سکتا

ہے؟ اگر پولیس انہیں گرفتار کرے گی تو وہ انہیں ضمانت پر رہا کرائے گا۔ پھر انہیں اغوا کرا کے اپنے ٹارچر سیل میں لے آئے گا۔ جب تک خود ان پر ظلم نہیں کرے گا' تب تک اس کی اذیت رسانی اور درندگی کے تقاضے پورے نہیں ہوں گے۔

فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے ریسیور اٹھا کر کان سے لگا کر کہا۔ "ہیلو کون؟"

سلامت کی آواز سنائی دی۔ "تم میری آواز پہچان سکتے ہو' خون کے رشتے سے بھی اور ظلم کے رشتے سے بھی۔"

وہ غصہ سے دھاڑتے ہوئے بولا۔ "کتے! تو کب تک مجھ سے چھپے گا؟"

سلامت نے کہا۔ "جب تک تیری آخری رسومات ادا نہیں ہوں گی۔"

"آخری وقت پہلے میرا نہیں تیرا آئے گا۔ میں جانتا ہوں' میرے ایک نادیدہ دشمن نے تجھے قید سے رہائی دلائی ہے۔ آج وہ میرے شکنجے میں آرہا ہے۔ کل تیری باری آئے گی۔ اگر تو خود چلا آئے گا تو میں تیری سزا میں کچھ کمی کر دوں گا۔"

"اگر تو اسلام دشمنی سے باز جائے تو میں تیرے ان مظالم کو نظرانداز کر دوں گا' جو تو نے مجھ پر ڈھائے تھے۔"

"میں قسم کھاتا ہوں۔ ہر چوبیس گھنٹوں میں دو مسلمانوں کو پکڑ کر لاؤں گا۔ انہیں اذیتیں دے دے کر الیکٹرک بھٹی پر کباب کی طرح بھون دیا

کروں گا۔"

"اور میں قسم کھاتا ہوں۔ ہر بارہ گھنٹے میں تجھے ایسے نقصانات پہنچاتا رہوں گا کہ ہر نقصان پر تیری کمر ٹوٹتی رہے گی۔ پھر تو لرزتے ہوئے ہاتھوں سے کسی مسلمان پر ظلم کرنے کے قابل نہیں رہے گا۔" یہ کہتے ہی اس نے فون بند کر دیا۔

جان ہنٹر نے ہیلو ہیلو کہہ کر آوازیں دیں۔ جواب نہ ملنے پر اس نے ریسیور کو کریڈل پر پٹخ دیا۔

کبریا نے رانما کے دماغ سے جان ہنٹر کے کئی فون نمبر معلوم کئے تھے۔ اس نے اوکلاہاما میں بابا صاحب کے ادارے کے ایک جاسوس کے دماغ میں آ کر اسے جان ہنٹر کا فون نمبر بتا کر کہا۔ "اس سے باتیں کرو میں تمہارے دماغ کے اندر موجود رہوں گا۔"

اس جاسوس نے نمبر ڈائل کئے۔ جان ہنٹر نے ریسیور اٹھا کر کہا۔ "ہیلو کون ہے؟"

"میں ہوں نادیدہ۔ جان ہنٹر سے بات کرنا چاہتا ہوں۔"

"میں جان ہنٹر بول رہا ہوں۔ رانما کہاں ہے؟"

"رانما؟ یعنی کہ تمہاری بہن؟ تم اپنی بہن کے بارے میں مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو؟ کیا وہ گھر سے بھاگ گئی ہے؟"

"بکواس مت کرو! ابھی وہ تم سے ملنے شیرٹن گئی تھی۔ ذرا ایک منٹ ہولڈ کرو۔ میں ابھی بات کروں گا۔"

وہ فوراً ہی خیال خوانی کی پرواز کر کے رانما کے دماغ میں پہنچا۔ وہ ہوٹل میں ایک اجنبی کے ساتھ تھی۔ اس نے پوچھا۔ "ہیلو۔ بیوٹی بے بی! کیا یہی وہ شخص نادیدہ ہے؟"

وہ سوچ کے ذریعہ بولی۔ "ہاں۔ یہی ہے۔ میں ابھی یہاں سے اٹھ رہی ہوں۔ اسے لے کر تمہارے پاس آرہی ہوں۔ میں ابھی اس سے پوچھتی ہوں۔"

رانما نے بابر سے پوچھا۔ "کیا تمہارے علاوہ کوئی دوسرا شخص بھی نادیدہ بن سکتا ہے؟"

بابر نے کہا۔ "ہاں میرا ایک دشمن ہے۔ اس کے پاس ایسی غیر معمولی گولی ہے' جسے نگل کر وہ نادیدہ بن جاتا ہے۔ پھر اس گولی کو اگل کر ٹھوس جسم میں نمودار ہو جاتا ہے۔ تم یہ کیوں پوچھ رہی ہو؟"

"بس یونہی۔ چلو اٹھو۔ میں تمہیں اپنا شاندار بنگلہ دکھاؤں گی۔"

وہ اجنبی کے ساتھ میز پر سے اٹھ گئی۔ جان ہنٹر نے فون پر کہا۔ "سوری۔ تمہیں انتظار کرنا پڑا۔ میں یہ معلوم کر رہا تھا کہ تمہارے علاوہ ایک اور نادیدہ اس شہر میں ہے۔"

کبریا نے کہا۔ "اس کی بات نہ کرو۔ وہ چند دنوں کا مہمان ہے۔ جس دن مجھے چند سیکنڈ کے لئے بھی ٹھوس جسم نظر آئے گا میں ایک لمحہ بھی ضائع کئے بغیر اسے گولی مار دوں گا۔"

"تم اس کے جانی دشمن کیوں ہو؟"

"وہ میری طرح مسلمان ہے۔ لیکن کافروں سے بدتر ہے۔ زیادہ سے زیادہ رقم حاصل کرنے کے لئے غیر مسلموں کے بھی کام کرتا ہے۔"

"پھر تو تم اسے نقصان نہیں پہنچا سکو گے۔ میں اسے تحفظ دوں گا۔ ٹھیک اسی طرح، جیسا کہ تم سلامت اور اس کی فیملی کو تحفظ دے رہے ہو۔"

"اچھا تو تم اس نادیدہ کے ساتھ میرے خلاف محاذ بنا رہے ہو۔ ابھی میں نے یہ وارننگ دینے کے لئے فون کیا ہے کہ سلامت اور اس کی بیوی اور بیٹی سے دور رہو۔ اگر انہیں نقصان پہنچاؤ گے تو میں تمہاری بہن کو اٹھا کر لے جاؤں گا اور تمہارا بہنوئی بننے میں دیر نہیں کروں گا۔"

کبریا نے اپنے جاسوس کے ذریعہ رابطہ ختم کردیا۔ جان ہنٹر گالیاں دینے اور بڑبڑانے لگا۔ پھر اس نے اپنے دست راست سے رابطہ کیا۔ وہ بولا۔ "باس! سلامت کے بنگلے میں بہت سے ہتھیار چھپا کر رکھ دیئے ہیں۔ آپ کارروائی کرا سکتے ہیں۔ ہمارے تیس ماتحت سلامت اور اس کی بیوی اور بیٹی کو تلاش کرنے کے لیے پورے شہر میں پھیل گئے ہیں۔"

جان ہنٹر نے ایک پولیس افسر سے رابطہ کیا۔ اس افسر سے اس کے گہرے تعلقات تھے۔ اس سے یہ طے پایا کہ اس بنگلے پر چھاپہ مار کر اسلحہ برآمد کیا جائے گا پھر سلامت کے خلاف مقدمہ بنایا جائے گا۔

راما، بابر کے ساتھ وہاں آئی۔ پھر بولی۔ "برادر! ان سے ملو۔ یہ مسٹر [illegible] میں نے کبھی کسی سے دوستی نہیں کی۔ زندگی میں پہلی بار بابر کو اپنا

دوست بنایا ہے۔"

جان ہنٹر نے بڑی گرمجوشی سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔ "مسٹر بابر! تم سے مل کر بہت خوشی ہو رہی ہے۔"

"تم سے زیادہ خوشی مجھے ہو رہی ہے۔ کیونکہ تم ایک حسین دوشیزہ کے بھائی ہو۔"

دونوں بہن بھائی ہنسنے لگے۔ ہنٹر نے کہا۔ "ابھی مجھے فون پر پتہ چلا کہ وہ جو دوسرا نادیدہ ہے' وہ تمہارا جانی دشمن ہے۔ کہہ رہا تھا جب بھی تم ٹھوس جسم کے ساتھ ظاہر ہو گے' وہ فوراً تمہیں گولی مار دے گا۔"

بابر نے ہنستے ہوئے کہا۔ "میں ابھی نظر آ رہا ہوں۔ اسے دعوت دیتا ہوں کہ یہاں آکر مجھے گولی مار دے۔"

وہ دونوں پھر ہنسنے لگے۔ ہنٹر نے کہا۔ "رانما کے دوست بن گئے ہو' تو پھر یہ دوستی پکی کرو۔ ہمارے لئے کام کرو۔"

"رانما نے تو مجھے خرید لیا ہے۔ اور خریدا ہوا آدمی غلام ہوتا ہے مجھے تو رانما جو حکم دے گی' میں اس کی تعمیل کروں گا۔"

جان ہنٹر دل کھول کر ہنسنے لگا۔ رانما نے ہنستے ہوئے بابر کی گردن میں بانہیں ڈال دیں۔ پھر اسے چوم کر بولی۔ "میں نے تمہیں نہیں' تم نے مجھے خرید لیا ہے۔"

ہنٹر نے کہا۔ "آج رات اسلحہ مافیا کی بہت بڑی میٹنگ ہے۔ مختلف ممالک کے دہشت گردوں کی تنظیم کے سربراہ اور ان کے نمائندے آج کی

میٹنگ اور ڈنر میں شریک ہو رہے ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ بابر آج کی میٹنگ اور اسلحہ کی بار گیننگ کے دوران موجود رہے۔"

بابر نے پوچھا۔ "آج آنے والے تمام مہمان اور خریدار کیا سب ہی قابل اعتماد ہوں گے۔"

"یقین سے نہیں کہا جاسکتا۔ میں اکثر آنے والوں کے خیالات پڑھ لوں گا۔ لیکن یوگا جاننے والے بھی ہوں گے، جن کے اندر کا بھید معلوم نہیں ہو سکے گا۔"

"میں نادیدہ بن کر ان کے قریب رہوں گا اور ان کی خفیہ گفتگو سے ان کے ارادوں کو سمجھتا رہوں گا اور تمہیں ان سے آگاہ کرتا رہوں گا۔"

ہنٹر نے کہا۔ "ڈیٹس اٹ۔ میں یہی چاہتا ہوں۔ جو میں سوچ رہا تھا، وہی تم نے کہہ دی۔"

رانما نے کہا۔ "اب تم کہیں نہیں جاؤ گے ہمارے ساتھ رہو گے۔"

اب تک میرا کہیں ٹھکانہ نہیں تھا۔ لگتا ہے تمہارے ساتھ مستقل ٹھکانہ ہو جائے گا۔"

ہنٹر نے کہا۔ "ایک بات یاد رکھنا۔ میری بہن اتنی انمول ہے کہ اسے ساری دنیا کی دولت سے خریدا نہیں جاسکتا۔ اسے طاقت سے بھی حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ رانما تمہیں چاہتی ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ابھی تم اس سے ذرا فاصلہ رکھو گے۔ جب اس نادیدہ دشمن کو زیر کر لو گے۔ اسے ہمارے ٹارچر سیل میں پہنچا دو گے تو میں تم دونوں کو شادی کی اجازت

دیدوں گا۔"

"پتہ نہیں وہ کب تک زیر ہو سکے۔ ہفتے بھی لگ سکتے ہیں اور مہینے بھی گزر سکتے ہیں۔ سوری میں انتظار کرنے آہیں بھرنے والا عاشق نہیں ہوں۔ سامنے دسترخوان بچھا ہو اور گرم ڈش رکھی ہو تو اسے ٹھنڈی نہیں ہونے دیتا۔ مجھے رائما سے عشق ہو گیا ہے۔ اس لئے زور زبردستی کی بات نہیں کروں گا یہاں سے ابھی چلا جاؤں گا۔"

ہنٹر نے کہا۔ "میں دوستانہ ماحول میں پوچھ رہا ہوں۔ اگر ابھی تمہیں چاروں طرف سے جکڑ لیا جائے تو کس طرح رہائی پاؤ گے۔"

"میں بہت اچھا فائٹر ہوں۔ جو گرفتار کرنے آئیں گے ان سے فائٹ کے دوران لباس اتارتا رہوں گا۔ پھر نظروں سے اوجھل ہو جاؤں گا۔"

"لیکن نظر نہ آنے کے باوجود تمہارا جسم ٹھوس رہتا ہے۔ بندوق کی گولیاں تمہیں چھلنی کر سکتی ہیں۔"

"جب میں نظر ہی نہیں آؤں گا تو نشانہ کس کا لیا جائے گا۔"

ہنٹر نے بغلی ہولسٹر سے ریوالر نکال کر اسے نشانی پر رکھتے ہوئے بولا۔ "ابھی تو تم نظر آرہے ہے۔ لباس اترنے سے پہلے ہی تمہیں گولی ماردی جائے گی۔"

بابر نے کہا۔ "یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔ خیر، کوئی بات نہیں، ہم دوستانہ ماحول میں گفتگو کررہے ہیں۔"

"تمہیں طویل انتظار کے بغیر رائما نہیں ملے گی۔ تم ہمیں چھوڑ کر چلے

اپنا لے گے تو پھر دوستی کیسی؟ ابھی ہم دوستانہ ماحول میں نہیں ہیں۔"

وہ گفتگو کے دوران خیال خوانی کے ذریعہ مسلح حواریوں کو بلا چکا تھا۔ چار گن مینوں نے آکر چاروں طرف سے اسے نشانے پر رکھ لیا۔ جان ہنٹر نے کہا۔ "اپنے لباس کو ہاتھ نہ لگانا۔ نادیدہ بننے کے لئے جیسے ہی لباس اتارنا چاہو گے، تمہیں گولی ماردی جائے گی۔"

بابر نے کہا۔ "ہوں۔ معاملہ سنجیدہ اور گمبھیر ہو گیا ہے۔ کیوں رانما! تمہارا عشق کتنے درجہ حرارت پر ہے؟"

وہ بولی۔ "ہم بہن بھائی بچپن سے ہم مزاج، ہم خیال رہے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ میرا بھائی جو بھی کرتا ہے، خوب سوچ سمجھ کر کرتا ہے۔"

ہنٹر نے کہا۔ "تم نے ہمیں چھوڑ کر جانے کی دھمکی دے کر یہ سوچنے پر مجبور کردیا ہے کہ تمہارے جانے کے بعد مجھے ایک نہیں دو نادیدہ دشمنوں سے نمٹنا ہو گا۔ اگر میں ایک دشمن سے ابھی نجات حاصل کر سکتا ہوں تو مجھے دیر نہیں کرنا چاہئے۔"

"کیا مجھے ابھی گولی مارو گے؟"

"یہی مشکل ہے۔ ہم بہن بھائی جب تک ٹارچر نہیں کرتے ہیں اپنے قیدی کو روتے گڑگڑاتے چیختے اور تڑپتے ہوئے نہیں دیکھتے ہیں تب تک یوں لگتا ہے، ہم نے دنیا میں کوئی بڑا کام نہیں کیا ہے۔ تم ابھی گن پوائنٹ پر کارخانے چلو گے۔"

وہ چاروں گن مین اسے نشانے پر رکھتے ہوئے بنگلے کے باہر ایک دیگر،

کار میں لے گئے۔ جان ہنٹر نے اپنے حواریوں کو سختی سے تائید کی کہ بابر کو لباس اتارنے کا موقع نہ دیں' اگر وہ نادیدہ بن جائے گا تو ان حواریوں کو الیکٹرک بھٹی میں جھونک دیا جائے گا۔

پھر وہ اپنی بہن کے ساتھ کار میں بیٹھ کر اس ویگن کار کے ساتھ وہاں سے روانہ ہوا۔ کارخانے میں مختلف مقامات پر الیکٹرک بھٹیاں تھیں۔ ایک بھٹی کے پاس ایک قد آور باڈی بلڈر کو زنجیروں میں جکڑا گیا تھا۔ رائما اور ہنٹر نے پچھلی رات اس باڈی بلڈر کو طرح طرح سے اذیتیں پہنچائی تھیں۔ اس کی انگلیوں سے ناخن اکھاڑ دیئے تھے۔ اس کے صحت مند جسم پر کئی جگہ ڈرل مشین سے سوراخ کئے تھے۔ وہ نیم مردہ سا ہو گیا تھا۔ ہنٹر نے خیال خوانی کے ذریعہ اپنے دست راست سے کہا تھا کہ اسے زنجیروں سے باندھ کر لٹکا دیا جائے۔ وہ ابھی دوسرے قیدی کو لا رہا ہے۔

وہ بابر کو قیدی بنا کر وہاں پہنچ گیا۔ رائما نے بابر سے کہا۔ "دیکھو! یہ قیدی تمہاری طرح باڈی بلڈر ہے۔ بڑا سخت جان تھا لیکن ہم نے بڑے مزے لے لے کر اسے اذیتیں پہنچائیں۔ اب یہ تقریباً مردہ ہو چکا ہے۔ اس لئے اب اسے بھٹی میں جھونک دیا جائے گا۔"

بابر نے نظریں اٹھا کر دیکھا۔ وہ قد آور پہلوان نما شخص زنجیروں میں جکڑا ہوا ایک کرین کے ذریعہ بلندی پر لٹکا ہوا تھا۔ جان ہنٹر کے اشارے پر کرین کا ڈرائیور اس باڈی بلڈر کو بھٹی کے اوپر لے گیا۔ وہاں شعلے بھڑک رہے تھے۔ وہ آگ کی جلن کی شدت سے چیخ مار کر کلمہ پڑھنے لگا۔

بابر کے دماغ کو جھٹکا سا لگا۔ وہ چشم زدن میں تحلیل ہو کر چھلانگیں مارتا ہوا اوپر چڑھتا ہوا کرین ڈرائیور کے پاس پہنچ گیا۔ کرین کے اسٹیرنگ کو گھما کر اس لٹکے ہوئے باڈی بلڈر کو بھٹی سے آگ کے شعلوں سے دور لے گیا۔ ادھر نیچے گن مین چیخ کر کہہ رہے تھے۔ "باس وہ اچانک نادیدہ بن گیا ہے۔"

دوسرے گن مین نے کہا۔ "ہم نے اسے لباس اتارنے نہیں دیا' وہ لباس کے اندر سے نکل گیا ہے۔"

رائما نے کہا۔ "میں نے بھی دیکھا ہے۔ اچانک لباس' وگ اور چہرے کا ماسک وغیرہ سب فرش پر گر پڑے تھے۔"

اسی وقت کرین ڈرائیور کی چیخ سنائی دی۔ وہ چھت والی کرین کی بلندی سے گرتا ہوا فرش پر آکر ٹھنڈا پڑ گیا۔ ہنٹر نے غصہ سے حواریوں کو حکم دیا۔ "اوپر جاؤ۔ وہ کرین میں ہے۔"

بابر اب کرین میں نہیں تھا۔ وہ ان زنجیروں تک پہنچ گیا تھا' جن سے وہ نیم جان قیدی بندھا ہوا لٹک رہا تھا۔ رائما' جان ہنٹر اور درجنوں حواری سر اٹھائے کرین کو اور کبھی لٹکے ہوئے قیدی کو دیکھ رہے تھے۔ ہنٹر کہہ رہا تھا۔

"کرین کو ہینڈل کرو۔ اس قیدی کو بھٹی میں لے جاؤ۔ کم آن۔ ہری اپ"

بابر ایک زنجیر پر سے پھسلتا ہوا باڈی بلڈر کے قریب پہنچ گیا۔ تکلیف کے باعث اس کا منہ کھلا ہوا تھا۔ بابر نے گولی کا ننھا سا ٹکڑا اس کے منہ میں ڈال دیا۔ دوسرے ہی لمحے میں سب نے شدید حیرانی سے دیکھا' قیدی نظروں

سے او جھل ہو گیا تھا۔ جن زنجیروں نے اسے باندھ رکھا تھا' وہ اب خالی ادھر
سے ادھر جھول رہی تھیں۔

رائما چکرا کر فرش پر بیٹھ گئی۔ ہنٹر کہہ رہا تھا۔ "وہ اور قیدی صرف
نادیدہ بنے ہوئے ہیں لیکن جسمانی طور پر یہاں موجود ہیں۔ قیدی اب بھی
زنجیروں سے بندھا ہو گا۔ ان زنجیروں کو نیچے لاؤ۔ جلدی کرو۔"

وہ کار اسٹارٹ ہو کر گیٹ کی طرف جانے لگی۔ دربان اور سیکورٹی
گارڈز نے سمجھا' کار میں ان کا آقا ہی ہو گا۔ انہوں نے گیٹ کھول دیا۔ وہ
کار گیٹ سے باہر آکر تیز رفتاری سے جانے لگی۔

ایسے ہی وقت کبریا نے مخاطب کیا۔ "چھوٹے کس حال میں ہے۔"

"بڑے! تو بڑے صحیح وقت پر آیا ہے۔ ایک زخمی نیم جان مریض سایہ
بنا ہوا میرے اندر ہے۔ میں اسے بابا صاحب کے ادارے کے ڈاکٹر کے پاس
لے جا رہا تھا۔ تو فوراً ایمبولینس لے آ۔

کبریا چلا گیا۔ یہ امید بندھ گئی تھی کہ وہ نیم جان قیدی ایک نئی زندگی
پالے گا۔

☐*☐
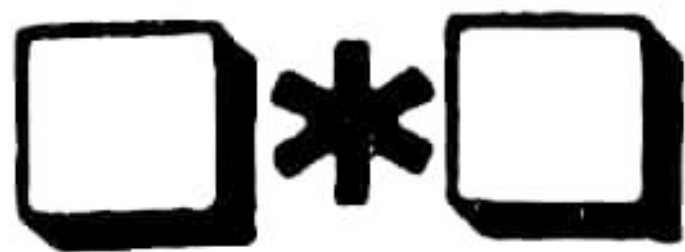
دنیا کی چوٹی کی دہشت گرد تنظیموں کے بڑے بڑے لوگ کارخانے کے
اس حصے میں آرہے تھے' جہاں میٹنگ اور ڈنر وغیرہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ ایک
جگہ دور تک لانبی میزوں پر جدید ہتھیار نمونوں کے طور پر رکھے گئے تھے۔
جان ہنٹر آنے والے مہمانوں کا استقبال کررہا تھا اور ہر مہمان کے
ساتھ اپنا ایک افسر لگا رہا تھا۔ وہ افسر' مہمانوں کو تمام ہتھیاروں کے سلسلے
میں تفصیلی معلومات فراہم کررہے تھے۔ اور عالمی سطح کی مارکیٹنگ کے
مطابق ان کی قیمتیں بتا رہے تھے۔ ایک حواری نے ہنٹر کے پاس آکر کہا۔
"باس! ہزہائی نس آئرن مین تشریف لائے ہیں۔ لیکن گیٹ کے باہر رک گئے
ہیں۔ آپ کو بلا رہے ہیں۔"
ہنٹر یہ سنتے ہی موٹر ٹرالی میں بیٹھ کر اسے ڈرائیو کرتا ہوا کارخانے کے

باہر احاطہ میں آیا۔ پھر مین گیٹ سے گزر کر ٹرالی سے اتر گیا۔ کچھ فاصلہ پر ایک رولس رائس کار کھڑی ہوئی تھی۔ دنیا کی سب سے مہنگی کار کی پچھلی سیٹ پر ہزہائی نس آئرن مین بیٹھا ہوا تھا۔ آگے پیچھے چار گاڑیوں میں مسلح گارڈز بیٹھے ہوئے تھے۔

جان ہنٹر نے قریب آ کر جھک کر سلام کرتے ہوئے عاجزی سے کہا۔ "ہزہائی نس! کیا اس ناچیز سے کوئی غلطی ہوئی ہے؟ کیا آپ تشریف نہیں لائیں گے؟"

وہ غرانے کے انداز میں بولا۔ "ہم اپنے پیلس میں رہیں گے۔ رات کو جب بھی تمہاری میٹنگ ختم ہو، ہمیں فون پر اطلاع دے کر چلے آنا۔"

"ہزہائی نس! میرا دل ڈوب رہا ہے۔ پلیز میری غلطی کی نشاندہی کریں، میں تلافی کروں گا۔"

"پیلس میں آؤ زیادہ نہ بولو، چلو ڈرائیور......"

رولس رائس کار آگے بڑھ گئی۔ وہ اپنے کارخانے کے سامنے کھڑا رہ گیا۔ وہ کارخانہ پانچ کلومیٹر کے رقبہ پر پھیلا ہوا تھا۔ جان ہنٹر وہاں کا کروڑپتی مالک تھا۔ ہمیشہ غبارے کی طرح بلندی پر جاتا تھا۔ لیکن ہزہائی نس کے بدلتے ہوئے رویے نے اس کروڑپتی غبارے کی ہوا نکال دی تھی۔

وہ سر جھکا کر ٹرالی کے پاس آیا۔ پھر اس پر بیٹھ کر کارخانے کے اندر جانے لگا۔ دن کے وقت سلامت کے فرار ہونے سے اسے حیرانی اور پریشانی ہوئی تھی۔ دوپہر کو سلامت، کنیز اور امبر کے دماغ لاکڈ ہو گئے اور ٹیلی پیتھی

کا تجربہ ناکام ہو گیا تو ایک ذرا شکستگی کا احساس ہوا۔ سب سے زیادہ ذہنی جھٹکا بابر نے پہنچایا تھا۔ اب اسے ایک نہیں دو نادیدہ دشمنوں سے نمٹنا تھا۔ اور یہ کام کوئی آسان نہ تھا۔ اس کی نیندیں اڑنے والی تھیں۔

شام سے یہ دھڑکا لگا ہوا تھا کہ پتہ نہیں وہ نادیدہ فرار ہونے کے بعد آئندہ کسی وقت بھی کیسی انتقامی کارروائی کرنے والا ہے؟ بابر کے سلسلے میں را نما کو بڑا شاک پہنچا تھا۔ اسی لئے وہ میٹنگ اور ڈنر میں شریک ہونے نہیں آئی تھی۔

ہنٹر نے خیال خوانی کے ذریعہ را نما سے کہا۔ "ہم پر برا وقت آنے والا ہے۔ ہزہائی نس نے میرے کارخانے میں قدم نہیں رکھا۔ باہر سے یہ کہہ کر چلے گئے کہ میں میٹنگ کے بعد ان کے پیلس میں حاضری دوں۔"

"برادر! یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ ہزہائی نس کا رویہ کیوں بدل گیا ہے؟ کیا اسلحہ مافیا سے ہماری ڈیلنگس ختم ہو جائیں گی۔"

"پتہ نہیں کیا ہونے والا ہے۔ جب سے سلامت نے رہائی پائی ہے تب سے طرح طرح کی دشواریاں پیدا ہو رہی ہیں۔"

اس کے موبائیل فون کا بزر بولنے لگا۔ اس نے اسے آف کر کے کان سے لگایا۔ "جہاں ہو' وہیں رک جاؤ۔ اپنی ٹرالی واپس لے جاؤ۔ تمہارے وہ اسلحہ کے خریدار تمام دہشت گرد مہمان بارود کے ڈھیر پر ہیں۔ ٹھیک بیس سیکنڈ کے بعد دو ٹائم بم پھٹنے والے ہیں۔"

"کون ہو تم؟"

"میں اس وقت تمہیں دیکھ رہا ہوں اور فون پر بول رہا ہوں۔ مگر تم مجھے نہیں دیکھ سکو گے۔ اب دس سیکنڈ رہ گئے ہیں۔"

وہ فوراً ہی ٹرالی کو واپس گھما کر گیٹ کی طرف جاتے ہوئے بولا۔ "کیا تم نادیدہ بابر ہو؟"

"پوچھ کر کیا کرو گے؟ اس نکتہ پر غور کرو کہ میں تمہیں بم کے دھماکے سے کیوں بچا رہا ہوں۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی ایک زبردست دھماکہ ہوا۔ ہنٹر ٹرالی سمیت الٹ گیا۔ زمین لرز گئی تھی۔ کارخانے کے دور افتادہ حصے سے آگ کے شعلے بلند ہونے لگے تھے۔

وہ آگ کا پجاری ان شعلوں میں جا سکتا تھا۔ آگ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی تھی لیکن بم کے ذریعہ اس کے چیتھڑے اڑ جاتے۔ وہ زمین سے اٹھ رہا تھا۔ ایسے ہی وقت دوسرا زبردست دھماکہ ہوا۔ زمین پھر لرز گئی۔ وہ پھر لڑکھڑا کر گر پڑا۔ مضبوط اعصاب کا مالک ہونے کے باوجود وہ نقصان برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ کارخانے کا ایک حصہ تباہ ہو رہا تھا۔ نمائش میں رکھے ہوئے لاکھوں ڈالرز کے ہتھیاروں کے ساتھ ان کے خریداروں کے بھی چیتھڑے اڑ رہے ہوں گے۔ اندیشہ تھا کہ ان دھماکوں کا اثر تہہ خانے تک ہو گا تو وہاں بننے والے کروڑوں ڈالرز کے ہتھیار بھی تباہ ہو جائیں گے۔

اس نے خیال خوانی کے ذریعہ رائما سے کہا۔ "غضب ہو گیا ہے۔

یہاں میٹنگ پیلس میں بم کے زبردست دھماکے ہوئے ہیں۔ ہم ابھی نقصان کا اندازہ نہیں کر سکیں گے۔ کئی ممالک سے آنے والے اسلحہ کے خریدار، ہمارا جنرل منیجر اور ہمارے کئی اہم افسران موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں۔ تم فوراً پولیس، فائر بریگیڈ اور ایمبولیس والوں کو فون پر اس سانحے کی اطلاع دو۔ اور ہزہائی نس کے پاس جانے کے لئے تیار رہو۔ میں آرہا ہوں۔"

"ہمارے کارخانے میں اتنی بڑی تباہی آئی ہے۔ پولیس والے تمہیں پوچھیں گے اور تم ہزہائی نس کے پاس جاؤ گے؟"

"پولیس والوں کو چند گھنٹوں کے بعد بھی اپنا بیان دے سکتا ہوں لیکن ایسے برے حالات میں ہم دونوں کو ہزہائی نس کے پاس جانا چاہیئے۔"

وہ دماغی طور پر حاضر ہو کر اپنی کار کے پاس آیا۔ پھر اسٹیرنگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے کلرڈ شیشے چڑھا دیئے۔ وہ باہر سے کسی کو نظر نہیں آسکتا تھا۔ وہ کار ڈرائیو کرتا ہوا احاطے کے بڑے آہنی دروازے کے پاس آیا۔ پھر سیکورٹی افسر سے بولا۔ "یہاں پولیس آنے والی ہے۔ میرے بارے میں پوچھا جائے تو جواب دینا کہ میں اسی جگہ تھا، جہاں دو دھماکے ہو چکے ہیں۔ وہاں بے شمار انسانی جسموں کے ٹکڑے پڑے ہوں گے۔ مرنے والے ناقابل شناخت ہوں گے۔ تم پولیس والوں کو اس طرح بیان دو گے جیسے میں اور راتما اس میٹنگ پیلس میں تھے۔ شاید ہم بہن بھائی بھی اس دھماکے سے ہلاک ہو چکے ہیں۔"

"میں یہی بیان دوں گا۔ لیکن کچھ لوگ آپ کو اس کار میں جاتے

ہوئے دیکھ رہے ہیں۔"

"مجھے نہیں، میری کار کو دیکھ رہے ہیں۔ کلرڈ شیشے کے باعث میں نظر نہیں آرہا ہوں۔ سب سے یہی کہو، یہ کار میرا ڈرائیور لے جارہا ہے۔"

"یس سر! میں یہی کہوں گا۔"

"جب تمہارے بیان سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ ہم بہن بھائی اس دھماکے میں ہلاک ہوگئے ہیں تو تمہیں دس ہزار ڈالر انعام کے طور پر ملیں گے۔"

"شکریہ سر!"

وہ ڈرائیو کرتا ہوا کارخانے کے احاطے سے باہر چلا آیا۔ اس نے اپنے پیچھے اپنی اور رائما کی فرضی لاشیں چھوڑ دیں۔ پھر رائما کے دماغ میں آکر کہا۔ "ان دھماکوں نے مجھے تھوڑی دیر کے لئے بدحواس کردیا تھا۔ میں یہ بھول گیا تھا کہ ان دھماکوں سے گڑھے پڑیں گے تو ہمارا تہہ خانہ اور وہاں کی اسلحہ فیکٹری ظاہر ہوجائے گی۔ ہم قانون کی گرفت میں آئیں گے۔"

"برادر! یہ تو ہم پر قیامت آرہی ہے۔ کیا ہم جیل جائیں گے؟"

نہیں۔ میں نے کارخانے کے سیکورٹی افسر کو اعتماد میں لیا ہے چونکہ وہاں لاشیں پہچانی نہیں جائیں گی۔ اس لئے ہماری ہلاکت کے بارے میں پورا یقین نہیں ہوگا۔ ہم آئندہ اپنے حالات پر قابو پا کر منظر عام پر آجائیں گے۔"

"اس کا مطلب ہے، ہمیں روپوش رہنا ہوگا۔"

"ہاں تمہارے پاس جتنے اہم اور خفیہ دستاویزات ہیں اور جتنی نقدی اور ہیرے جواہرات ہیں۔ انہیں پیک کرو۔ میں ابھی اپنے تمام خفیہ دستاویزات لے کر آرہا ہوں۔"

وہ رائما سے باتیں کررہا تھا اور کار ڈرائیو کررہا تھا اور یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ بابر پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے موبائیل کے ذریعہ ہزہائی نس آئرن مین سے رابطہ کیا۔ پھر کہا۔ "ہزہائی نس! میں ہوں۔"

"اچھا تم دھماکے سے بچ گئے۔ آئندہ بد نصیبی کے دن گزارنے سے بہتر ہوتا کہ تم مرجاتے۔"

"آپ جانتے تھے کہ ایسا ہونے والا ہے؟"

"میں دھماکوں کے بارے میں نہیں جانتا تھا لیکن تمہاری تباہی اور بربادی کا یقین ہوگیا تھا۔"

"آخر مجھ سے کیا غلطی ہوئی ہے؟"

"جس نادیدہ جوان سے ٹکرائے ہو' وہ فرہاد علی تیمور کا پوتا ہے اس کے پیچھے ٹیلی پیتھی جاننے والوں کی ایک فوج ہے۔ فرہاد کی فیملی میں بے شمار غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل افراد ہیں۔ ابھی دیکھ لو کہ تم چٹکی میں مسلے جارہے ہو۔"

"میں اس نادیدہ سے ٹکرانے نہیں گیا تھا۔ وہ مسلمانوں کی حمایت میں خود مجھ سے ٹکرانے آیا ہے۔"

"بکواس مت کرو۔ اگر تمہاری بہن ٹی وی اسکرین پر اپنا جلوہ دکھا کر

اسے بار بار ملاقات کی عوت نہ دیتی تو اسے یہ نہ معلوم ہوتا کہ تم اس شہر میں مسلمانوں کے بدترین دشمن ہو۔"

"میرے مسلمان بھائی سے اس کی واقفیت ہے۔ وہ سلامت کو میری قید سے نکال کر لے گیا ہے۔ آپ یقین کریں' اس دشمن نے میری جان بچائی ہے۔ میں میٹنگ پیلس میں جارہا تھا۔ اس نے مجھے وہاں جانے سے روک دیا۔ کیا آپ بتاسکتے ہیں کہ اس نے ایسا کیوں کیا؟"

"پہلی بات یہی سمجھ میں آتی ہے کہ وہ تمہیں آسانی سے نہیں مارے گا۔ دوسری بات یہ کہ اس نے آج سے تمہیں قانون کی نظروں میں مجرم ثابت کیا ہے۔ تمہارے کارخانے پر تالا لگا دیا جائے گا۔ تم خود کو قانون کے حوالے نہیں کرو گے تو مفرور کہلاؤ گے۔"

"میرے اور رانما کے روپوش رہنے سے یہ سمجھا جائے گا کہ ہم ان دھماکوں میں ہلاک ہوگئے ہیں۔"

"روپوش رہنے کے بعد جب بھی منظر عام پر آؤ گے' وہی اسلحہ ساز اور اسلحہ فروش کہلاؤ گے"

"جب ہم منظر عام پر آئیں گے تو ہمارے میک اپ اور گیٹ اپ بدل چکا ہوگا۔ ہمیں کوئی نہیں پہچان سکے گا۔"

"تم جو چاہو کرو۔ مگر ہمارے کام کے نہیں رہے۔"

"پلیز ایسا نہ کہیں۔ ہم نئے سرے سے نئے ناموں سے زندگی گزارنے والے ہیں۔ ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔"

امریکہ کی دس ریاستوں میں بڑی بڑی اسلحہ سازی کی فیکٹریاں تھیں۔ وہ تمام فیکٹریاں آئرن مین کے سرمائے سے قائم رہتی تھیں۔ وہ صرف سرمایہ نہیں لگاتا تھا' بلکہ شیطانی حکمت عملی سے پوری دنیا میں اسلحہ کی فروخت کے لئے دہشت گرد اور تخریب کار پیدا کرتا تھا۔

گویا اس دنیا میں جتنے شیطان صفت اور درندہ صفت لوگ تھے۔ وہ جدید اور بہترین اسلحہ کے لئے آئرن مین کے محتاج رہتے تھے۔ ایسے مجرموں کی دنیا میں کوئی دیانت دار اور قابل اعتماد نہیں ہوتا۔ کتنے ہی شاطر ایسے ہوتے ہیں' جو باس کہلانے والوں کو بھی شاطرانہ چالوں سے قتل کردیتے ہیں اور ان کی جگہ باس بن جاتے ہیں۔

لیکن کتنے ہی شاطروں میں سے کوئی آئرن مین کو قتل کرکے ہزہائی نس نہیں بن سکا۔ بڑے بڑے چالبازوں کی سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ اپنے خلاف ہونے والی سازش کو کیسے سمجھ لیتا ہے اور اپنا بچاؤ کرلیتا ہے۔

دراصل اس نے کبھی ظاہر نہیں کیا کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور ان تمام مجرموں کے دماغوں میں جگہ بنائے رکھتا ہے' جن سے اس کا کاروباری تعلق ہوتا ہے۔ اس کے پاس وہ غیر معمولی گولیاں تھیں' جن کے ذریعہ وہ نادیدہ بن جایا کرتا تھا۔ جان ہنٹر جیسے مجرم جو یوگا کے ماہر تھے' ان کی خفیہ دستاویزات پڑھتا تھا اور ان کے بند کمروں کے راز معلوم کرتا رہتا تھا۔

بابر اور ہنٹر کا ٹکراؤ ہوتے ہی اس نے سمجھ لیا تھا کہ فرہاد کے ٹیلی پیتھی جاننے والے رانما کے خیالات پڑھ کر معلوم کرلیں گے کہ تمام دہشت

گردوں کا ان داتا واشنگٹن کا رہنے والا ایک پراسرار شخص ہے جو ہزہائی نس آئرن مین کہلاتا ہے اور آدھی سے زیادہ دنیا پر حکمرانی کرتا ہے۔

فرہاد کا ابھی صرف ایک پوتا آیا تھا اور ہزہائی نس کے کانوں میں خطرے کی گھنٹی بجنے لگی تھی۔ اس نے منصوبہ بنایا تھا کہ جان ہنٹر جلد سے جلد شکست کھائے۔ صرف اتنا ہی نہیں ہزہائی نس بھی کسی موقع پر مارا جائے اور بابر مطمئن ہوکر امریکہ سے واپس پاکستان چلا جائے۔ اس کے جانے کے بعد فرہاد کی فیملی ادھر کا رخ نہیں کرے گی۔

ہزہائی نس آئرن مین نے اپنی ایک ڈمی اوکلاہاما بھیجی تھی۔ رانما اور جان ہنٹر اسے ہزہائی نس سمجھ رہے تھے اور ان کے ذریعہ بابر بھی یہی سمجھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا' جان ہنٹر کا گرو گھنٹال ہزہائی نس ہے۔ وہ تمام دہشت گردوں کا سرپرست ہے۔ اسے بے نقاب کرکے جہنم میں پہنچایا جائے گا۔ تب ہی اسلام کی تبلیغ کے دوران ایسی دہشت گردی نہیں ہوگی' جیسی پچھلے دنوں اوکلاہاما میں ہوئی تھی۔

جان ہنٹر کا منصوبہ تھا کہ اسلامی کانفرنس میں شریک ہونے والے علماء بم کے دھماکے سے ہلاک ہوجائیں۔ اس طرح اسلام قبول کرنے والے افراد دہشت زدہ ہوں گے اور یہ شور مچایا جائے گا مسلمانوں نے وہاں اسلامی کانفرنس کے بہانے عمارت کو تباہ کرکے لوگوں کو ہلاک اور زخمی کرکے اپنے دہشت گرد ہونے کا ثبوت دیا ہے۔

رضائے الٰہی سے تمام علمائے دین اس دھماکے سے محفوظ رہے تھے

لیکن دشمن کہہ رہے تھے کہ ان کا محفوظ رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ سب بیسمنٹ میں بم نصب کرکے بارہویں منزل پر چلے گئے تھے۔

تقریباً تیس گھنٹوں تک مغربی ذرائع ابلاغ سے شور مچایا گیا اور مسلمانوں کو انتہا پسند اور دہشت گرد کہا جاتا رہا۔ لیکن جان ہنٹر کے کارخانے میں دھماکے ہوئے اور تہہ خانے کی اسلحہ فیکٹری کا بھید کھلا تو سچ لکھنے والے صحافیوں نے سچ چھاپنے والے اخباروں نے لکھا کہ ایک جان ہنٹر کے کارخانے میں کروڑوں ڈالرز کے ہتھیار تھے۔ پتہ نہیں امریکہ میں اور کتنی جگہ خفیہ طور پر اسلحہ سازی ہو رہی ہوگی۔ پچھلی صدی سے اب تک امریکہ میں سب سے زیادہ اسلحہ تیار ہوا۔ یہ ورلڈ ریکارڈ ہے کہ تمام پسماندہ اور ترقی یافتہ ممالک کو امریکہ اسلحہ فروخت کرتا رہا ہے اور اتنا زیادہ اسلحہ تیار کرتا رہا ہے کہ انہیں فروخت کرنے کے لئے دہشت گرد تنظیموں کو پیدا کرنا ضروری ہو گیا تھا۔

ہتھیاروں کی منڈی بنانے کے لئے بے شمار ممالک میں ٹریننگ سینٹر کھولے گئے۔ ایسے ماہرین تیار کئے گئے جو نگر نگر پہنچ کر ہتھیاروں کو استعمال کرنا سکھاتے تھے۔ شکست خوردہ سیاستدانوں نے اور عالمی سطح کے مجرموں نے ہتھیار بردار جوانوں کو بھاری رقوم کے لالچ میں اپنے مفادات کے لئے استعمال کرنا شروع کیا۔ فرقہ وارانہ فسادات کرانے کے لئے مختلف قبائل کے درمیان جنگ چھیڑنے کے لئے اور مطلوبہ ممالک میں انتشار پھیلانے اور بے چینی پیدا کرنے کے لئے خفیہ ایجنسیاں قائم ہو گئیں۔ بیسویں صدی

کے اوائل میں ایسا نہیں تھا۔ اکیسویں صدی کے اوائل تک ایسا سب کچھ ہوگیا۔ اسلحہ سازی کی تاریخ پڑھی جائے تو اس کی ابتدا امریکہ سے ہوئی ہے۔ لیکن پتھر مسلمانوں کو مارے جاتے ہیں۔

اور یہ کسی مسلمان کی تقریر نہیں ہے۔ یہ چند امریکی غیر جانبدار اخبارات اور رسائل کی رپورٹ ہے۔

Scanned with CamScanner

رانما اور جان ہنٹر کی کچھ ایسی پرائیوٹ جائداد تھی، جن کا علم کسی تیسرے کو نہیں تھا۔ وہ دونوں ایسے ہی ایک پرائیوٹ بنگلے میں آگئے۔ وہ اپنے تمام اہم راز اور دوسری اہم ضروریات کی چیزیں لے آئے تھے اور اس بات سے بے خبر تھے کہ بابر بھی ان کے درمیان موجود ہے۔

رانما نے کہا۔ "برادر! آخری بار اس نادیدہ بابر نے فون پر تم سے کہا تھا کہ میٹنگ پیلس میں نہ جاؤ۔ دھماکہ ہونے والا ہے۔اسی دشمن نے ایک دھماکے سے ہمیں دربدر کردیا ہے۔"

"ہاں اس نے ہماری حالت ایسی بنادی ہے کہ میں سلامت سے دشمنی بھول کر اپنی فکر میں مبتلا ہو گیا ہوں۔"

"کیا بابر نے ہمارا پیچھا چھوڑ دیا ہو گا؟"

"میرا خیال ہے وہ سلامت وغیرہ کے ذریعہ پولیس والوں کو تہہ خانہ کی اسلحہ فیکٹری تک پہنچانے میں مصروف ہو گا۔ ہم ایسے ہی وقت یہاں آئے ہیں۔ وہ یہاں تک نہیں پہنچ سکے گا۔"

اس نے وہسکی کی ایک بوتل کھولتے ہوئے پوچھا۔ "پیو گی؟"

ہنٹر سامنے دو گلاس رکھ کر پہلے ایک گلاس میں وہسکی ڈالنے لگا ایسے وقت بوتل کا منہ گلاس سے ہٹ گیا۔ شراب نیچے گرنے لگی۔ رائمانے کہا۔ "برادر! یہ کیا؟ وہسکی گلاس میں ڈالو۔"

وہ بوتل سیدھی کر کے سوچ میں پڑ گیا۔ پھر اسے اچھی طرح پکڑ کر گلاس میں وہسکی انڈیلنے لگا۔ وہسکی تھوڑی گلاس میں گئی پھر بوتل کا منہ ہٹ گیا۔ وہسکی پھر نیچے گرنے لگی۔ وہ فوراً بوتل کو سنبھالتے ہوئے بولا۔ "میں صاف محسوس کر رہا ہوں کہ بوتل کا منہ خود بخود ہٹ جاتا ہے۔"

رائمانے حیرانی سے پوچھا۔ "خود بخود! یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ لاؤ بوتل مجھے دو۔ میں پیگ بناؤں گی۔"

ہنٹر نے اس کے سامنے بوتل رکھی۔ اس نے سیدھی رکھی لیکن وہ گر پڑی۔ وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ہکلاتے ہوئے بولا۔ "وہ' وہ یہاں ہے۔ تم نے بوتل سیدھی رکھی تھی اس نے گرائی ہے۔"

وہ بھی سہم کر کھڑی ہو گئی۔ ادھر ادھر گھوم کر دیکھنے لگی۔ ایسے ہی وقت ہزہائی نس آئرن مین بھی پہنچ گیا۔ اسے بابر بھی نہیں دیکھ سکتا تھا اور نہ ہی اس کی کسی حرکت کے بغیر اس کی موجودگی کو سمجھ سکتا تھا۔ آئرن مین نادیدہ

بننے کے بعد کبھی اپنی موجودگی ظاہر نہیں کرتا تھا اور نہ ہی کسی کے دماغ میں جاکر بولتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس کی خفیہ اور غیر معمولی صلاحیتوں کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا۔

آئرن مین نے اپنے منصوبے کے مطابق اسی شہر میں ایک دوسرا ہزہائی نس بنا کر رکھا تھا۔ وہ ہزہائی نس اس کے پیلس میں آرام کر رہا تھا۔

رائما نے سہم کر ہچکچاتے ہوئے آواز دی۔ "با۔ با۔ بابر....."

انہیں آواز سنائی دی۔ "را۔ را۔ راماں......."

"میں شرمندہ ہوں۔ سچ کہتی ہوں۔ برادر بھی شرمندہ ہیں ہم نے تمہاری قدر نہیں کی۔ ہمیں موقع دو۔ ہم اپنی غلطی کی تلافی کریں گے۔"

"تم دونوں کو یہ اندیشہ ہے کہ میں تمہیں قانون کے محافظوں سے یہاں چھپنے نہیں دوں گا۔"

"تم بہت کچھ کر سکتے ہو۔"

"لیکن نہیں کروں گا۔ بیک وقت دو دشمنوں کا مقابلہ نہیں کروں گا۔ دوسرا دشمن ہزہائی نس ہے۔ میں معلوم کر چکا ہوں' وہ تمہارے جیسے بڑے بڑے مجرموں کا گروہ گھنٹال ہے۔"

"وہ اسلحہ مافیا کا گاڈ فادر ہے۔ لیکن ایسے وقت ہماری مدد نہیں کرے گا۔ میری جگہ کسی دوسرے اسلحہ ساز کو لے آئے گا۔"

بابر نے کہا۔ "تم اسے ٹھکانے لگادو۔"

"یہ ناممکن ہے۔ کتنے ہی چالاک' مکار اور درندہ صفت مجرموں نے

اسے مار ڈالنے کی کوششیں کیں، لیکن خود ہی مر گئے۔ اسے اپنے خلاف
ہونے والی تمام سازشوں کا علم ہو جاتا ہے۔"

"اس کا مطلب ہے، وہ غائب کی باتیں جانتا ہے۔ اور دماغ کے اندر
چھپی ہوئی سازشوں کا علم صرف ٹیلی پیتھی کے ذریعہ ہوتا ہے۔"

"وہ ٹیلی پیتھی نہیں جانتا ہے۔ ہم نے پچھلے پندرہ برسوں میں اسے کبھی
خیال خوانی کرتے نہیں دیکھا۔"

"تو پھر نادیدہ بن کر اپنے مخالفین کے درمیان رہتا ہوگا اور سازشیں
کرنے والوں کو اس کی موجودگی کا علم نہیں ہوتا ہوگا۔"

"کیا تم نہیں جانتے، پچھلی صدی کی آخری دہائی میں ایسی غیر معمولی
گولیاں تیار ہونے لگی تھیں، جو انسان کے ٹھوس جسم کو سایہ بنادیتی
تھیں۔ ایسی گولیاں اب بھی موجود ہیں۔ تمہارے ہزہائی نس نے بھی کہیں
سے حاصل کی ہوں گی۔"

ہٹلر نے کہا۔ "جس کے پاس غیر معمولی طاقت اور غیر معمولی صلاحیتیں
ہوتی ہیں، وہ بڑے ہی تکبر سے ان کا مظاہرہ کرتا ہے اور سب کے دلوں پر
دہشت طاری کر کے اپنا رعب اور دبدبہ طاری رکھتا ہے۔"

بابر نے کہا۔ "یہ ان مجرموں میں سے ہے، جو بہت گہرے اور پراسرار
ہوتے ہیں۔ اپنے کسی راز کا اور کسی حکمت عملی کا پتہ نہیں چلنے دیتے۔
ہزہائی نس نے اپنی غیر معمولی صلاحیتوں اور طاقتوں کو چھپانے کے باوجود تم
سب پر رعب اور دبدبہ قائم رکھا ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں، وہ ٹیلی پیتھی جانتا

ہے یا نادیدہ بن جاتا ہے۔ یا پھر وہ دونوں ہی صلاحیتوں کا حامل ہے۔"
"وہ جیسا بھی ہے۔ ہمارے کام نہیں آئے گا۔ بلکہ ہم تباہ ہونے والوں کو اور تباہ کردے گا۔"

"اس سے پہلے تم اسے تباہ کردو۔ اگر تمہیں اندیشہ ہے کہ اسے تمہاری دشمنی کا علم ہوجائے گا تو ابھی اسے فون کرو۔ یہ معلوم کرو کہ وہ کسی دوسرے معاملہ میں مصروف ہے' یا تمہارے جیسے مات کھائے ہوئے مہرے پر توجہ دے رہا ہے؟"

جان ہنٹر نے فون کے ذریعہ رابطہ کیا۔ اس شہر کے پیلس میں دوسرا ہزہائی نس موجود تھا۔ اس نے کہا۔ "ہنٹر! میں اپنے دوسرے اہم معاملات میں مصروف ہوں مجھے ڈسٹرنہ کرو۔"

"ہزہائی نس! میں ڈوب رہا ہوں۔ کیا میں اسی طرح روپوش رہا کروں گا؟"

"تم مجھ سے ملاقات کے لئے آنے والے تھے لیکر خود ہی روپوش ہوگئے۔ میرے پاس آؤ گے تو کوئی کام کی بات ہوسکے گی۔"

بابر نے ہنٹر کے کان میں سرگوشی کی۔ "اس سے کہو' تم ابھی آرہے ہو۔"

ہنٹر نے ریسیور کے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "میں اس سے ملاقات کرنے نہیں جاؤں گا۔"

"تمہارا باپ بھی جائے گا۔ جو کہتا ہوں' وہی کرو۔"

وہ فون پر بولا۔ "میں ابھی آپ سے ملاقات کرنے آرہا ہوں۔"

"ضرور آؤ۔ میں انتظار کررہا ہوں۔"

ادھر سے فون بند کردیا گیا۔ ہنٹر نے ریسیور رکھ کر کہا۔ "مسٹر بابر! ہزہائی نس خودغرض اور کمینہ ہے۔ مجھ جیسے اسلحہ سازی کے کنٹریکٹر جب قانون کو مطلوب ہوتے ہیں تو وہ انہیں مار ڈالتا ہے تاکہ اسلحہ سازی کے بہت سے راز قانون کے محافظوں تک نہ پہنچ سکیں۔ وہ مجھے بھی مار ڈالے گا۔"

"تم اتنے کمزور تو نہیں ہو۔ آگ کے پجاری ہو۔ اپنے کمالات دکھا کر اپنا بچاؤ کرسکتے ہو۔ پھر یہ کہ میں تمہارے ساتھ رہوں گا اور تم سے پہلے میں اسے جہنم میں پہنچانے کی کوشش کروں گا۔"

"کیا تم میرے ساتھ چلوگے؟"

"ہاں۔ وہ تم سے زیادہ خطرناک ہے۔ میرے لئے چیلنج بن سکتا ہے اس سے پہلے ہی میں اسے ختم کردوں گا۔"

"وہ ہمارا مشترکہ دشمن ہے۔ میں ابھی چلتا ہوں۔"

اس نے اپنی اٹیچی کھول کر ایک چھوٹا سا کین نکالا۔ بابر نے پوچھا۔ "یہ کیا ہے؟"

اس نے کہا۔ "اس کین کے اندر برننگ گیس ہے۔ اسے چاروں طرف اسپرے کرکے ماچس کی تیلی دکھائی جائے تو دور تک آگ بھڑک جاتی ہے۔"

اس نے کین کو لباس میں چھپالیا۔ ایک ریوالور بھی رکھ لیا۔ پھر رائما سے کہا۔ "دروازے اندر سے بند کرو۔ میں جلد آنے کی کوشش کروں گا۔"

======○○======

وہ باہر آکر کار میں بیٹھ گیا۔ پھر بولا۔ "کیا تم میرے پاس ہو؟"

بابر کی آواز آئی۔ "ہاں میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب تک اسے ختم نہیں کروں گا، تمہارے ساتھ ہی رہوں گا۔"

اس کار میں وہ صرف دو نہیں تھے۔ ہزہائی نس بھی پچھلی سیٹ پر تھا۔ وہ جان ہنٹر کو ایک چٹکی میں مسل سکتا تھا۔ اسے بابر کی طرف سے پریشانی تھی۔ اس پریشانی سے بچنے کے لئے اس کے سامنے دو راستے تھے۔ ایک تو یہ کہ وہ بابر کو اس طرح ہلاک کرتا کہ اس کی ہلاکت کاالزام جان ہنٹر پر آتا۔ یا وہ ڈمی ہزہائی نس کو بابر کے مقابلہ پر مار ڈالتا۔ اس طرح بابر اور فرہاد کی پوری فیملی کو یقین ہوجاتا کہ اوکلاہاما میں جان ہنٹر اور ہزہائی نس جیسے تمام دشمن مارے جاچکے ہیں۔ پھر بابر اس شہر سے بلکہ امریکہ سے واپس چلا جاتا۔

اس وقت وہ کار کی پچھلی سیٹ پر تھا اور بابر اگلی سیٹ پر جان ہنٹر کے ساتھ تھا۔ ہزہائی نس نے کار کے دروازے کو خود کھلتے اور بند ہوتے دیکھا تھا۔ اس سے ثابت ہوتا تھا کہ بابر نادیدہ ہونے کے باوجود ٹھوس جسم میں ہے۔ لیکن سیٹ پر بیٹھا وہ ٹھوس ہے، یا تحلیل ہوکر سایہ بن گیا ہے؟ یہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔

ہزہائی نس نے یہ طے کیا تھا کہ جب بھی اس کے ٹھوس جسم کا یقین

ہو گا' وہ اسے فوراً ہی گولی مار دے گا۔

ایسا پہلی بار ہو رہا تھا کہ بابر اپنے جانی دشمن سے بے خبر تھا اور اس سے صرف ایک ہاتھ کے فاصلہ پر رہ کر اس کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔

وہ کار پیلس کے احاطے میں پہنچ گئی۔ وہاں جتنے مسلح گارڈز تھے۔ وہ سب جان ہنٹر کو پہچانتے تھے۔ اس کے باوجود پیلس میں داخل ہونے سے پہلے اس کے لباس کی تلاشی لی جاتی تھی۔ جان ہنٹر ہمیشہ وہ گیس کین اپنے لباس میں چھپائے رکھتا تھا۔ جب بھی کوئی تلاشی لینے آتا تو ہنٹر اس کے دماغ پر حاوی ہو جاتا تھا۔ اسے غائب دماغ بنا دیتا تھا۔

اس وقت بھی وہ تلاشی سے صاف بچ کر نکل گیا۔ محل کے ایک بڑے سے آراستہ ہال میں ہزہائی نس نظر آ رہا تھا۔ اس کے دائیں بائیں دو حسینائیں تھیں۔ سامنے دو حسینائیں سر جھکائے کھڑی تھیں۔ اس نے جان ہنٹر کو دیکھ کر کہا۔ "آؤ جان آؤ! دیکھو محفوظ زندگی کتنی پرسکون ہوتی ہے۔ تم مفرور ہو اور میں محفوظ ہوں۔ تم بھٹک رہے ہو میں ان حسیناؤں میں اٹک رہا ہوں۔"

وہ قہقہے لگانے لگا۔ جان ہنٹر نے کہا۔ "ہزہائی نس! آپکی پہنچ اعلیٰ حکام تک ہے۔ آپ چاہیں تو مجھے اسلحہ سازی کے الزام سے بچا سکتے ہیں۔"

"تمہیں کس لئے بچایا جائے؟ تباہی کے راستے پر چلنے والے کو کیوں بچایا جائے۔ اسلحہ سازی ہماری بہت بڑی آمدنی کا بہت بڑا اور مضبوط ذریعہ ہے۔ یہ تمہاری بدقسمتی ہے کہ تمہاری اسلحہ سازی کا راز کھل گیا ہے۔ پھر

تم نے مسلمانوں کے معاملات میں نمایاں کامیابی حاصل نہیں کی۔ تمہارا
اسلحہ اسلامی ممالک کے فوجیوں کے پاس پہنچتا ہے جبکہ مسلمان دہشت
گردوں تک پہنچنا چاہیے۔ لیکن تمہارے علاقہ میں جب بھی کوئی دہشت
گرد پکڑا گیا' وہ مسلمان نہیں تھا۔ پچھلی بار تم اسلامی کانفرنس کی آڑ میں
دہشت گردی ثابت کرسکتے تھے اور ایسا ہو رہا تھا اسلامی کانفرنس میں شریک
ہونے والے علماء دہشت گرد کہلانے والے تھے۔ لیکن تمہارے تہہ خانے
کی اسلحہ فیکٹری کا بھید کھلتے ہی ثابت ہو گیا کہ جس ٹائم بم سے اس عمارت
میں دھماکہ کیا گیا تھا' وہ بم ایک خالص امریکی عیسائی کی فیکٹری میں تیار ہوا
تھا۔"

ہنٹر نے کہا۔ "میرے کارخانے میں دشمن دھماکہ نہ کرتے تو یہ راز نہ
کھلتا۔"

"یہ ہم نہیں جاننا چاہتے کہ راز کیسے کھلا اور کس نے کھولا؟ جاننے کے
لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تمہاری وجہ سے یہاں کے مسلمان دہشت گردی کے
الزامات سے بچ گئے ہیں۔ تمہارے کھودے ہوئے گڑھے میں تم خود گر
پڑے ہو۔"

"مجھے ایک موقع ملے تو میں مسلمانوں کو بدترین دہشت گرد ثابت
کروں گا۔"

"کچھ نہیں کرسکوگے۔ تم سے کہا گیا تھا' یہاں مسلمانوں کی نسل پیدا نہ
ہو۔ تم نے اس کی روک تھام کے لئے چند مسلمانوں کو کارخانے کی الیکٹرک

بھٹی میں جھونک دیا۔ اپنے مسلمان بھائی کو کال کوٹھری میں ڈال دیا۔ کیا اس طرح مسلمان بچے پیدا نہیں ہوں گے؟"

ہنٹر نے کہا۔ "مسلمان مرد مرتے رہیں گے تو ان کی عورتیں بچے پیدا نہیں کریں گی۔"

"کیا وہ دوسری شادیاں نہیں کریں گی؟ ہم نے کہا تھا کہ مسلمان عورتوں کی شادیاں عیسائیوں اور یہودیوں سے کرائی جائیں۔ جو راضی نہ ہوں۔ انہیں اغوا کیا جائے۔ ان سے جبراً اپنی نسل پیدا کرائی جائے۔"

وہ ایک گھونٹ پیتے ہوئے بولا۔ "تم جانتے ہو کہ یہاں کی جتنی ریاستوں میں میرے محل ہیں' وہاں صرف مسلمان کنیزیں رکھی جاتی ہیں۔ اس وقت میرے پہلو میں دو مسلمان عورتیں ہیں۔ یہ راضی نہیں ہو رہی تھیں مگر ٹارچر سیل میں پہنچ کر راضی ہو گئیں۔"

اس نے سامنے کھڑی ہوئی دو حسیناؤں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "یہ سلطانہ ہے اور یہ جمیلہ' یہ دونوں راضی نہیں ہو رہی ہیں۔ میں نے انہیں صبح تک کی زندگی دی ہے۔ یہ یہاں میری عیاشی کا تماشہ دیکھیں گی۔ اگر صبح تک راضی ہو جائیں گی تو آئندہ میرے بچوں کی مائیں بنیں گی ورنہ ٹارچر سیل میں عیاش درندے ان کی بوٹیاں نوچتے رہیں گے۔"

وہ دونوں رونے لگیں۔ ایک نے کہا۔ "اللہ تعالیٰ نے ہمارے مقدر میں جو لکھا ہو گا' وہ ہمیں منظور ہے۔ یہ ہمارا ایمان ہے کہ اس نے ہمارے مقدر میں بے حیائی نہیں لکھی ہے۔"

دوسری نے کہا۔ "میرا ایمان ہے کہ ہماری شرم اور شرافت قائم رہے گی۔ یا اس سے پہلے ہمارا دم نکل جائے گا۔"

ڈی ہزہائی نس نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "جب بے حیائی شروع ہوگی تو تمہارا دم نہیں نکلے گا۔ ابھی آزما کر دیکھ لو۔ جان! اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں قانون کی گرفت سے بچایا جائے تو آگے بڑھو۔ سلطانہ اور جمیلہ کا لباس تار تار کرو۔"

جان ہنٹر چاہتا تھا کہ ہزہائی نس سے مراعات حاصل ہوں گی تو وہ دشمنی نہیں کرے گا اور ہزہائی نس اسے قانون کی گرفت سے بچانے کا وعدہ کر رہا تھا۔

ہنٹر ان کا لباس پھاڑنے اور انہیں بے لباس کرنے کے لئے آگے بڑھا وہ دونوں سہم کر پیچھے ہٹ گئیں۔ ہنٹر نے اپنا ایک ہاتھ سلطانہ کے لباس کی طرف بڑھایا۔ اسی لمحہ میں پھلوں کی ٹرے پر رکھا ہوا ایک چاقو فضا میں بلند ہوتا ہوا آیا۔ پھر ہنٹر کے حلق سے چیخیں نکلنے لگیں۔ ڈمی ہزہائی نس اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں کے سامنے جان ہنٹر کی چار انگلیاں کٹ کر فرش پر گر پڑی تھیں۔

سلطانہ اور جمیلہ نے یہ منظر دیکھا تو چیخ مار کر اللہ اکبر کہتی ہوئی قبلہ رو ہو کر سجدے میں گر پڑیں۔ ہنٹر اپنے دوسرے ہاتھ سے زخمی ہاتھ کو تھام کر تڑپ رہا تھا۔ ڈمی ہزہائی نس چیخ چیخ کر پوچھ رہا تھا۔ "یہ کیسے ہو گیا؟ یہ 'یہ تو جادو ہے۔"

پھر وہ ایک دم سے ساکت ہو گیا۔ وہ چاقو اسی طرح فضا میں معلق رہ کر اس طرح اس کے سامنے آگیا تھا۔ جیسے سیدھا سینے میں پیوست ہو جائے گا۔

نقلی ہزہائی نس چاقو کی زد میں تھا۔ اصلی ہزہائی نس نادیدہ بنا ہوا تھا۔ ایسے وقت اسے پورا یقین ہو گیا کہ بابر ٹھوس جسم کے ساتھ ہے۔ ٹھوس جسم اور ٹھوس ہاتھ کے بغیر وہ چاقو نہیں پکڑ سکتا تھا۔ چاقو کا رخ بتا رہا تھا کہ وہ ٹھیک نقلی ہزہائی نس کے سامنے کھڑا ہے۔ بابر کو ہلاک کرنے کا اس سے بہتر موقع نہیں مل سکتا تھا۔

اصلی ہزہائی نس نے یہ موقع ضائع نہیں کیا۔ اس نے فوراً ہی ٹھوس جسم کے ساتھ نمودار ہو کر مسلح گارڈ سے گن چھین لی۔ پھر چاقو کو ٹارگٹ بنا کر دائیں سے بائیں تڑاتڑ فائرنگ کرنے لگا۔ اس نے اتنی گولیاں چلائیں کہ بابر اس جگہ کھڑا رہتا تو گولیوں سے چھلنی ہو جاتا۔ وہ نقلی ہزہائی نس کے پیچھے کھڑا تھا اور پیچھے سے ہاتھ سامنے لا کر سینے میں چاقو گھونپنا چاہتا تھا۔

بابر نے فائرنگ کرنے والے کو حیرانی سے دیکھا' وہ ہزہائی نس کا ہمشکل تھا۔ اسی وقت بابر تحلیل ہو کر سایہ بن گیا۔ اس کے تحلیل ہوتے ہی چاقو فرش پر گر پڑا۔ اصلی ہزہائی نس گن پکڑے فرش کے اس حصے کو تکنے لگا جہاں بابر کی نادیدہ لاش کو ہونا چاہئے تھا۔ وہ لاش اگرچہ نظر نہ آتی لیکن ٹھوس جسم سے بہنے والے لہو کو فرش پر بہنا چاہئے تھا لیکن وہاں ایک قطرہ بھی خون نظر نہیں آرہا تھا۔ تب اسے پتہ چلا کہ اس نے صحیح وقت پر غلط

نشانہ لگایا تھا بابر کسی دوسری جگہ تھا' وہ بچ گیا ہے اور وہ بچنے والا اب اس پر حملہ کرے گا۔ خطرے کا احساس ہوتے ہی وہ سایہ بن گیا۔

لیکن سوچنے سمجھنے اور سایہ بننے میں جتنی دیر لگی اتنے وقت میں بابر سایہ بن کر اس کے جسم میں سما چکا تھا۔ اب وہ جہاں بھی جاتا' بابر اس کے اندر ہی موجود رہتا۔

ہزہائی نس سایہ بنتے ہی تیزی سے چلتا ہوا پیلس سے باہر آیا۔ پھر اپنی کار میں بیٹھ گیا۔ اس کا دروازہ بند کرتے ہی نمودار ہو کر اس نے کار اسٹارٹ کی۔ کمپیوٹر میں فاصلے اور منزل کا تعین کیا۔ پھر وہاں سے چل پڑا۔

اسے اطمینان تھا کہ وہ دشمن کو پیچھے چھوڑ آیا ہے۔ البتہ دشمن کے بچنے کا افسوس تھا۔ اس کی مجرمانہ زندگی میں پہلی بار اس کے ایک دشمن کو یہ راز معلوم ہو گیا تھا کہ وہ نادیدہ بن جایا کرتا ہے اب اس کے ذریعہ فرہاد کی تمام فیملی کو اور دوسری تنظیموں کو اس کا یہ راز معلوم ہونے والا تھا۔

وہ سوچنے لگا۔ "ایک بڑا مسئلہ یہ پیدا ہو گیا ہے کہ میں ہزہائی نس کی حیثیت سے منظر عام پر نہیں آسکوں گا۔ جب بھی ٹھوس جسم میں آؤں گا' بابر سایہ بن کر میرے اندر سما جائے گا۔ اب میرے لئے ایک ہی راستہ رہ گیا ہے۔ مجھے اپنا چہرہ بدلنا ہو گا اور اپنا طریقہ کار بدلنا پڑے گا۔"

وہ ایک شاندار بنگلے کے احاطے میں آیا۔ کار سے اتر کر کوٹھی میں جانے لگا۔ باہر مسلح گارڈ تھے۔ اندر جوان کنیزیں تھیں۔ ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہی جو کنیز پہلے نظر آئی اس کی شامت آگئی۔ اس نے ایک الٹا

ہاتھ اس کے منہ پر رسید کیا۔ وہ پیچھے کی طرف لڑکھڑا کر فرش پر گر پڑی۔ اس نے ایک لات اسے مارتے ہوئے کہا۔ "سور کی بچی! تیرا ایک مسلمان میرے دماغ کا پھوڑا بن گیا ہے۔ اس نے مجھے منہ چھپا کر رہنے پر مجبور کر دیا ہے۔"

وہ پھر اسے لات مارنا چاہتا تھا۔ دوسری کنیز درمیان میں آگئی۔ کہنے لگی۔ "اسے نہ مارو۔ پلیز اس طرح نہ مارو۔ یہ ماں بننے والی ہے۔"

وہ پیچھے ہٹ کر بولا۔ "ہوں، انہیں ماروں گا۔ یہ پانچویں کنیز ہے جو میرے لئے ایک یہودی بچہ پیدا کرے گی۔ اسے لے جاؤ اور اس کی صحت کا خیال رکھو۔"

دو کنیزیں اس ماں بننے والی کو سہارا دے کر لے گئیں۔ ایسے وقت کبریا نے مخاطب کیا۔ "چھوٹے!"

"ہاں بڑے! تو آگیا۔ یہاں کچھ دیکھا؟ کچھ سنا؟"

"ابھی آیا ہوں۔ تیرے خیالات پڑھ کر معلوم ہوا کہ یہ ہزہائی نس کہلاتا ہے۔ اسلحہ فروشوں کی عالمی منڈی میں گاڈفادر کی حیثیت ہے۔ نادیدہ بن جاتا ہے۔ تو ابھی اس کے اندر ہے۔ کب تک اس کے پیٹ سے پیدا ہو گا"

"تو اس کے خیالات پڑھ جس کے پیٹ میں یہودی بچہ ہے۔ معلوم تو ہو کہ یہ دشمن کس طرح مسلمان عورتوں کو ٹریپ کرتے رہتے ہیں۔ بڑے! یہ ہمارے لئے بڑی شرم کی بات ہے۔"

"میں ابھی آتا ہوں۔"

کبریا چلا گیا۔ ہزہائی نس کمپیوٹر فون کے ذریعہ رابطہ کر رہا تھا۔ رابطہ ہونے پر ایک ادھیڑ عمر کا صحت مند شخص اسکرین پر نظر آیا۔ اس نے کہا۔ "ہیلومائی سن! کچھ پریشان نظر آرہے ہو۔ خیریت تو ہے؟"

"پاپا! یہ بات غلط ہے۔ آپ مجھے اپنے دماغ میں نہیں آنے دیتے ہیں۔ میں بڑی دیر سے پرابلم میں ہوں۔ لیکن آپ سے گفتگو کرنے کے لئے ضروری ہے کہ میں کمپیوٹر فون سے رابطہ کروں تاکہ آپ گفتگو کے دوران مجھے اسکرین پر دیکھتے رہیں۔"

باپ نے کہا۔ "اس لئے بھی کہ تم ہمیشہ خیال خوانی نہ کرو۔ پھر یہ بھی کہ تم میرے محتاط رویے سے سبق حاصل کرو۔ تم میرے اکلوتے بیٹے ہو۔ میں تمہیں اپنے دماغ میں نہیں آنے دیتا۔ تم بھی اس معاملہ میں سخت رہو اور کسی ٹیلی پیتھی جاننے والی معشوق کو اپنے اندر آنے کی اجازت نہ دو۔"

"لیکن ابھی بہت اہم معاملہ ہے۔"

"میں نے بہت اہم معاملہ کے وقت تمہیں دماغ میں آنے سے منع نہیں کیا آخر بات کیا ہے؟"

"آپ نے مجھے بتایا تھا کہ جان ہنٹر کی شامت آگئی ہے۔ وہ فرہاد علی تیمور کے پوتے سے ٹکرا رہا ہے۔ اسکا پوتا بابر' جان ہنٹر کے ذریعہ ہمارے نام اور کام سے واقف ہو جائے گا۔"

"زیادہ تمہید نہ باندھو۔ مجھے معلوم ہو چکا ہے کہ جان ہنٹر کے کارخانے

میں دھماکہ ہوا ہے۔ وہ قانون کی نظروں میں مجرم بن چکا ہے۔ اس کے بعد بتاؤ۔"

"بابر مجھے ختم کرنا چاہتا ہے۔ وہ جان ہنٹر کو اپنا آلہ کار بنا کر پیلس میں لے گیا تھا۔ وہاں وہ ڈمی ہزہائی نس کو قتل کر سکتا تھا۔ میں اس تاک میں تھا کہ وہ ٹھوس جسم میں رہے گا تو میں اسے گولی ماردوں گا لیکن وہ ٹھوس جسم میں بھی نادیدہ رہتا ہے۔ اس کے چاقو پکڑنے سے یقین ہوا کہ وہ ٹھوس ہے۔ میں نے نمودار ہو کر اس پر گولیاں چلائیں۔ لیکن وہ دوسری جگہ تھا بچ گیا۔ اسے معلوم ہو گیا کہ میں اصلی ہزہائی نس ہوں۔"

وہ چپ ہوا۔ باپ نے ڈانٹ کر پوچھا۔ "بریک مت لو۔ بولو پھر کیا ہوا؟"

"میرے گولیاں چلانے سے پہلے اس نے چاقو سے جان ہنٹر کی چار انگلیاں کاٹ دی تھیں۔ کیونکہ وہ مسلمان لڑکیوں کو بے لباس کرنے جارہا تھا میں نے سوچا' وہ نادیدہ رہ کر مجھ پر بھی حملہ کرے گا۔ اس لئے فوراً ہی نادیدہ بن کر یہاں آگیا ہوں۔"

اس وقت تک کبریا واپس بابر کے پاس آگیا تھا اور ان باپ بیٹے کی باتیں سن رہا تھا۔ اچھا تو تمہارے نادیدہ بننے کا بھید کھل گیا ہے۔ آخر وہ فرہاد ہوتا ہے۔ اسے تمہاری خیال خوانی کا بھی علم ہو جائے گا۔"

"وہ تو ہو گا۔ لیکن پرابلم یہ ہے کہ اب میں ہزہائی نس کی حیثیت سے جب بھی نمودار ہونا چاہوں گا۔ بابر سایہ بن کر میرے جسم میں سما جائے گا۔

میں اسلحہ کی مارکیٹنگ کے لئے جہاں جاؤں گا' وہ میرا بھیدی بن کر ساتھ رہے گا۔ جب تک وہ نہیں مرے گا مجھے اس سے نجات نہیں ملے گی۔"

"جان ہنٹر کی طرح تم نے بھی اس سے ٹکرانے کی حماقت کی۔ آخر اس پر حملہ کرنے کی جلدی کیا تھی؟ مجھ سے مشورہ کرنے کے بعد پھر کسی دن اس پر حملہ نہیں کر سکتے تھے؟"

"پاپا! مجھ سے پہلی بار ایسی غلطی ہوئی ہے۔ آپ بابر کو ختم کرنے کی بات کریں۔"

کبریا نے کہا۔ "چھوٹے! یہاں سات مسلمان کنیزیں ہیں۔ وہ بے حیا نہیں ہیں۔ لیکن اس نے تنویمی عمل کے ذریعہ انہیں سحرزدہ کیا ہے اور ان کی عزت سے کھیلتا رہتا ہے۔ اس کمینے کو ابھی سزا دی جائے۔"

بابر ایک صوفہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہاں سے اٹھ کر ہزہائی نس کے پیچھے آیا۔ پھر اس کی گردن پر ایک زور دار ہاتھ کراٹے کا رسید کیا۔ گردن پر ضرب پڑتے ہی نادیدہ بنانے والی گولی منہ سے نکل کر قالین پر آگئی۔ بابر نے اسے اٹھا کر مٹھی میں دبا لیا۔

اس کا باپ اپنے کمپیوٹر اسکرین پر یہ دیکھ رہا تھا۔ وہ پریشانی سے اٹھ کر بولا۔ "مائی سن! کیا ہو گیا؟ تم اچانک جھٹکا کھا کر اوندھے منہ صوفے سے گرے ہو۔ کیا بات ہے؟"

وہ کراہتے ہوئے گردن سہلاتے ہوئے بولا۔ "پاپا! وہ یہاں ہے۔ اس نے میری گردن پر زور کا ہاتھ مارا۔ میرے منہ سے گولی نکل گئی ہے۔"

"دوسری گولی منہ میں رکھ کر نادیدہ بن جاؤ۔"

اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹی سی ڈبیہ نکالی۔ لیکن اسے کھولنے سے پہلے ہی نادیدہ ہاتھ نے چھین لیا۔ پہلے وہ ڈبیہ فضا میں معلق نظر آئی۔ پھر بابر کی مٹھی میں چھپ گئی۔ اس مٹھی نے اس کے منہ پر ایک مکا مارا۔ وہ پیچھے جاکر صوفہ پر گر پڑا۔ اس کے باپ نے کہا۔ "رک جاؤ بابر! پہلے میری بات سنو۔ تم میرے بیٹے کو مار کر کچھ حاصل نہیں کرسکو گے۔"

بابر نے کہا۔ "ان شریف زادیوں کو کیا حاصل ہو رہا ہے، جنہیں یہاں کنیز بنا کر رکھا گیا ہے۔ ان کی عزت اس لئے لوٹی جارہی ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا ہے۔"

"ان سے زبردستی نہیں کی جارہی ہے۔ یہ سب اپنی مرضی سے میرے بیٹے کے ساتھ رہتی ہیں۔"

"بکواس مت کرو۔ ان سب پر تنویمی عمل کیا گیا ہے۔ یہ سحر زدہ ہیں۔ جان لو کہ ظلم کا انجام کیا ہوگا؟ دیکھو تمہارا بیٹا تمہاری آنکھوں کے سامنے کس طرح اپاہج بن رہا ہے۔"

اس کے بیٹے کے منہ پر ایک لات پڑی۔ مارنے والا فولادی تھا۔ ہزہائی نس کی باچھوں سے لہو بہنے لگا۔ اسی وقت ایک لڑکی چیختی ہوئی آئی۔ اسکرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ "وہ، وہ میرے دماغ میں ہے میرا دماغ جیسے نوچ رہا ہے۔ مجھے اس ظالم سے بچاؤ۔"

اس نے اسکرین پر ہنستے ہوئے کہا۔ "مجھے ہارڈاسٹون کہتے ہیں۔ میں

ٹوٹنا نہیں جانتا۔ توڑنا جانتا ہوں۔"

اس کا بیٹا' بابر سے مار کھا کر کمزور ہو گیا تھا۔ کبریا کو اس کے کمزور دماغ میں جگہ مل گئی۔ اس نے ہلکا سا زلزلہ پیدا کیا۔ ہزہائی نس شدید دماغی تکلیف کے باعث فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔

دوسری تیسری لڑکیاں چیختی ہوئی اپنے سر کے بال نوچتی ہوئی آئیں اسکرین کی طرف دیکھ کر کہنے لگیں۔ "ہم کس سے فریاد کریں۔ یہاں کوئی ہمیں بچانے والا نہیں ہے۔"

ہارڈ اسٹون نے کہا۔ "تمہیں بچانے والا ہے۔ مگر نظر نہیں آرہا ہے۔ وہ میرے بیٹے کو چھوڑ دے گا تو تم سب کو رہائی مل جائے گی۔"

بابر نے کہا۔ "ہم یہاں سات لڑکیوں کی موت برداشت کرلیں گے۔ آئندہ ظلم کو ختم کرنے کے لئے ایک فرعون کو مارنا لازمی ہوتا ہے۔ تو اپنے اکلوتے بیٹے کی موت برداشت نہیں کر سکے گا۔"

"اصل فرعون تو میں ہوں۔ یہ فرعون کا بیٹا ہے۔ اس کی موت کے بعد میرا ظلم اور پھلے پھولے گا۔ ان سات لڑکیوں کے بعد سات سو اور سات ہزار مسلمان لڑکیاں میری اسیر بنیں گی۔ میرے چھ ٹیلی پیتھی جاننے والے ماتحت ان سب کو سحر زدہ کرکے فاحشہ بنائیں گے۔"

کبریا نے کہا۔ "چھوٹے! یہ اپنا ایک بیٹا ہار کر ہزاروں مسلمان لڑکیوں کی عزت آبرو کو کھلونا بنا دے گا۔"

بابر نے کہا۔ "میں سمجھ رہا ہوں۔ یہ ہمارے دینی جذبات سے کھیل رہا

ہے۔ یہ جانتا ہے کہ ہم مسلمان عورتوں کی آبرو بچانے کے لئے اس کے بیٹے کو چھوڑ دیں گے۔"

کبریا نے اس کے بیٹے کے مختصر چور خیالات پڑھے اور بابر کو بتائے۔

بابر نے کہا۔ "ہارڈ اسٹون! یہاں سات لڑکیاں ہیں اور تم نے دس لڑکیوں کو سحر زدہ کیا ہوا ہے۔ تین لڑکیاں میٹرنٹی ہوم میں ہیں۔ کل بیس لڑکیاں ایسی ہیں جن پر تم باپ بیٹے ظلم کرتے آرہے ہو۔ اگر تم ان سب کو تنویمی عمل سے آزاد کرکے رہا کردو گے تو میں تمہارے بیٹے کا پیچھا چھوڑ دوں گا۔"

ہارڈ اسٹون نے کہا۔ "مجھے منظور ہے۔ ان دس کو صبح تک رہا کردیا جائے گا اور یہ تنویمی عمل سے بھی آزاد ہوجائیں گی۔ میرے دو خاص آدمی یہاں کے فلاحی ادارے میں انہیں پہنچادیں گے۔ تم وہاں سے انہیں کہیں بھی لے جاسکو گے۔"

"ٹھیک ہے۔ میں جارہا ہوں۔ اگر ان لڑکیوں کو رہائی نہ ملی تو تمہارے بیٹے کو بھی کبھی رہائی نصیب نہیں ہوگی۔"

وہ خاموش ہوگیا۔ سوچ کے ذریعہ کبریا سے بولا۔ "کیا بیٹے کے چور خیالات کے ذریعہ باپ کی رہائش گاہ کا پتہ معلوم کرسکتے ہو؟"

"بیٹے کو باپ کے اس خفیہ اڈے کا علم نہیں ہے، جہاں ابھی وہ موجود ہے۔"

"یہ ہارڈ اسٹون بہت سخت ہے۔ بیٹے پر بھی بھروسہ نہیں کرتا ہے یہ تو

معلوم ہوگیا کہ اسلام دشمنوں کا سربراہ ہارڈ اسٹون ہے۔ اسے جہنم میں پہنچانے کے بعد ہی یہاں کے مسلمانوں کو سکون اور اطمینان حاصل ہوگا۔"

ہزہائی نس کہلانے والا آئرن مین دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر فرش سے اٹھ گیا۔ صوفہ پر بیٹھ گیا۔ ہارڈ اسٹون نے کہا۔ "میں تمہارے اندر ہوں اور دماغی تکلیف کو سمجھ رہا ہوں۔"

اس نے کراہتے ہوئے پوچھا۔ "پاپا! کیا وہ جاچکا ہے؟"

"اس کی آواز نہیں آرہی ہے۔ لیکن یاد رکھو' دشمن کبھی آسانی سے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ بابر تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گا لیکن تمہیں نظروں میں رکھے گا۔ پیچھا نہیں چھوڑے گا۔"

"آخر اس سے پیچھا کیسے چھوٹے گا؟"

"اب وہ مجھے ٹریپ کرے گا۔ میں اس کا طریقہ کار سمجھ رہا ہوں۔ وہ شطرنج کی چال چلے گا۔ شاہ کو مات دے گا تو دوسرے مہرے بساط پر ہی رہ جائیں گے۔ میرے بعد تمہاری یا کسی اور کی اہمیت نہیں رہے گی۔"

"پاپا! بابر نے جان ہنٹر کے مسلمان بھائی سلامت کو برسوں کی قید سے رہائی دلائی تھی۔ سلامت کی بیوی اور جوان بیٹی بھی مسلمان ہیں۔ بابر کو جذباتی طور پر اس مسلمان فیملی سے الجھانا چاہیئے۔ وہ ادھر انکی سلامتی کے لئے الجھا ہوا رہے گا تو ہم اس کی ذرا سی غفلت سے فائدہ اٹھا کر اسے جہنم میں پہنچا سکیں گے۔"

"اچھا آئیڈیا ہے۔ جان ہنٹر کو سہولتیں دو۔ اور اسے حکم دو کہ وہ

سلامت اور اس کی بیوی اور بیٹی کا جینا حرام کردے اور بابر کو ان کے معاملات میں الجھاتا رہے۔"

ہزہائی نس نے باپ سے رابطہ ختم کیا۔ پھر اپنے ڈمی ہزہائی نس سے رابطہ کرکے اسے سمجھانے لگا کہ جان ہنٹر کو سہولتیں دے کر کس طرح اس سے کام لینا چاہئے۔

کبریا اور بابر وہ ساری باتیں سن رہے تھے۔ اگرچہ سلامت کی فیملی کو بابر کے خلاف ایک مضبوط جال بنایا جارہا تھا۔ پھر بھی بابر اپنے بچاؤ کے لئے ان سے دور نہیں رہ سکتا تھا۔ اب اسے جان بوجھ کر ان کے درمیان رہ کر اس جال کو کاٹنا بھی تھا اور اسلحہ مافیا کے گاڈفادر ہارڈ اسٹون کی شہ رگ تک بھی پہنچنا تھا۔

☐*☐
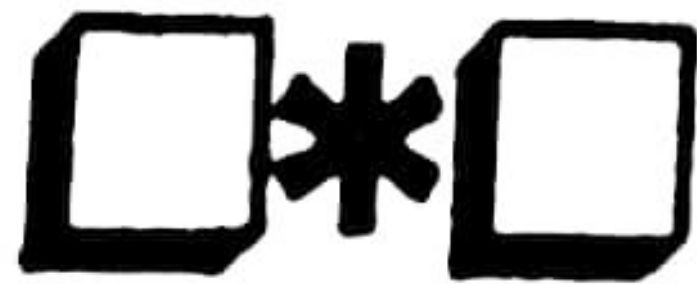
بابر نے کبریا سے کہا۔ ”ہزہائی نس کے پیلس میں دو شریف زادیاں ہیں۔ وہ اپنی آبرو بچانے کی خاطر جان دینے کو تیار تھیں۔ جان ہنٹر ڈمی ہزہائی نس کے حکم سے ان کا لباس تار تار کرنا چاہتا تھا۔ لیکن میں نے اسے سزا دی۔ وہ دونوں لڑکیاں وقتی طور پر محفوظ ہو گئی تھیں۔ تم انہیں ان کے بزرگوں تک پہنچادو۔

کبریا نے اصلی ہزہائی نس کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے نقلی ہزہائی نس سے رابطہ کرنے پر مجبور کیا۔ وہ اپنی ڈمی سے بولا۔ پیلس میں جو پاکباز لڑکیاں ہیں۔ انہیں عزت اور احترام سے ان کے گھر پہنچادو۔“

ڈمی نے کہا۔ ”یس باس! میں تھوڑی دیر بعد انہیں پہنچادوں گا۔“

”تھوڑی دیر بعد نہیں، ابھی لے جاؤ۔“

"باس! وہ نماز پڑھ رہی ہیں۔ میری ہمت نہیں ہو رہی ہے کہ انہیں نماز پڑھنے سے روک سکوں۔ آپ نے خود دیکھا ہے کہ جان ہنٹر کو کیسی سزا ملی تھی۔"

"ٹھیک ہے۔ انہیں عبادت کرنے کے بعد ان کے گھر پہنچا دینا۔"

کبریا نے ہزہائی نس کے دماغ کو آزاد چھوڑ دیا۔ وہ ایک ہاتھ سے سر تھام کر بولا۔ "مسٹر بابر! تمہیں میرے دماغ میں آکر مجھ سے اس طرح کام نہیں لینا چاہئے۔"

"میرے مذہب کی شریف زادیوں پر ذرا سی بھی آنچ آنے والا کوئی معاملہ ہو گا تو میں ابھی ہونے والے سمجھوتے کو بھول جاؤں گا اور پہلے کی طرح پھر تمہاری کھوپڑی میں زلزلہ پیدا کروں گا۔"

وہ ہزہائی نس ابھی کبریا کو نہیں جانتا تھا۔ یہ سمجھ رہا تھا کہ بابر ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور وہی اس کے دماغ میں آسکتا ہے۔ اس نے اپنے باپ سے پھر کمپیوٹر فون پر رابطہ کیا اور اسے بتایا کہ ابھی بابر نے محض دو مسلمان لڑکیوں کی خاطر اسکے دماغ پر قبضہ جمایا تھا۔ تاکہ ان لڑکیوں کو ان کے گھر پہنچایا جائے۔ بابر کو وارننگ دی جائے کہ آئندہ وہ اس کے دماغ میں آئے گا تو مسلمان لڑکیوں پر پھر ہمارا عذاب نازل ہو گا۔

ہارڈ اسٹون نے کہا۔ "اگر اس پر زیادہ دباؤ ڈالو گے۔ دوسری مسلمان لڑکیوں کے بارے میں توہین آمیز الفاظ استعمال کرو گے تو وہ مشتعل ہو سکتا ہے طیش میں آکر تمہیں ہلاک کر سکتا ہے۔ تم میرے ایک ہی بیٹے

ہو۔ کیا تم ختم ہو جاؤ تو میری نسل بھی ختم ہو جائے؟ نہیں، کوئی اپنی پوری
نسل کی تباہی نہیں چاہتا۔ میں بابر کو اشتعال دلا کر تمہیں کھونا نہیں چاہتا۔
سے ٹریپ کرنے کے لئے تمہیں جو طریقہ بتایا ہے اس پر عمل کرو۔"
اس نے باپ کے مشورے پر عمل کرنے کے لئے فون کے ذریعہ جان
ہنٹر سے رابطہ کیا۔ دوسری طرف سے رانمانے کہا۔ "ڈاکٹر نے میرے بھائی
کے ہاتھ کی مرہم پٹی کی ہے۔ اسے سکون کی دوا دی ہے۔ وہ سو رہا ہے۔"
"تم جاگ رہی ہو۔ دیکھ رہی ہو کہ تم دونوں کتنی بلندی پر تھے اور کتنی
پستی میں آ گئے ہو۔"
"یہ ہماری بدقسمتی ہے لیکن آپ ہزہائی نس ہیں۔ ہماری تقدیر بدل
سکتے ہیں۔ لیکن ایسے برے وقت میں آپ بھی نظریں پھیر رہے ہیں۔"
"حسین عورت اپنی نظر کرم سے پتھر کو صنم بنا لیتی ہے۔ کہو تو میں ابھی
آتا ہوں۔ صبح تک رہوں گا۔ تم نیچے سے اوپر جانے کی اداؤں سے جو جیت
سکو، جیت لینا۔"
"ہاں میں جیتنا چاہتی ہوں۔ آپ آ سکتے ہیں۔"
"تم نے پچھلی بار دعویٰ کیا تھا کہ تمہاری تنہائی میں کبھی کوئی مرد نہیں
آ سکتا۔ پھر مجھے بلا کر اپنے دعوے کی نفی کیوں کر رہی ہو؟"
"اب بھی میرا وہی دعویٰ ہے۔ کوئی بھی میری تنہائی میں آئے، وہ
نامراد رہتا ہے۔"
"کوئی ضروری نہیں کہ میں نامراد رہوں۔ میری مٹھی میں تمہارا وہ

شاندار مستقبل ہے، جسے تم کھو چکی ہو اور میری مٹھی کھول کر اسے پھر پا سکو گی۔"

"جب مٹھی کھلے گی، تب کھلے گی۔ ابھی تو چلے آئیں۔"

اس نے رابطہ ختم کیا۔ پھر بنگلے سے باہر جانے لگا۔ کبریا نے آ کر کہا۔
"چھوٹے! نیولا ناگن کے پاس جا رہا ہے۔"

"یہ ناگن کون ہے؟"

"وہی، جس کا دعویٰ ہے کہ اس کی تنہائی میں آنے والے نامراد جاتے ہیں۔ یہ ہزہائی نس بھی ضدی اور زبردست ہے۔ نیولے اور ناگن کی لڑائی ہونے والی ہے۔"

"تو یہ تماشا دیکھے گا۔ یا کام کرے گا؟ تجھے خیال خوانی کے ذریعہ امر اور اسکے والدین کی خیریت معلوم کرنی چاہئے۔"

"وہ تینوں ٹیلی پیتھی اور تنویمی عمل کے فولادی قلعہ میں ہیں۔ ہارڈاسٹون کبھی انہیں تلاش نہیں کر سکے گا۔ ویسے بھی نیولے اور ناگن کا تماشہ نہیں دیکھ سکوں گا۔ میں جس جہاز میں ہوں، یہ لندن ایئرپورٹ پر اتر رہا ہے۔ مجھے یہاں حاضر دماغ رہنا ہو گا۔"

وہ چلا گیا۔ بابر ان گاڑیوں میں بیٹھنے لگا۔ جو رائما کے علاقہ کی طرف جا رہی تھی۔ ایک گاڑی راستہ بدل دیتی تو وہ اسے چھوڑ کر دوسری میں سفر کرنے لگتا تھا۔ اس طرح وہ رائما کے بنگلے کے قریب پہنچ گیا۔ جب وہ تھوڑی دور پیدل جاتا ہوا بنگلے کے احاطے میں داخل ہوا تو اس وقت

ہزہائی نس کی کار بھی داخل ہو رہی تھی۔ اس نے کار کا ہارن بجایا۔ دروازہ کھل گیا۔

پہلے بابر اندر آیا۔ رانما باریک نائٹی میں قیامت جگا رہی تھی۔ ہزہائی نس کو دیکھ کر انگڑائی لے رہی تھی۔ پہلے بدن تیر تھا' انگڑائی کی اٹھان پر کمان بن گیا۔ وہ دیوارنہ وار قریب آیا۔ وہ دور ہو کر بولی۔ "پہلے بات پھر دن کی سوغات"۔

وہ بولا۔ "تمہیں کھوئی ہوئی دولت اور شان و شوکت واپس مل جائے گی۔"

"کیسے ملے گی؟"

"مجھ پر بھروسہ کرنا ہو گا۔ مگر تم سمجھتی ہو میں خود غرض ہوں۔ اگر بدستی قریب آؤں گا تو تم ابھی گیس اسپرے کرو گی اور میرے چاروں طرف ایسی آگ بھڑکاؤ گی کہ میں اس آگ کے شعلوں سے نکل نہیں سکوں گا میں جل کر مر جاؤں گا۔"

"ہاں میں نے یہی سوچا ہے۔ ہم بہن بھائی اکثر سوچتے ہیں کہ تم ہماری دوسرے مجرموں کی سازشوں کو کیسے سمجھ لیتے ہو۔ اب بھی تم وہی کہہ رہے ہو جو میں نے سوچ رکھا ہے۔ آج تم نے یقین دلا دیا ہے کہ تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔"

"میں بہت کچھ جانتا ہوں۔ تم اپنے بگڑے ہوئے حالات بنانا چاہتی ہو نہیں؟"

"تم کیسے بناؤ گے؟ ہمارے خلاف ٹھوس ثبوت مل چکا ہے کہ ہم عالمی دہشت گردوں کے لئے اسلحہ بناتے تھے۔ ہم پولیس والوں کو مطلوب ہیں۔ تم ہمارا یہ کیس ختم نہیں کرسکو گے۔ ہم نے پہلے بھی دیکھا ہے۔ تمہارا ایک دست راست قانون کے شکنجے میں آگیا تھا تم اسے نہیں بچا پائے تھے۔"

"میرا وہ دست راست آہنی سلاخوں کے پیچھے پہنچ گیا تھا۔ اگر وہ تمہاری طرح جیل سے باہر ہوتا تو میک اپ اور گیٹ اپ کے ذریعہ اس طرح اس کی شخصیت بدل دیجاتی کہ کوئی پولیس والا اسے پہچان نہ پاتا۔ تمہیں اور جان ہنٹر کو بھی اسی طرح تبدیل کردیا جائے گا۔"

"ہم تمہارے سہارے کے بغیر اس طرح روپوش رہ سکتے ہیں۔ یہ بتاؤ ہمیں سال میں کروڑوں ڈالرز کمانے والا کاروبار دوبارہ کیسے ملے گا؟"

"میرے پاس سرمائے کی کمی نہیں ہے تم دونوں کے لئے کسی دوسرے شہر میں یا کسی دوسرے ملک اسلحہ کی فیکٹری لگادی جائے گی۔"

"ہزہائی نس! جو کرنا ہے، پہلے کرو۔ عورت اور وکیل اپنی فیس پہلے لیتے ہیں کیونکہ لوگ کیس جیتنے اور عورت سے اپنا مطلب نکالنے کے بعد فیس ادا نہیں کرتے۔"

"تم بہت چالاک بن رہی ہو۔ تم جانتی ہو کہ میں دماغوں میں گھس جاتا ہوں۔ تمہارے بھائی نے مجھے نادیدہ بنتے دیکھا ہے۔ میں اتنی صلاحیتیں رکھ کر کیا تمہیں جبراً حاصل نہیں کرسکوں گا؟"

"ہاں یاد آیا۔ برادر کہہ رہا تھا کہ تم بھی نادیدہ بن جاتے ہو۔ مجھے یقین

نہیں آرہا ہے۔"

وہ مسکرایا پھر گولی نگل کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ وہ حیرانی سے بولی۔ "واقعی تم تو بڑے باکمال ہو۔ پلیز مجھے بتاؤ' کیسے نادیدہ ہو جاتے ہو؟"

وہ نمودار ہو کر فخر سے مسکرانے لگا۔ "پھر منہ سے گولی نکال کر اسے دکھاتے ہوئے بولا۔ "یہ ایک غیر معمولی گولی ہے۔ اسے نگلتے ہی ٹھوس جسم سایہ بن کر نظروں سے اوجھل ہو جاتا۔ اسے اگل کر حلق سے باہر نکالو تو جسم پھر ٹھوس ہو کر دکھائی دینے لگتا ہے جیسا کہ میں نادیدہ بننے کے بعد پھر دکھائی دے رہا ہوں۔"

"پھر تو میں تمہیں نامراد نہیں جانے دوں گی۔ کیا تم فیس کے طور پر ایسی ایک گولی مجھے دو گے؟"

"یہ دینے کی نہیں' بڑی احتیاط سے چھپا کر رکھنے کی چیز ہے۔ تم بھن بھائی آگ سے کھلاڑی ہو تم یہاں آگے لگاؤ گی تو زندہ رہو گی۔ میں جل کر مر جاؤں گا لیکن نہیں گولی نگل کر یہ جسم سایہ بنے گا تو آگ مجھے بھی نہیں جلائے گی۔"

یہ کہہ کر وہ گولی نگلنا چاہتا تھا۔ اسی وقت اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ جان ہنٹر نے اپنی انگلیوں میں فولادی نکل پہنا تھا۔ اس نکل کے ایک ہی ضرب سے ہزہائی نس کی آنکھوں کے سامنے تارے ناچنے لگے۔ وہ چکرا کر فرش پر گر پڑا۔

وہاں جانے سے پہلے اس نے خیال خوانی کے ذریعہ معلوم کیا تھا۔ رانما

کے بیان کے مطابق جان ہنٹر سکون کی دوا کھا کر سو رہا تھا۔ ٹیلی پیتھی کے ذریعہ صحیح معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ وہ واقعی سو رہا تھا۔ ہزہائی نس اس کی طرف سے مطمئن ہو کر رائما کے پاس آیا تھا۔ چونکہ گہری نیند سونے والے سے کوئی خطرہ نہیں ہوتا اس لئے اس نے جان ہنٹر کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔

لیکن رائما نے اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے بھائی کو جگایا تھا۔ اسے بتایا تھا کہ ہزہائی نس آرہا ہے۔ دونوں بہن بھائی نے یہ طے کیا تھا کہ وہ ڈوب ہی رہے ہیں تو اپنے ساتھ ہزہائی نس کو بھی لے ڈوبیں گے۔ اس سے جبراً بہت کچھ حاصل کرنے کے لئے دشمنی کی حد سے گزر جائیں گے۔

اور وہ یہی کر رہے تھے۔ جان ہنٹر نے اس کی غفلت سے فائدہ اٹھایا۔ اچانک حملہ کرکے اسے اس حد تک کمزور کردیا کہ پہلی بار اس کے چور خیالات پڑھنے کا موقع مل گیا۔ رائما نے اس کے ہاتھ سے گری ہوئی گولی اٹھالی۔ اس کی جیبوں کی تلاشی لی تو جیب سے ایک ڈبیہ نکلی۔ اس میں پندرہ گولیاں تھیں۔

وہ خوش ہو کر بولی۔ "برادر! ہمیں بہت بڑا خزانہ مل رہا ہے۔ ہم دونوں نادیدہ بن کر رہیں گے۔ اب دشمن ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

ہنٹر نے کہا۔ "خوشی کے ساتھ پریشانیاں بھی ملتی ہیں۔ ابھی اس کے چور خیالات سے پتہ چل رہا ہے کہ اس کا باپ اسلحہ مافیا کا گاڈ فادر ہے۔ اس کا نام ہارڈ اسٹون ہے۔ وہ بھی ٹیلی پیتھی جانتا ہے اور ضرورت کے وقت

نادیدہ بن جایا کرتا ہے۔ اتنا پراسرار ہے کہ ہم اس کے زیر سایہ اسلحہ سازی کر رہے ہیں اور اپنے گاڈ فادر سے بے خبر ہیں۔

رانما نے پوچھا۔ "کیا ہزہائی نس اس گاڈ فادر کا بیٹا ہے؟"

"ہاں یہ ایک ہی بیٹا ہے۔ اسے دل وجان سے چاہتا ہے۔ ہم اس کے ذریعہ گاڈ فادر کو جھکنے پر مجبور کریں گے۔"

ہزہائی نس فرش پر پڑا ہوا تھا۔ سر کی تکلیف سے کراہتے ہوئے بولا۔ "تم دونوں کا آخری وقت آگیا ہے۔ مجھے ایک ذرا سا نقصان پہنچاؤ گے تو وہ تمہیں اس طرح ٹارچر کرے گا کہ دن رات تڑپ تڑپ کر موت مانگو گے اور تمہیں موت بھی نہیں ملے گی۔"

ہنٹر نے کہا۔ "ہماری موت ویسے بھی ہو رہی ہے۔ ذلت کی یہ زندگی موت سے بدتر ہے۔ دیکھو میری چار انگلیاں کٹ گئی ہیں۔ میں اپاہج کہلاؤں گا۔ اس ہاتھ سے کام نہیں کر سکوں گا۔ وہ کارخانہ میرا ہے لیکن میں مالک نہیں رہا۔ ایک مفرور مجرم بن چکا ہوں۔ کل تک میں دولت مند تھا آج مفلس اور تمہارے باپ کا محتاج ہوں۔ ایک طرف تم لوگوں کا خوف ہے دوسری طرف قانون ہمیں شکنجے میں لینے والا ہے اور اس نادیدہ بابر نے تو ایک ہی دھماکے میں ہمارا سب کچھ تباہ کر دیا ہے۔ جب تک وہ ہماری جان نہیں لے گا۔ ہمارا پیچھا نہیں چھوڑے گا۔"

رانما نے کہا۔ "ہمارے پاس نہ دولت رہی اور نہ طاقت۔ ہماری نہ وہ شان وشوکت رہی اور نہ ہمارا رعب ودبدبہ رہا ہے۔ ان حالات میں ہمارا

جینا اور مرنا برابر ہے۔ موت آئے گی تو آئے۔ اب ہم عروج حاصل کریں ورنہ موت کی پستی میں چلے جائیں گے۔"

وہ فرش سے اٹھ کر بیٹھنا چاہتا تھا۔ جان ہنٹر نے اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کیا۔ وہ ایکدم سے چیخیں مار کر تڑپنے لگا۔ اب وہ بہن بھائی جان پر کھیلنے کی راہ پر چل پڑے تھے۔ کوئی پرواہ نہیں، گاڈ فادر ان کی موت بن جائے۔ وہ تخت یا تختہ پر تل گئے تھے۔

ہنٹر نے دوسری بار اس کے اندر زلزلہ پیدا کیا۔ وہ تکلیف برداشت نہ کر سکا۔ اس کے حلق سے کمزور سے چیخ نکلی۔ پھر وہ بیہوش ہو گیا۔

گاڈ فادر ہارڈ اسٹون سے پہلا خطرہ یہ تھا کہ وہ رانما کے دماغ میں پہنچ کر یہ معلوم کرتا رہتا کہ وہ بہن بھائی کہاں روپوش ہیں؟ وہ جہاں جاتے "گاڈ فادر موت بن کر پہنچ جاتا ہنٹر نے احتیاطی تدابیر پر عمل کیا۔ پہلے رانما پر تنویمی عمل کیا اور اس کے دماغ کو لاک کر دیا تاکہ وہ گاڈ فادر اس کے دماغ میں نہ جا سکے۔ ایسے وقت کبریا نے مخاطب کیا۔ بابر نے کہا۔ "بڑے اچھے وقت پر آیا ہے۔ یہ رانما کے دماغ کو لاک کر رہا ہے۔ اس سے نمٹ لے۔"

کبریا نے اس کے تنویمی عمل کے دوران مداخلت نہیں کی۔ جب وہ بہن کو تنویمی نیند لا کر مطمئن ہو گیا۔ تب کبریا نے اسکی نیند میں خلل پیدا کیا۔ اس کے دماغ کو اپنے تابع کیا۔ پھر اسے حکم دیا کہ وہ اپنے اندر کبھی اس کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گی۔ اپنے بھائی کے تنویمی عمل کے مطابق بھائی کی ہی تابعداری رہے گی۔ صرف کبریا کو چور خیالات پڑھنے

کا موقع دیتی رہے گی۔

ہز ہائی نس کے ہوش میں آنے کے بعد ہنٹر نے اس پر بھی تنویمی عمل کیا۔ اس کے دماغ میں یہ نقش کیا کہ وہ ہمیشہ کی طرح اپنے باپ کا فرمانبردار رہے گا اس کے چور خیالات کبھی یہ ظاہر نہیں کریں گے کہ وہ جان ہنٹر کا معمول اور تابعدار بن چکا ہے۔

ہنٹر نے اس کے ذہن پر ضروری احکامات نقش کرکے اسے تنویمی نیند سلا دیا۔ ان ضروری احکامات میں یہ حکم بھی تھا کہ وہ رائما کا دیوانہ عاشق بن کر رہے گا۔ جب بھی اس کا باپ اس کے چور خیالات پڑھے تو اسے یہی معلوم ہوتا رہے کہ بیٹا رائما کے ساتھ تنہائیوں میں وقت گزارتا ہے اور یہ کبھی ظاہر نہ ہو کہ رائما تنہائیوں میں اس کے سامنے گھاس بھی نہیں ڈالتی ہے۔ اگر کبھی معلوم ہو کہ اس کا باپ اس پر تنویمی عمل کرکے اس کا دماغ لاک کرنا چاہتا ہے تو وہ عمل سے پہلے جان ہنٹر کو باپ کے ارادے سے آگاہ کردے گا۔

آخر ہنٹر نے مطمئن ہو کر اسے تنویمی نیند سلا دیا۔ ایسے وقت کبریا نے اس پر بھی دوبارہ عمل کیا۔ رائما کی طرح اس کے دماغ میں بھی یہ حکم نقش کیا گیا کہ کبریا کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں کرے گا۔ اس کی آمد پر سانس نہیں روکے گا۔ اور اپنے چور خیالات اسے پڑھنے دیا کرے گا۔

جرائم پیشہ افراد سے ٹکراؤ ہوتا رہے تو اس ٹکراؤ میں وہی بچ پاتا ہے' جو ہیرا پھیری سے مخالفین کے دماغوں پر اثرانداز ہونا جانتا ہے۔ جنگ کوئی

سی بھی ہو' وہ صرف اسلحہ اور جسمانی توانائی سے نہیں' دماغی توانائی سے جیتی جاتی ہے۔

□*□

ستون پچھلے بیس برس سے ایک پراسرار گاڈفادر تھا۔ تمام بدنام
زمانہ دہشت گرد آئرن مین کو گاڈفادر سمجھتے تھے اور اسے ہزہائی نس کہتے
تھے۔ ہزہائی نس آئرن مین اپنے باپ کے مشوروں پر عمل کرتا تھا اور اسلحہ
کی عالمی منڈی پر بڑی کامیابی سے حکومت کرتا رہتا تھا اور اس منڈی میں
کسی دوسرے گاڈفادر کو ابھرنے کا موقع نہیں دیتا تھا۔
اب ہر راز کھلنا شروع ہوا تھا کہ ہزہائی نس آئرن مین ٹیلی پیتھی جانتا
ہے اور نادیدہ بن جایا کرتا ہے۔ اور یہ اہم راز بھی کھل رہا تھا کہ اصلی
گاڈفادر ہارڈ اسٹون ہے اور ہزہائی نس اس کا بیٹا اور نائب ہے۔
بابر اور کبریا اس اسلحہ مافیا کے اندر کچھ اس طرح گھستے چلے آئے تھے
کہ باپ بیٹا بے نقاب ہو گئے تھے۔ باپ کو یہ فکر لاحق ہو گئی تھی کہ وہ خود

میدان عمل میں نہیں آئے گا اور بابر کو ہلاک نہیں کرے گا' تب تک اس کا اکلوتا بیٹا خطرات سے دوچار ہوتا رہے گا۔

اس کا خیال تھا کہ بابر کو ٹریپ کرنے اور ہلاک کرنے کے لئے لازمی ہے' اسے مذہبی اور جذباتی طور پر الجھایا جائے۔ ہارڈ اسٹون نے سنا تھا کہ امبر ایک بہت حسین لڑکی ہے۔ بابر شاید اس سے جذباتی طور پر وابستہ ہو۔ بابر نے سلامت کو کال کوٹھری سے رہائی دلائی تھی پھر ان کے دماغوں کو لاک کیا تھا۔ تاکہ کوئی خیال خوانی کرنے والا انہیں نقصان نہ پہنچائے۔ اس کے بعد اس نے ان تینوں کی رہائش گاہ تبدیل کردی تھی۔

بابر اس فیملی کے لئے بہت کچھ کرتا آرہا تھا۔ اگر اس فیملی کو ناگہانی مصائب میں مبتلا کردیا جاتا تو بابر کی توجہ ہارڈ اسٹون اور اس کے بیٹے سے ذرا ہٹ جاتی وہ اس فیملی کے معاملات میں الجھا رہتا۔ اور یوں ان باپ بیٹے کی نظروں میں رہتا وہ کسی بہترین موقع پر اسے سلامت' کنیز اور امبر کے ساتھ ختم کرسکتے تھے۔

ہارڈ اسٹون ان تمام حقائق کے پیش نظر یہ منصوبہ بنا رہا تھا کہ سلامت اور اس کی بیوی اور بیٹی کو تلاش کرے۔ اب تک ان کی کامیاب روپوشی سے ظاہر تھا کہ انہوں نے صرف رہائش گاہ تبدیل نہیں کی ہے بلکہ چہرے بھی تبدیل کئے ہیں اب وہ تبلیغی اجتماع میں اور دینی محفلوں میں جاتے ہوں گے تو انہیں چہروں سے پہچاننا ممکن نہیں ہوگا۔

ہارڈ اسٹون کے پاس سلامت' کنیز اور امبر کی تصاویر تھیں۔ وہ کسی کام

نہیں آسکتی تھیں لیکن عقل استعمال کی جائے تو انسان دور کی کوڑی لے آتا ہے ہارڈ اسٹون کی عقل نے کہا۔ "سلامت تو کال کوٹھری میں رہا کرتا تھا' بیٹی کی پرورش کی ذمہ داری کنیز فاطمہ پر تھی۔ لہٰذا اس کا اپنا ایک بنک اکاؤنٹ ہوگا۔ وہ اب بھی اس بنک میں رقم جمع کرانے یا وہاں سے رقم نکلوانے جاتی ہوگی۔ اگر بابر ان کے اخراجات پورے کررہا ہوگا تب بھی بنک کے لاکر میں ایسی چیزیں ہوں گی جن کے لئے وہ بنک میں جایا کرتی ہوگی۔

پھر سوال پیدا ہوا' اس کا اکاؤنٹ کس بنک میں ہوگا؟ اس شہر میں درجنوں بنک تھے یہ بات سمجھ میں آنے والی تھی کہ اکثر لوگ اپنے دفتر یا گھر کے کسی قریبی بنک میں اکاؤنٹینٹ رکھتے ہیں۔ سلامت کی رہائی سے پہلے کنیز جس بنگلے میں رہتی تھی' وہاں سے سوگز کے فاصلے پر ایک بنک تھا ہارڈ اسٹون نے اپنے ایک آلۂ کار کے ذریعے اس بنک کے اکاؤنٹ کی آواز سنی۔ پھر اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کی سوچ میں بولا۔ "یہاں کسی کنیز فاطمہ کا اکاؤنٹینٹ ہے"

اکاؤنٹینٹ نے حیرانی سے سوچا۔ "میں کسی کنیز فاطمہ کے بارے میں کیوں خواہ مخواہ سوچ رہا ہوں؟"

ہارڈ اسٹون نے اس کی سوچ میں کہا۔ "شاید اس لئے کہ وہ ہمارے علاقے میں پہلی عورت ہے جس نے عیسائیت کو چھوڑ کر دین اسلام قبول کیا ہے۔"

"ہاں یاد آیا۔ جب وہ عیسائی تھی تو اس کا نام کیرلین تھا۔ پھر اس نے بنک میں کاغذی کاروائی کر کے اکاؤنٹ ہولڈر کیرولین کا نام تبدیل کیا اور اپنے تمام کاغذات پر کنیز فاطمہ نام لکھوا دیا۔"

یوں ہارڈ اسٹون نے تصدیق کر لی کہ اس بنک میں کنیز فاطمہ کا اکاؤنٹ ہے اور وہ کبھی کبھی وہاں جاتی ہو گی۔ پھر ہارڈ اسٹون نے یہ طے کیا کہ وہ اکاؤنٹنٹ بنک کی ڈیوٹی سے فارغ ہو کر گھر جائے گا تو اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعے سلائے گا۔ پھر اس پر تنویمی عمل کر کے اس اکاؤنٹنٹ کو اپنا معمول اور تابعدار بنائے گا۔ تاکہ جب بھی کنیز اس بنک میں چیک کیش کرانے آئے گی تو وہ تابعدار اکاؤنٹنٹ فوراً ہی فون کے ذریعے ہارڈ اسٹون کو آگاہ کرے گا۔

ایسے طریقے کار سے دو روز' چار روز یا دس روز میں یہ امید تھی کہ کنیز نظروں میں آجائے گی اور جب ایک نظر آئے گی تو باقی دو سرے بھی روپوش نہیں رہ سکیں گے۔

سلامت' کنیز اور امبر کو بابر سے ایسا لگاؤ پیدا ہو گیا تھا جیسے وہ اپنا کوئی سگا ہو۔ یا سگا بننے والا ہو۔ اسے سگا بنانے کے خیال سے امبر کی طرف خیال جاتا تھا امبر کی باتوں سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بابر کو چاہتی ہے۔ اور یہ بات بھی چھپی ہوئی نہیں تھی کہ بابر اس سے دلچسپی لیتا ہے۔

اس رات بابر دیر سے گھر آیا۔ وہ تینوں کھانے پر اس کا انتظار کر رہے تھے۔ کال بیل کی آواز سن کر امبر تیزی سے چلتی ہوئی بند دروازے کے

پاس آئی پھر بولی۔ "کون ہے؟"

دوسری طرف سے بابر نے کہا۔ "میں آیا ہوں۔ مگر نظر نہیں آؤں گا۔"

"اتنی دیر کیوں کی؟ جاؤ میں دروازہ نہیں کھولوں گی۔"

"جاؤں؟"

"ہاں جاؤ یوں جانے کی دھمکی نہ دو۔ ایک تو دیر سے آئے ہو اوپر سے نخرے دکھاتے ہو۔"

بابر نے کوئی جواب نہیں دیا۔ امبر نے کہا۔ "چپ کیوں ہو؟ سوری نہیں بول سکتے؟ اگر سوری بولو گے تو میں دروازہ کھولنے پر غور کروں گی۔"

کنیز اور سلامت وہاں آئے۔ سلامت نے پوچھا۔ "خواہ مخواہ کیا بول رہی ہو۔ وہ باہر کھڑا ہے۔ دروازہ کھولو۔"

امبر نے جلدی سے دروازہ کھولا اور کہا۔ "نظر نہیں آتے ہو۔ اس لئے کچھ بولا کرو۔ تاکہ تمہاری موجودگی کا یقین ہو۔"

باہر خاموشی تھی۔ بابر کی آواز سنائی نہیں دی۔ وہ بولی کم از کم دروازہ کھولنے کا ہی شکریہ ادا کرو۔"

جواب نہیں ملا۔ کنیز نے پریشان ہو کر آواز دی۔ "بابر کیا تم نہیں

"ممی وہ موجود تھا۔ اور شاید ہے۔ شرارت کر رہا ہے۔ میں نے یونہی کہا تھا' دیر سے کیوں آئے ہو۔ جاؤ۔ مگر میں جانتی ہوں' وہ نہیں گیا ہے۔"

بابر نے کنیز کے کان میں سرگوشی کی۔ "ممی! امبر کو یقین دلائیں میں جاچکا ہوں"

کنیز نے کہا۔ "امبر! جب تم نے اسے جانے کو کہا ہے تو پھر وہ جاچکا ہے۔"

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی ممی! میں نے سچ مچ جانے کو نہیں کہا تھا۔"

کنیز نے کہا کہ "وہ کیسے جانتا کہ تم سچ مچ کہہ رہی ہو یا جھوٹ موٹ؟ اس کے دل کو صدمہ پہنچا ہوگا۔ اب دروازہ بند کرو۔ کھڑی کیوں ہو؟"

سلامت کچھ کہنا چاہتا تھا۔ بابر نے سرگوشی میں کہا۔ "میں یہاں ہوں۔ پلیز امبر کو نہ بتائیں۔"

سلامت مسکراتے ہوئے ڈائننگ روم کی طرف جاتے ہوئے بولا۔ "وہ چلا گیا ہے۔ جانے دو دروازہ بند کرو اور کھانا لگاؤ۔"

امبر نے حیرانی سے پوچھا۔ "بابر کے بغیر کھائیں گے؟"

کنیز نے کہا۔ "بھوک برداشت نہیں ہو رہی ہے۔ تم نے اسے بھگایا ہے۔ تم بھوکی رہو۔ مگر ہم کھانے جارہے ہیں۔"

کنیز کچن کی طرف جانے لگی۔ امبر نے دروازے سے باہر جاکر آوازیں دیں۔ "بابر! کہاں ہو؟ دیکھو پریشان نہ کرو آجاؤ۔"

اسے جواب نہیں مل رہا تھا۔ وہ سر جھکا کر اداس ہو کر اندر آئی دروازے کو بند کیا۔ پھر ڈائننگ روم کی طرف جانے لگی کنیز میز پر کھانا لگا چکی تھی پھر وہ کرسی پر بیٹھ کر امبر سے بولی۔ "آؤ بیٹھو۔ کھانا شروع کرو۔"

امبر نے باپ کو دیکھا۔ وہ کھانا شروع کر رہا تھا اس نے تعجب سے پوچھا
"آپ دونوں رات کا کھانا اس کے بغیر نہیں کھانا چاہتے تھے۔ اچھا ہے
کھائیں۔ وہ محبت کے قابل نہیں ہے میں نے یونہی جانے کو کہا تو چلا گیا۔
اچھا ہے اسے بھوکا رہنا چاہئے۔"
کنیز نے کہا۔ "تم وہاں کھڑی کیوں بڑبڑا رہی ہو اسے بھوکا رہنے دو۔ تم
تو کھاؤ۔"
"میں نہیں کھاؤں گی مجھے بھوک نہیں ہے۔"
"بھوک نہیں ہے یا اس کی بھوک کا خیال ہے؟"
"ممی آپ نہ بولیں۔ مجھے غصہ آرہا ہے۔ میں اس کا خیال کیوں
کروں؟ کیا اسے خیال ہے کہ میں بھوکی انتظار کر رہی ہوں۔"
اس کی بات ختم ہوتے ہی میز پر سے ایک پلیٹ اٹھی۔ ایک چمچ نے
ایک ڈش میں سے ایک فرائی فش نکالی۔ فش کے ساتھ پلیٹ پر دو سلائس
رکھے پھر وہ پلیٹ کانٹے چمچے کے ساتھ امبر کے سامنے آگئی۔
وہ یہ تماشہ دیکھ رہی تھی اور ناراضگی سے ہونٹوں کو بھینچ رہی تھی۔
جب پلیٹ آپ ہی آپ سامنے آئی تو وہ غصہ سے بولی۔ "نہیں کھاؤں گی۔
تم نے مجھے الو بنایا ہے۔ چلو باہر جاؤ۔ میں پھر سے دروازہ بند کروں گی۔"
کنیز اور سلامت ہنسنے لگے وہ بولی۔ "آپ دونوں اس کا ساتھ دے
رہے تھے میں تو اس گھر میں کچھ نہیں ہوں مجھے غصہ آرہا ہے میں کچھ نہیں
کھاؤں گی۔"

بابر نے رازدانہ سرگوشی میں کہا۔ "زیادہ نخرے نہ دکھاؤ اگر نہیں کھاؤ گی تو میں تمہیں ہاتھ لگاؤں گا۔ یہ نہ بھولو کہ بے لباس ہوں۔"

وہ فوراً ہی ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گئی۔ بابر نے اس کے سامنے پلیٹ رکھی وہ کانٹا چمچ لے کر کھانے لگی۔

کنیز نے بیٹی کو مسکرا کر دیکھا پھر کہا۔ "اس لڑکی کے روٹھنے اور مان جانے میں دیر نہیں لگتی۔"

سلامت نے پوچھا۔ "کہاں سے آرہے ہو بابر؟"

"دشمن کے حالات معلوم کرکے آرہا ہوں۔ آج اسلحہ مافیا کے گاڈفادر کے بارے میں معلوم ہوا ہے۔ اس کا نام ہارڈ اسٹون ہے۔ وہ بہت ہی پراسرار اور خطرناک ہے۔ لیکن جان ہنٹر اور رانما اس سے زیادہ خطرناک ہیں۔ اگرچہ وہ دونوں تباہ ہوچکے ہیں۔ میں نے ہنٹر کو اپاہج بنادیا ہے۔ پھر بھی....."

سلامت نے بات کاٹ کر پوچھا۔ "کیا واقعی وہ اپاہج ہوگیا ہے؟"

"ہاں۔ وہ ایک شریف زادی کا لباس پھاڑنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کی چار انگلیاں کاٹ دیں۔ اس کا ایک ہاتھ بیکار کردیا ہے۔ اس کے باوجود وہ بڑا جیدار اور حوصلے والا ہے۔ اسے میری طرف سے آئندہ بھی خطرہ ہے۔ مگر وہ خوفزدہ نہیں ہے۔ اسی طرح وہ اسلحہ مافیا کے پہاڑ جیسے گاڈفادر سے ٹکرانے والا ہے۔ اس کے بیٹے کو اپنا معمول اور تابعدار بنا چکا ہے۔"

"تم نادیدہ ہو۔ دشمنوں کے قریب رہتے ہو گے۔ کیا ایسے خطرناک

دشمنوں کو اسی وقت ختم نہیں کر سکتے؟"

"کر سکتا ہوں لیکن یہ چاہتا ہوں کہ وہ آپس میں لڑتے ہوئے ایک دوسرے کو ختم کریں۔ یہ آپس کی جنگ انہیں قانون کی نظروں میں لائے گی یہاں کے حکمرانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ عالمی سطح کے مجرم، دہشت گرد اور اسلحہ ساز مسلمان نہیں، خود ان کے ہم وطن ہیں۔"

"لیکن بیٹے! اس دوران وہ دھوکے سے تمہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔"

" وہ ایسا کر سکتے ہیں لیکن ہارڈ اسٹون تک پہنچنے کے لئے جان ہنٹر کو ڈھیل دینا ضروری ہے۔ جب وہ اسلحہ سازوں کا مگرمچھ میری نظروں میں آئے گا، تب ہی میں کئی فیصلہ کن قدم اٹھاؤں گا۔"

کھانے کے بعد امبر نے کہا۔ "میں ٹیرس پر جا رہی ہوں۔ مجھے نیند آ رہی ہے۔"

وہ وہاں سے اٹھ کر چھت پر آ گئی۔ پورے چاند کی رات تھی۔ چھت پر چاندنی پھیلی ہوئی تھی۔ ہوا میں ہلکی سی ٹھنڈک تھی، بدن میں حرارت بھری ہو تو ایسی ٹھنڈک اچھی لگتی ہے۔ وہ جس زینے سے اوپر آئی تھی، اس طرف دیکھا، کوئی نہیں تھا۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ وہ آئے گا۔ اور شاید آ بھی گیا ہو۔ یہ بڑی الجھانے والی بات تھی کہ اس کے آنے اور جانے کا سراغ نہیں ملتا تھا۔

وہ زینے کی طرف رخ کر کے ایک ایزی چیئر پر بیٹھ گئی۔ بار بار ادھر دیکھنے لگی۔ یہ سراسر حماقت تھی۔ مگر آنکھیں بے اختیار ادھر دیکھنے لگتی

تھیں۔

پھر وہ کرسی سے اٹھ کر بولی۔ ”اگر تم ہو تو بولو۔ ایک دھڑکا سا لگا رہتا ہے۔ ذہن میں ایک تکرار سی رہتی ہے کہ تم ہو؟ نہیں ہو؟ ہو؟ نہیں ہو؟ اب بول بھی چکو۔ کیا تم ہو؟“

”ہوں“۔ اس کی آواز سنائی دی۔

وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ وہ بولا۔ ”میں خاموش رہ کر تمہیں دیکھتے رہنا چاہتا تھا۔“

”کیا چھپ کر دیکھنا اچھی بات ہے؟“

”ایسی حالت میں آتا ہوں تو اعتراض کرتی ہو۔“

تنہائی اور ایسی حالت؟ اس کی اوپر کی سانس اوپر رہ گئی۔ وہ بار بار بھول جاتی تھی کہ آنے والا نادیدہ کس حالت میں رہتا ہے۔ وہ وہاں سے بھاگتی ہوئی زینے کے پاس آئی۔ وہاں سے پلٹ کر خالی چھت کو دیکھتی ہوئی بولی۔ ”بے شرم“

پھر وہ ہنستی ہوئی دوڑنے کے انداز میں زینے سے اترتی چلی گئی۔ وہ چھت پر تنہا رہ گیا۔ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر ایزی چیئر پر بیٹھ گیا۔

□*□
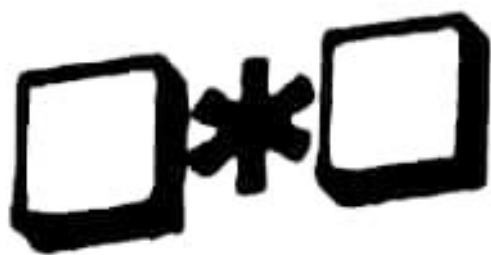
کبریا کی عمر اتنی نہیں تھی، جتنی کہ اس کے میک اپ سے ظاہر ہو رہی تھی۔ چہرے پر عمر رسیدہ لوگوں جیسی پختگی جھلک رہی تھی۔ اس نے خود کو کسی سے چھپانے کے لئے میک اپ نہیں کیا تھا بلکہ خود کو عمر رسیدہ ظاہر کرنے کے لئے ایسا کیا تھا۔ اس طرح اسے بھاری اسلحہ خریدنے والا دہشت گرد تسلیم کیا جا سکتا تھا۔

دہشت گردوں کی ایک تنظیم اس کی نظروں میں آگئی تھی۔ اس تنظیم کی سربراہ ایک نہایت سنگدل بیوہ تھی۔ اس کا تعلق لبنان سے تھا۔ وہ چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں دہشت پھیلا کر، کبھی تخریبی کارروائی کر کے وہاں کے حکمرانوں کو سیاسی دباؤ میں رکھتی تھی۔ دہشت گردی کے بنیادی مقاصد میں سب سے اہم مقصد یہ ہوتا ہے کہ کسی بھی ملک میں اور ریاست میں

بدامنی اور بے چینی پھیلا کر وہاں کی حکومت کو امن و امان کے لئے اپنا محتاج بنایا جائے اور اسے سپرپاور کے زیر اثر لایا جائے۔ یا پھر اس ملک کی اپوزیشن پارٹی سے سودا کر کے اسے اقتدار میں لانے کے لئے حکومت کو بدنام کیا جائے کہ موجودہ حکومت امن و امان قائم رکھنے میں ناکام ہو رہی ہے۔

ایسے ہی سیاسی ہتھکنڈوں کے لئے دہشت گرد تنظیموں کا رواج پا چکا تھا۔ اس لبنانی بیوہ کا نام عبودہ تھا۔ وہ اپنے جوان بیٹے کے ساتھ ویسٹ بے سٹی کا جائزہ لینے اور پھر دہشت گردی کرنے آئی تھی۔ ویسٹ بے سٹی کی انتظامیہ کے اعلیٰ عہدیدار امریکہ سے منتخب ہو کر آئے تھے۔ اس شہر کا جو میئر مقرر ہوتا تھا۔ اس کی حیثیت ایک حکمران کی ہوتی تھی اور وہاں کی فوج کا کمانڈر، میئر کے ساتھ حکومت میں شریک ہوتا تھا۔

بابر اور کبریا نے پچھلے میئر اور کمانڈر کو ہلاک کر دیا تھا۔ اب امریکہ سے نئے میئر اور کمانڈر منتخب ہو کر آنے والے تھے۔ عبودہ نے منصوبہ بنایا تھا کہ جنگ سے وہ فائدہ اٹھائے گی۔ روسی حکومت چاہتی تھی کہ جغرافیائی لحاظ سے ویسٹ بے سٹی میں اسکا بھی عمل دخل ہو۔ اس لئے وہ مختلف دہشت گرد تنظیموں کو مالی امداد فراہم کر رہی تھی۔

عبودہ نے بھی روس سے بھاری رقم حاصل کی تھی۔ وہ اپنے بیٹے قائم کے ساتھ ویسٹ بے سٹی کا جائزہ لینے آئی تو ایک ریستوران میں کبریا سے ملاقات ہو گئی۔ کبریا نے اس کا انداز اور اس کا رکھ رکھاؤ دیکھ کر خیال قائم کیا تھا کہ وہ کوئی عام عورت نہیں ہے۔ اس نے چور خیالات پڑھے تو معلوم

ہوا موصوفہ ایک دہشت گرد تنظیم کی سربراہ ہے۔ لبنان سے آئی ہے۔ اب ویسٹ بے سٹی سے امریکہ جائے گی۔ وہاں سے اسلحہ خریدے گی۔ پھر اپنی دہشت گرد ٹیم کے ساتھ ویسٹ بے سٹی واپس آکر تخریبی کھیل شروع کرے گی۔

سالہا سال سے مسلمانوں کو دہشت گرد ثابت کرنے کی کوششیں جن منظم طریقوں سے کی جارہی تھیں۔ ان کا تقاضا تھا کہ ایسے دشمنوں کو دہشت گرد ثابت کیا جائے۔ انہیں جائے واردات پر پکڑا جائے اور ان کی خفیہ تنظیموں کا سراغ لگایا جائے۔

عبودہ جب رات کو سو گئی تو کبریا نے پہلے اس کے چور خیالات پڑھے۔ پتہ چلا عبودہ نے بائیس برس پہلے ایک جوان سے شادی کی تھی۔ جب اس نے ایک بیٹے کو جنم دیا تو پتہ چلا اس کا شوہر مسلمان نہیں یہودی ہے۔ اس بات پر اس نے بہت جھگڑا کیا۔ اس یہودی کا نام رائٹ بوائے تھا۔ عبودہ نہیں جانتی تھی کہ وہ ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ وہ دوسری صبح بیدار ہوئی تو پھر رائٹ بوائے سے محبت کرنے لگی۔ وہ اندر سے سمجھ رہی تھی کہ یہ غلط ہے۔ لیکن بے اختیار اس سے محبت کررہی تھی۔ یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ اس نے ٹیلی پیتھی کے ذریعہ اسے جکڑ رکھا ہے۔

دو برس کے بعد اس نے ایک بیٹی کو جنم دیا۔ ان دنوں رائٹ بوائے لاکھوں معاملات میں مصروف تھا۔ اس سے دور کسی دوسرے ملک میں تھا۔ اسے خیال خوانی کے ذریعہ اپنے زیر اثر نہیں رکھ سکتا تھا۔

ایسے وقت عبودہ نے پوری نفرت سے سوچا کہ اس یہودی کے ساتھ زندگی نہیں گزارے گی۔ وہ شاید جادو جانتا ہے اور اسے سحرزدہ کر کے رکھتا ہے۔ ویسے رائٹ بوائے کی زندگی میں ایک سے بڑھ کر ایک حسینہ آتی جاتی رہتی تھی۔ لیکن وہ عبودہ کا دیوانہ تھا۔ اسی لئے اسے چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔

عبودہ اس کے جادو کا توڑ کرانے ایک عامل کے پاس گئی۔ عامل نے کہا۔ "وہ جادو نہیں، ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ تجھے تنویمی عمل کے ذریعہ جکڑ کر رکھتا ہے۔"

"میں اس کے ساتھ زندگی نہیں گزارنا چاہتی ہوں۔ مجھے اس سے نجات دلاؤ۔"

"میں تم پر تنویمی عمل کروں گا۔ تمہیں نجات مل جائے گی۔ تم یہ ملک چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں چلی جاؤ۔"

عامل نے اس پر عمل کیا۔ اسے رائٹ بوائے سے نجات دلائی۔ لیکن اسے اپنی تنظیم میں کام کرنے کے لئے جکڑ لیا۔ وہ آسمان سے گری اور کھجور میں اٹک گئی۔ مجرمانہ زندگی گزارنے لگی۔ رائٹ بوائے اسے تلاش کرتا رہا اور ناکام ہوتا رہا۔

ابتدا میں رائٹ بوائے ایک معمولی ٹیلی پیتھی جاننے والا تھا۔ اسرائیل کی مشہور زمانہ ٹیلی پیتھی جاننے والی الپا کا ماتحت تھا۔ بعد میں وہ باغی بن کر روپوش ہو گیا۔ بڑی رازداری سے ارب پتی سرمایہ داروں کو اپنا معمول اور تابعدار بنا کر رفتہ رفتہ اسلحہ مافیا کا گارڈ فادر بن گیا۔ اپنے پہلے نام کو بھلا دیا

اور نیا نام ہارڈ اسٹون رکھ لیا۔
زمانے کی گردش نے عبودہ کو دہشت گردی کی راہ پر ڈال دیا۔ اس نے موقع پاکر اپنے عامل کو قتل کردیا تھا اور اس کی تنظیم کی سربراہی بن گئی تھی۔ اس کا بیٹا قاسم جوان ہوگیا تھا اور جوان بیٹی عمارہ لندن میں تعلیم حاصل کررہی تھی۔ سربراہ بنتے وقت تنظیم کے دو اشخاص نے مخالفت کی۔ وہ اس کے مقابلے میں سربراہ بننا چاہتے تھے۔ لیکن ماں بیٹے نے دونوں کو بڑی مکاری سے قتل کردیا۔ اس کے بعد پھر کسی نے مخالفت کرنے کی جرات نہیں کی۔
کبریا نے عبودہ کے خوابیدہ دماغ سے اس کی پوری ہسٹری معلوم کی لیکن ابھی یہ معلوم نہیں ہوا کہ اسلحہ مافیا کا گارڈ فادر اسٹون ہی اس کا شوہر اور اس کے بچوں کا باپ ہے۔ چونکہ عبودہ یہ نہیں جانتی تھی۔ اس لئے اس کا دماغ کبریا کو یہ نہیں بتا سکتا تھا۔
بہرحال کبریا نے اس پر تنویمی عمل کیا۔ اس کے دماغ میں یہ بات نقش کی کہ کبریا نامی ایک شخص سے ملاقات ہوگی۔ وہ جدید اسلحہ کے سلسلے میں مکمل معلومات رکھتا ہے۔ نشانہ بازی میں پکا ہے اور اپنے دھندے کا سچا ہے۔ وہ اس پر اندھا اعتماد کرے گی۔ اسے اپنے دست راست اور مشیر خاص بنائے گی۔
اس نے دوسرے دن عبودہ اور قاسم سے ایک میدان میں ملاقات کی۔ اس میدان میں ایسے لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی تھی جو نشانہ بازی کی

مشقیں کیا کرتے تھے۔ وہاں جدید اسلحہ کی دکانیں لگی رہتی تھیں۔ نشانہ بازی کے سلسلے میں بڑی بڑی شرطیں لگا کرتی تھیں۔ لوگ ایسی تفریح میں وہاں سارا دن گزارتے تھے۔ قاسم اپنی ماں کے ساتھ ایک دکان میں اپنے لئے ایک جدید طرز کا ریوالور پسند کررہا تھا۔ اس نے دکاندار سے پوچھا۔

"اس کی خصوصیت کیا ہے؟"

دکاندار نے کہا۔ "اس کی پہنچ دو سو گز تک ہے۔ دو سو گز کے بعد کوئی شکار ہو تو وہ نہیں مرے گا' صرف زخمی ہو گا۔"

کبریا نے قریب آکر اس ریوالور کو ہاتھ میں لے کر کہا۔ "اگر ہتھیار استعمال کرنا آتا ہو تو ڈھائی سو گز کے فاصلے پر نظر آنے والے شکار کو مارا جاسکتا ہے۔"

دکاندار نے کہا۔ "یہ ناممکن ہے۔ میں ایسی باتیں کرکے اپنے گاہکوں کو دھوکا نہیں دیتا ہوں۔"

کبریا نے کہا۔ "شرط لگاؤ۔ میں ڈھائی سو گز کے فاصلے پر شکار کو مار کر گراؤں گا۔"

"اگر تم ایسا کر دکھاؤ تو میں یہ ریوالور تمہیں مفت دیدوں گا۔"

"میں نشانہ بازی کا کمال دکھانے سے پہلے ریوالور کو چیک کروں گا۔ مجھے ریوالور کو کھولنے اور اسے ری اسمبل کرنے کے لئے اوزار دو۔"

دکاندار نے کاؤنٹر پر آکر عبودہ اور قاسم سے کہا۔ "بڑی ڈینگیں مار رہا ہے۔ شرط ہارے گا تو سب کے سامنے اس کے کپڑے اتروالوں گا۔"

قاسم نے کہا۔ "تم کپڑے اترواؤ گے اور میں اس کی پٹائی کروں گا کیونکہ اس نے میرے ہاتھ سے ریوالور لے کر دعویٰ کیا ہے۔"

عبودہ نے بیٹے سے کہا۔ "ایزی مائی چائلڈ! اس نے تمہارے ہاتھ سے ریوالور لیا تھا' اسے اپنی انسلٹ نہ سمجھو۔"

عبودہ لاشعوری طور پر کبریا کی حمایت کر رہی تھی۔ اور یہ نہیں سمجھ سکتی تھی کہ تنویمی عمل کے زیر اثر ایسا کہہ رہی ہے۔ کبریا نے دکان سے باہر آکر کہا۔ "آؤ۔ میں ابھی ناممکن کو ممکن کر دکھاؤں گا۔"

دکاندار نے دکان اپنے ملازم کے حوالے کی۔ پھر کبریا' عبودہ اور قاسم کے ساتھ چاند ماری میں آیا۔ ایک چھوٹی سی پہاڑی پر پچاس اسکوائر میٹر کا آہنی ٹارگٹ بورڈ بنا ہوا تھا۔ وہاں سے دو ریانچ سو گز کے فاصلے تک نشانات دیئے گئے تھے وہ لوگ ڈھائی سو گز کے نشان پر آکر رک گئے۔ وہاں سے ٹارگٹ پورے ڈھائی سو گز کے فاصلے پر تھا۔

اسی وقت ایک گدھ اس ٹارگٹ بورڈ کے اوپری سرے پر آکر بیٹھا۔ کبریا نے کہا۔ "اس گدھ کو دیکھو۔"

سب نے اسے دیکھا ٹھائیں کی آواز کے ساتھ ہی وہ گدھ ٹارگٹ بورڈ کی بلندی سے گرتا ہوا پہاڑی کے دامن میں آگیا۔ دکاندار کا منہ حیرت سے کھل گیا۔ عبودہ نے کہا۔ "جوان تم نے تو کمال کر دیا' کیا نام ہے تمہارا؟"

"میرا نام کبریا ہے۔"

عبودہ سر تھام کر سوچنے لگی۔ "یہ نام کہیں سنا ہے۔"

اسے یہ یاد نہیں آسکتا تھا کہ کبریا نے تنویمی عمل کے ذریعہ اس کے ذہن میں اپنا نام نقش کیا ہے۔ دکاندار نے کہا۔ "یہاں انتظار کرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔"

وہ دکان کی طرف چلا گیا۔ قاسم نے کبریا سے کہا۔ "تمہیں اسلحہ سازی میں مہارت حاصل ہے۔ تم نے دکان کے اندر جا کر اس ریوالور کو کھولا تھا۔ اس میں کچھ کیا تھا۔ کیا پوچھ سکتا ہو' تم نے کیا کیا تھا؟"

"کسی بھی گن کا اسپرنگ جتنا سخت ہو گا' بلٹ اتنا ہی دور جائے گا۔ میں نے اوزار کے ذریعہ اس ریوالور کے اسپرنگ کو اس حد تک ٹائٹ کیا تھا کہ بلٹ کے پہنچنے کی حد ڈھائی سو گز ہو گئی تھی۔"

عیودہ نے کہا۔ "واقعی تم اسلحہ سازی میں اور اسلحہ کی مرمت میں مہارت رکھتے ہو۔ کیا یہی تمہارا پیشہ ہے؟"

"ہاں اسلحہ سازی میرا پیشہ ہے اور تخریب کاری میرا فرض۔ ویسے آج کل فارغ بیٹھا ہوں۔ راوی چین لکھتا ہے۔"

عیودہ کچھ کہنا چاہتی تھی۔ لیکن دکاندار آگیا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک گن تھی۔ اس نے قریب آکر باہر سے کہا۔ "دوسری شرط لگاؤ۔ اس گن سے ٹارگٹ کے سرخ دائرے میں گولی مارو۔ نشانہ صحیح لگاؤ گے تو یہ گن بھی تمہاری ہو جائے گی۔ ہار جاؤ گے تو میں تمہارا ریوالور لے لوں گا۔"

کبریا نے کہا۔ "تم یہودی ہو۔ تم یہ نقصان برداشت نہیں کر رہے ہو

کہ تمہارا یہ ریوالور جیت کر لے جاؤں۔ اسے واپس لینے کے لئے تم دوسری شرط لگا رہے ہو۔"

قاسم نے دکاندار سے وہ گن لے کر اس معائنہ کرتے ہوئے کہا۔ اس سے نشانہ لینا کون سی بڑی بات ہے۔"

کبریا نے کہا۔ "یہ معمولی گن نہیں ہے۔ اس سے یہ دکاندار بھی صحیح نشانہ نہیں لگا سکے گا۔ تم بھی ناکام رہو گے۔"

قاسم نے ناگواری سے کہا۔ "بکواس مت کرو۔ میرا نشانہ کبھی نہیں چوکتا۔"

عبودہ نے کہا۔ "مجھے اپنے بیٹے کے نشانے پر ناز ہے۔ کم آن قاسم! سرخ دائرے پر گولی مارو۔"

دکاندار نے کہا۔ "میڈم! پلیز مجھے اس جوان سے شرط جیتنے دیں۔"

وہ بولی۔ "میرا بیٹا ناکام رہے گا تو میں اس ریوالور کی قیمت ادا کروں گی۔"

قاسم نے نشانہ لیا۔ پھر ٹریگر کو دبایا۔ گولی سیدھی گئی۔ لیکن سرخ دائرہ کے باہر پیوست ہو گئی۔ قاسم سچ مچ ماہر نشانہ باز تھا۔ اس نے ناکامی سے جھنجلا کر دوسرا فائر کیا۔ پھر تیسرا فائر کیا۔ وہ دائرہ نشانے پر تھا۔ مگر گولیاں نشانے پر نہیں پہنچ رہی تھیں۔

عبودہ شرط ہارنے کی رقم ادا کرنے کے لئے پرس کھولنے لگی۔ کبریا نے کہا۔ "ٹھہرو۔ ابھی رقم نہ دو۔ میں شرط لگا رہا ہوں۔"

اس نے دکاندار سے کہا۔ "اگر میرا نشانہ خطا ہو گا تو میں یہ ریوالور اور دس ہزار ڈالر دوں گا۔ اور اگر نشانہ صحیح ہو گا تو تم میڈم سے رقم نہیں لو گے۔ اور تمہاری یہ گن بھی میں لے جاؤں گا۔"

اس یہودی کے لئے دس ہزار ڈالر کا لالچ بہت بڑا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس گن سے کبھی صحیح نشانہ نہیں لیا جاسکے گا۔ کیونکہ گن کی نال پر نشانہ لینے والی جو مکھی ہوتی ہے۔ اس مکھی کے ڈائرکشن میں اتنی خفیف سی تبدیلی کی گئی تھی جو سمجھ نہیں آسکتی تھی۔ کبریا نے اس کے دماغ میں گھس کر اس کی مکاری کو سمجھا تھا۔

اس یہودی نے شرط مان لی۔ کبریا نے کہا۔ "تمام آتشی اسلحہ پر یہ مکھی ہوتی ہے تاکہ اس مکھی کی سیدھ پر صحیح نشانہ لگایا جاسکے۔ لیکن میں نشانہ لگانے کے لئے مکھی کا محتاج نہیں ہوں۔ اس لئے اس گن کو الٹ کر مکھی کو نیچے کر رہا ہوں۔"

اس نے گن کو اس طرح پکڑا کہ مکھی نیچے ہو گئی اور ٹریگر اوپر آگیا۔ انہوں نے اب سے پہلے گن کو اس طرح پکڑ کر نشانہ لگاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ کبریا نے کہا۔ "گن کو نہ دیکھو' ٹارگٹ کے سرخ دائرے کو دیکھو۔"

انہوں نے جیسے ہی ادھر دیکھا۔ کبریا نے ٹریگر دبا دیا۔ ٹھائیں کی آواز کے ساتھ گولی سرخ دائرے میں جاکر پیوست ہو گئی۔ عبودہ حیرانی سے اور خوشی سے اس کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑتی ہوئی بولی۔ "تم باکمال ہو۔ غیر معمولی

نشانے باز ہو۔ اسلحہ کے زبردست ماہر ہو۔ میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔ تم میرے ساتھ چلو۔"

یہودی اسلحہ فروش منہ لٹکا کر چلا گیا۔ قاسم نے عبودہ سے کہا۔ "ماما! اس میں شبہ نہیں ہے کہ اس نے زبردست کمال دکھایا ہے۔ لیکن آپ اسے کہاں لے جائیں گی؟ اسے کام دینا چاہتی ہیں تو ہمیں کسی ریستوران میں بیٹھ کر اس سے معاملات طے کرلیں۔"

کبریا نے کہا۔ "میں کرائے کا ٹٹو نہیں ہوں اور نہ ہی ملازمت کرتا ہوں۔ کام کروں گا تو برابری کی سطح پر' ورنہ نہیں کروں گا۔"

قاسم نے کہا۔ "اپنی تعریفیں سن کر بھاؤ نہ بڑھاؤ۔ اور یہ برابری والی بات پھر کبھی نہ کہنا۔ جو کہنا ہو' اپنی اوقات میں رہ کر کہو۔"

عبودہ نے سخت لہجے میں کہا۔ "قاسم! تم احساس کمتری میں کیوں مبتلا ہو رہے ہو۔ کیا ایسے باکمال اور باصلاحیت جوان کو ساتھ ملا کر اپنی تنظیم کو مضبوط نہیں کرو گے؟"

"ماما! کیا آپ اسے تنظیم میں برابری کا درجہ دینا چاہتی ہیں۔"

"اگر یہ ہماری ضرورت کے مطابق ہمارے کام آتا رہے گا تو میرا مشیر اور دوست راست بن کر رہے گا۔ کیوں جوان! تمہیں منظور ہے؟"

"منظور ہے۔ بائی داوے کام کیا ہے؟"

"ہم بھاری تعداد میں اسلحہ خریدنے والے ہیں۔ تم تمام اسلحہ چیک کرکے ان کی کوالٹی اور کارکردگی کے بارے میں ہمیں بتاؤ گے۔"

قاسم نے کہا۔ "ہم تمہیں جہاں بھی استعمال کریں۔ ہمارے دھندے سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تمہیں جتنا کام بتایا جائے۔ اتنا ہی کرو۔"

"میڈم! اپنے بیٹے کو بھی ایک کام بتاؤ اور وہ کام یہ ہے کہ ہماری گفتگو کے دوران یہ خاموش رہنے کی زحمت اٹھاتا رہے۔"

عبودہ نے کہا۔ "قاسم! پلیز تم کار میں جاکر بیٹھو' میں آرہی ہوں۔"

"میں نہیں جاؤں گا۔ وعدہ کرتا ہوں' گفتگو میں مداخلت نہیں کروں گا۔"

عبودہ نے کبریا سے کہا۔ "ہم جو اسلحہ امریکہ سے خرید کرلائیں گے اسے امریکہ ہی کے خلاف استعمال کریں گے۔ پاکستان کے اس شہر میں حکومت امریکہ کے منتخب کئے ہوئے میئر اور کمانڈر کی حکمرانی ہوتی ہے۔ ہم انہیں ویسٹ بے سٹی میں سکون سے حکومت نہیں کرنے دیں گے۔ ہم تخریب کاری کے ذریعے شہر میں دہشت پھیلائیں گے۔ یہاں کی انتظامیہ کے لئے ایسے مسائل پیدا کریں گے کہ وہ ہمارے مطالبات تسلیم کرنے پر مجبور ہوجائیں گے۔"

"وہ مطالبات کیا ہوں گے؟"

"تم ہمارے اعتماد پر پورے اترتے رہو گے تو تمہیں ہمارے اندرونی معاملات کا علم ہوتا رہے گا۔"

"ٹھیک ہے۔ لیکن مجھے اتنا معلوم ہونا چاہئے کہ میں تمہاری تنظیم میں رہ کر یہاں کس ملک کے لئے کام کروں گا۔"

"روس کے لئے"

"سمجھ گیا' روسی چاہتے ہیں کہ ان کے سائنسدانوں' ڈاکٹروں اور انجینئروں کو ویسٹ بے سٹی میں رہائش کی اجازت دی جائے اور روسی تاجروں کو اس شہر میں تجارت کا موقع ملتا رہے۔"

"تم تو ایک نبض پکڑ کر پورے جسم کی بیماریاں ڈھونڈ لیتے ہو۔ مجھے تمہارے ہی جیسے مشیر اور دست راست کی ضرورت ہے۔"

"میں پہلا نیک مشورہ دیتا ہوں۔ یہاں مسلمانوں کی ایک چھوٹی سی جماعت ہے وہ اپنے دینی حقوق کے لئے جہاد کر رہی ہے۔ کیا تم اس کے بارے میں جانتی ہو؟"

"ہاں کچھ سنا ہے۔ صرف ایک مولوی اور دو مسلم جوانوں نے یہاں کی انتظامیہ کو تہس نہس کر دیا تھا اور پورے شہر کو لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ پانچوں وقت کی اذانیں سنائی تھیں۔ یہاں نئی انتظامیہ کے لئے جلد ہی نیا میئر اور کمانڈر آنے والے ہیں۔"

"کیا تم نے نہیں سنا کہ ان دو مسلم جوانوں میں سے ایک کا نام کبریا ہے؟"

عیدہ نے چونک کر اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ پھر پوچھا۔ "تم؟ تم ہی کبریا ہو؟"

"ہاں وہی ہوں۔ پہلا نیک مشورہ دیتا ہوں۔ دہشت گرد بن کر مسلمانوں کو بدنام نہ کرو۔ مجاہدہ بن کر اس شہر میں اسلامی حقوق کی جنگ

لڑو۔"

وہ ایک قدم پیچھے ہٹ کر بولی۔ "دہشت گردوں کا دین دھرم نہیں ہوتا۔ میں اور میرے بچے اس حد تک مسلمان ہیں کہ ایک خدا اور آخری رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مانتے ہیں۔ ہم مذہب کو اپنے دھندے سے الگ رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم سے جہاد کی توقع نہ رکھو۔ ہمیں جس سے منہ مانگی رقم ملتی ہے' ہم اس کے لئے کام کرتے ہیں۔ اگر تمہاری اسلامی جماعت ہمیں پچاس کروڑ ڈالر ادا کرے تو ہم یہاں اسلامی قوانین نافذ کرانے کے لئے امریکی انتظامیہ کو مجبور کردیں گے۔"

کبریا نے مسکرا کر کہا۔ "ہم سے پچاس کرور ڈالر کا مطالبہ اس وقت کروگی جب اس شہر میں اپنے بیٹے کے ساتھ رہ سکوگی۔ میری معلومات کے مطابق تم ماں بیٹے کل صبح کی فلائٹ سے ہتھیار خریدنے جارہے ہو۔ یہاں سے جانے کے بعد واپس نہیں آسکوگے۔"

قاسم نے غصہ سے پوچھا۔ "کیا تم ہمیں یہاں واپس آنے سے روک سکوگے؟ کیا تم ہمیں اس شہر میں رہنے نہیں دوگے؟ میں یہاں رہ کر تمہاری تحریک کو ناکام بناؤں گا۔ تم کامیابی کی بھیک مانگنے ڈالرز لے کر میرے پاس آؤگے۔"

عیووہ نے کبریا سے کہا۔ "تمہیں پچھلی کامیابی نے مغرور بنادیا ہے۔ تمہارے فرشتے بھی نہیں جانتے کہ ہماری تنظیم کس قدر مستحکم اور خطرناک ہے۔ کل میں جارہی ہوں۔ میرا بیٹا یہاں رہے گا اور دو دنوں میں میری

واپسی تک تمہاری مٹھی بھر جماعت کو یہاں سے اکھاڑ پھینکے گا۔"

کبریا نے کوئی جواب نہیں دیا۔ پلٹ کر جانے لگا۔ عبودہ نے بیٹے سے کہا۔ "یہ ہے کیا چیز؟ اسلحہ کے سلسلے میں غیر معمولی مہارت رکھتا ہے اور سمجھتا ہے ہماری تنظیم سے ٹکرا جائے گا۔ ہمیں اس شہر سے بھگا دے گا۔ نان سنس اس کی شامت آگئی ہے۔"

"ماما! آپ حکم دیں۔ میں ابھی اس کی ہڈیاں پسلیاں توڑ دوں گا۔"

"بیٹے! ہڈیاں توڑنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ اس شہر میں اس کی تحریک کو کچل دو۔ خود ہی اس کی کمر ٹوٹ جائے گی۔"

کبریا مسکراتا ہوا اپنی کار میں آکر بیٹھ گیا۔

دوسرے دن عبودہ امریکہ جانے کے لئے طیارے میں آئی تو اس کے ساتھ والی سیٹ پر کبریا بیٹھا ہوا تھا۔ وہ اسے گھور کر دیکھتی ہوئی بولی۔ "تم؟ کیا یہ سیٹ تمہاری ہے؟"

"اگر نہیں ہے تو یہاں سے اٹھا دو۔"

وہ ناگواری سے اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ کبریا نے کہا۔ "میں بھی ویسٹ بے ٹی چھوڑ کر جارہا ہوں۔ تاکہ تمہارا بیٹا ہماری تحریک کو کچلنے میں ناکام ہے اور اس لاڈلے کو کوئی نقصان پہنچے تو تم مجھے الزام نہ دو۔ میں تو یہاں تمہارا ہم سفر رہوں گا۔"

"کیا تم میرے بیٹے کو موم کا مجسمہ سمجھتے ہو۔ وہ تمہارے ایک ایک ہمدرد کو عبرتناک موت مارے گا۔"

"واہ شاباش! کیا مسلمان ہو؟ ہم سے پچاس کروڑ ڈالرز وصول کرنا چاہتی ہو۔ نہ ملنے کی صورت میں تمہارا بیٹا ایک ایک مجاہد کو قتل کرے گا۔"

وہ آنکھیں بند کر کے خیال خوانی کے ذریعہ قاسم کے دماغ میں پہنچ گیا۔ ویسٹ بے سٹی میں مولوی عبدالحق کی شہادت کے بعد اسلامی تحریک ابھری تھی۔ کبریا نے ان مسلمانوں کو ایک تنظیم کی صورت میں متحد اور منظم کیا تھا۔ کبریا کے منصوبے کے مطابق اس تنظیم کے چار جوان قاسم کے منتظر تھے۔ جب کبریا نے قاسم کے دماغ میں گھس کر اسے مجاہدین کے دفتر میں پہنچایا تو مجاہدین اسے پکڑ کر ٹارچر سیل میں لے گئے۔ انہوں نے قاسم کو لڑنے اور فرار ہونے کی کوشش کرنے کا موقعہ دیا۔ تاکہ وہ یہ نہ سمجھے کہ اسے ٹیلی پیتھی کے ذریعہ ٹریپ کیا گیا ہے۔

طیارہ آسمان کی بلندیوں پر پرواز کر رہا تھا۔ عبودہ اپنے دشمن کے پاس بیٹھنا نہیں چاہتی تھی۔ اس نے اسٹیورڈ سے کہا تھا کہ اس کی سیٹ تبدیل کر دی جائے لیکن کوئی دوسری سیٹ خالی نہیں تھی۔

جب تمام مسافروں کے سامنے کھانے کی ٹرے رکھی جانے لگی تو کبریا نے کہا۔ "اولاد کی جدائی میں ماؤں کے حلق سے لقمہ نہیں اترتا ہے۔"

وہ ڈانٹ کر بولی۔ "بکواس مت کرو۔"

"میں بکواس نہیں کروں گا۔ لیکن کھانے سے پہلے بیٹے کی خیریت معلوم کر لو۔"

اس نے گھور کر اسے دیکھا۔ پھر موبائل فون نکال کر بیٹے کا موبائل نمبر ڈائل کیا۔ رابطہ ہوتے ہی بیٹے کی کراہیں سنائی دیں۔ وہ گھبرا کر بولی۔

"قاسم! کیا ہوا؟ کیا تکلیف ہے تمہیں؟"

اس کی آواز سنائی دی۔ "آہ! ماما! میں بیٹھ نہیں سکتا۔"

"کیا پرابلم ہے؟ کیوں نہیں بیٹھ سکتے؟"

"ان مجاہدین نے آہ! گرم گرم دہکتی ہوئی سلاخوں سے میرے بیٹھنے کی جگہ داغ دی ہے۔ آہ! ایک نہیں، کئی سلاخیں داغی ہیں۔"

"مائی گاڈ! تم کہاں ہو؟"

"وہ مجھے ہسپتال کے سامنے پھینک کر چلے گئے تھے۔ میں ابھی ہسپتال میں ہوں"

"تم ایسے کمزور تو نہ تھے کہ دشمنوں کے ہتھے چڑھ جاتے۔"

"ماما! میں نے مقابلہ کیا تھا۔ مگر میں اکیلا تھا۔ وہ کئی تھے آہ! بڑی جلن ہو رہی ہے۔ بڑی موٹی سلاخیں تھیں۔"

"بیٹے! حوصلہ کرو۔ زخم جلد بھر جائے گا۔"

"جلدی نہیں بھرے گا، بیٹھنے کی جگہ کا گوشت جل گیا ہے۔ آہ! ماما! میں ٹائلٹ کیسے جاؤں گا؟"

"کیا تم چاہتے ہو، میں واپس آجاؤں؟"

"نو ماما! تمہارا کام ضروری ہے۔ تم جاؤ۔ میں تمہاری واپسی کا انتظار کروں گا۔"

"ہسپتال میں اسپیشل کمرہ لو۔"

"اسپیشل کمرے میں بھی گوشت جلنے کی بو آتی رہے گی۔ تم فکر نہ کرو میں کسی طرح یہ تکلیف برداشت کرلوں گا۔ زخم بھرتے ہی ہسپتال سے نکل کر اس بدمعاش کبریا کو گولی ماروں گا۔ وہ مجھ سے منہ چھپا رہا ہے۔"

"وہ منہ نہیں چھپا رہا۔ میرے ساتھ سفر کر رہا ہے۔ کمبخت جونک کی طرح چمٹ گیا ہے۔ اسے پتہ نہیں ہے کہ میں کیسی زہریلی ہوں۔"

کبریا نے موبائل کی طرف جھک کر کہا۔ "تمہاری ماں کا کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔"

عیودہ نے کہا۔ "یو شٹ اپ"

قاسم نے پوچھا۔ "کیا وہ تمہارے قریب ہے؟ اس سے کہو دور چلا جائے ورنہ اسے گولی ماردوں گا۔"

"اتنی دور سے کیسے گولی مارو گے؟ خوامخواہ غصہ میں اپنا خون نہ جلاؤ۔ آرام کرو میں لندن پہنچ کر فون کروں گی۔"

عیودہ نے موبائل کو آف کیا۔ کبریا نے کہا۔ "میں نے پہلے ہی کہا تھا' کھانے سے پہلے بیٹے کی خیریت معلوم کرلو۔ اب تمہارے حلق سے لقمہ نہیں اترے گا۔"

وہ دانت پیس کر بولی۔ "تمہاری موت یقینی ہو چکی ہے۔ تمہارے لوگوں نے میرے بیٹے کا جو حال کیا ہے' تمہارا حال اس سے بھی برا ہو گا۔"
اس نے سیٹ کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کرلیں۔ اس کے

دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ جھنجلا رہی تھی۔ طیارے سے باہر کسی دوسری جگہ ہوتی تو اسے گولی مار دیتی۔ لیکن وہ اپنا خون جلانے کے سوا کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

وہ فلائٹ لندن تک تھی۔ دوسری کنکشن فلائٹ سے انہیں امریکہ جانا تھا۔ اس کی بیٹی عمارہ ایئرپورٹ آئی تھی۔ وہ بھی ماں کے ساتھ امریکہ جارہی تھی۔ عبودہ نے دوسرے طیارے کا بورڈنگ کارڈ لیتے وقت اس بات کا خیال رکھا کہ اس کے آس پاس والی کوئی سیٹ کبریا کو نہ ملے۔ اس نے کاؤنٹر کے پاس رہ کر اطمینان حاصل کیا۔ آس پاس کی سیٹیں چند خواتین نے لی تھیں۔ کبریا نے دراصل ایک خاتون کو اپنا ٹکٹ دیا تھا۔ اس کے ذریعہ جو بورڈنگ کارڈ حاصل کیا' اس پر عبودہ کے ساتھ والی سیٹ کا نمبر تھا۔

وہ بیٹی کے ساتھ طیارے میں آکر بیٹھ گئی۔ کبریا اس کے دماغ میں تھا۔ اس نے خیال خوانی کے ذریعہ تھپک تھپک کر اسے دس منٹ کے اندر سلادیا۔ پھر طیارے میں آکر عمارہ کے پاس بیٹھ گیا۔ عمارہ نے اسے دیکھا۔ وہ بولا۔ "ہائے' مائی نیم از کبریا اینڈیورز؟"

اس نے کہا۔ "عمارہ۔ اور یہ میری مدر ہیں۔ سفر کی تھکن کے باعث سو رہی ہیں۔ ویسے میں تھکن کے باوجود نہیں سوتی۔ لوگ حیران ہوتے ہیں کہ آخر میں کب سوتی اور کب جاگتی ہوں؟ میں کہتی ہوں لوگوں کو حیران ہونے دو۔ میں اپنے سونے جاگنے کا وقت کسی کو نہیں بتاؤں گی۔ کیوں ٹھیک کرتی ہوں نا؟"

وہ مسکرا کر بولا۔ "میں سوچ رہا تھا کہ تھا تم بہت بولنے والی لڑکی ہو۔ مگر تم تو بہت کم بولتی ہو۔"

"لوگ حیران ہوتے ہیں کہ آخر میں اتنا کم کیوں بولتی ہوں؟ لیکن میں کسی کو یہ راز نہیں بتاتی کہ کم بولنے سے اپنی غلطیاں اور کمزوریاں چھپی رہتی ہیں۔ زیادہ بولنے سے اپنی کمزوریاں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ اس لئے میں زیادہ نہیں بولتی۔ میں ٹھیک کرتی ہوں نا؟"

وہ جواب میں "ہاں" کہنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے ہی وہ بولنے لگی۔

"میں جانتی ہوں، تم ہاں کہو گے۔ کیونکہ میں کوئی غلط بات تو نہیں کہتی؟ لیکن میں یہ راز کسی کو نہیں بتاتی کہ ماں کے پیٹ میں تھی، تب سے سچ بولتی آ رہی ہوں۔ بھلا میں اپنی ماں کے پیٹ کی بات کسی کو کیوں بتاؤں؟"

"پیٹ کے اندر کی بات کسی کو نہیں بتانا چاہئے۔ ورنہ دوسرے بچے بھی ماں کے پیٹ میں بولنے لگیں گے۔"

وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ "ذرا چپ بھی ہو جایا کرو۔ بولتے ہی جا رہے ہو۔ دوسروں کو بھی بولنے دیا کرو۔ میرے ساتھ سفر کر رہے ہو۔ تو مجھ سے کچھ سیکھو۔ دیکھو میں خاموش رہ کر کتنی باوقار لگتی ہوں۔"

وہ بولتی جا رہی تھی۔ کبریا اسے بڑے پیار سے دیکھ رہا تھا۔ وہ بڑی پیاری اور خوبصورت سی گڑیا لگ رہی تھی۔ ایسی گڑیا جو جوانی میں کھیلنے کے لئے کسی نصیب والے کو ملتی ہے لیکن وہ ایسے تڑاتڑ بولتی رہتی تھی جیسے مشین گن سے گولیاں نکلتی جا رہی ہوں۔ الفاظ تھے کہ منہ سے نکلتے جا

تھے۔ ان کے اختتام کا پتہ نہیں چلتا تھا۔

کبریا نے سوچا' اس بولنے والی کا دھیان دوسری طرف بٹایا جائے تو وہ تھوڑی دیر کے لئے چپ ہو جائے گی۔ اس نے اچانک کہا۔ "ارے وہ دیکھو تمہاری ماں کو کیا ہوا ہے؟"

اس نے ادھر دیکھا۔ کبریا نے اس کی ماں کے اندر پہنچ کر اس کے خوابیدہ دماغ کو حکم دیا۔ "زبان نکالو۔"

عبودہ نے نیند کی حالت میں زبان نکالی۔ پھر اس کے دوسرے حکم سے زبان اندر کی۔ اس طرح دوبار کیا۔ کبریا کا خیال تھا کہ عمارہ حیران ہو کر ماں کے بارے میں سوچے گی اور بولنا بھول جائے گی۔ لیکن اس نے کبریا کو دیکھ کر کہا۔ "یہ ایک نفسیاتی کیس ہے۔ میں نے نفسیات کی ساری کتابیں پڑھ لی ہیں۔ یہ علم نفسیات سب کی سمجھ میں نہیں آتا۔ تم بھی نہیں سمجھو گے۔ بس اتنا سمجھ لو کہ جو لڑکیاں بچپن میں دوسروں کو زبان نکال کر چڑاتی ہیں۔ وہ بڑھاپے میں گہری نیند کے دوران ایسی ہی حرکت کرتی ہیں' جیسی ابھی ماما کر رہی تھیں۔ لوگ حیران ہوتے ہیں کہ آخر میں نے علم نفسیات میں مہارت کیسے حاصل کی ہے۔ لیکن میں......"

کبریا نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ وہ اس کے دل و دماغ میں سارہی تھی لیکن سر کھا رہی تھی۔ اگر محبت سے گنگناتی یا پیار کے میٹھے بول بولتی تو وہ ساری عمر اس خوبصورت ریکارڈ کو سنتا رہتا۔

اس نے اس کے دماغ میں پہنچ کر اس کی ہی سوچ میں کہا۔ "میں کیوں

بے تکی باتیں کر رہی ہوں؟ مجھے اپنی عمر کے مطابق عشق و محبت کے موضوع پر بولنا چاہئے۔ میرے پاس ایک جوان بیٹھا ہوا ہے۔ مجھے اسے اچھی طرح دیکھنا اور سمجھنا چاہئے کیا یہ میرا آئیڈیل بن سکتا ہے۔"

اس نے نظریں اٹھا کر کبریا کو دیکھا۔ چند سیکنڈ تک کبریا کا دل تجسس سے دھڑکتا رہا۔ پھر وہ بولی۔ "ابھی میرے دماغ میں یہ بات آ رہی ہے کہ تم میرا آئیڈیل بن سکتے ہو یا نہیں؟ اور دیکھنا کیا ہے۔ تم دیکھنے میں خوبرو ہو۔ اسمارٹ ہو۔ ہاں مگر تمہاری اچھی بری عادتوں کو سمجھنا ہو گا۔ اور سمجھنا کیا ہے۔ میں نے سنا ہے محبت کرنے والے اپنے محبوب کی بری عادتوں سے بھی محبت کرتے ہیں۔ اگر یہ درست ہے تو جلدی جلدی اپنی بری عادتیں بتاؤ۔"

"میری ایک بری عادت یہ ہے کہ میں کبھی کسی لڑکی سے دل نہیں لگاتا۔"

"ہاں یہ سوچنے کی بات ہے، کسی سے دل نہیں لگاتے۔ پھر مجھ سے کیسے لگاؤ گے؟ لیکن تم زندگی میں کسی ایک کو تو چانس دو گے؟"

"صرف اسے چانس دوں گا، جس کا باپ کہیں گم ہو گیا ہو گا۔"

"پھر تو ٹھیک ہے۔ میرا باپ اس وقت سے گم ہے، جب میں پیدا ہوئی تھی۔ لیکن باپ کا محبت سے کیا تعلق ہے؟"

"باپ ظالم ہوتا ہے۔ دو محبت کرنے والوں کے درمیان دیوار بن جاتا ہے۔"

"اور کون سی بری عادت ہے؟"

"جونک بن کر چمٹ جانے کی عادت ہے۔ جس سے محبت کروں گا اس کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا۔"

"یہ تو اچھی عادت ہے۔ کمال ہے' تم میں تو ایک بھی بری عادت نہیں ہے۔ بس میں ابھی سے محبت شروع کر رہی ہوں۔ تیار ہو جاؤ۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا۔ "تیار ہو جاؤں؟ اس کا مطلب کیا ہوا؟"

"مطلب یہ کہ آئیڈیل پہلے خواب میں آتا ہے۔ تم خواب میں آنے کی تیاری کرو۔ جب سچ مچ خواب میں آؤ گے تو میں جاگنے کے بعد تمہیں خیالوں میں دیکھوں گی۔ پھر تمہیں اپنے سامنے دیکھتے ہی فوراً عاشق ہو جاؤں گی۔ بڑا مزہ آئے گا۔"

کبریا نے دل میں کہا۔ "یا اللہ! زندگی میں پہلی بار ایک پسند آئی ہے' اسے تو نے عجوبہ بنا دیا ہے۔ پتہ نہیں کیسے نبھے گی۔"

اس نے عمارہ کے دماغ میں پہنچ کر اسے سلا دیا۔ جب وہ بیٹھے بیٹھے سو گئی تو کبریا خیال خوانی کے ذریعہ خوابیدہ دماغ کی اسکرین پر نظر آنے لگا۔ کہنے لگا۔ "میری جان! میری عمارہ! یہ سچی محبت کا ثبوت ہے۔ میں تمہارے دل میں سما رہا ہوں۔ اس لئے خواب میں نظر آ رہا ہوں۔ میں اب جا رہا ہوں۔ پھر ملاقات ہو گی۔"

اس کے دماغ سے نکل آیا۔ اس نے اسے مسلسل سونے کی ہدایت نہیں کی تھی۔ اس لئے دماغ سے نکلتے ہی اس کی آنکھ کھل گئی۔ آنکھ کھلتے ہی یاد آیا کہ جو پاس بیٹھا ہے۔ اسے ابھی خواب میں دیکھا تھا۔ وہ خوشی سے

چیخ مار کر بولی۔ "آئی لو یو۔ مجھے سچی محبت ہو گئی ہے۔ میں نے تمہیں خواب میں دیکھا ہے۔"

طیارے کے مسافر اٹھ اٹھ کر اسے دیکھنے لگے۔ وہ مسافروں کو دیکھتے ہوئے بولی۔ "یہ میرا ہمسفر میرا محبوب ہے۔ تم سب نے اپنے اپنے محبوب کو خوابوں میں دیکھا ہو گا۔ میں نے بھی اپنے اس محبوب کو دیکھا ہے۔"

اس شور اور ہنگامے میں عیودہ کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے کبریا کو اپنی بیٹی کے ساتھ والی سیٹ پر دیکھا تو غصہ سے بولی۔ "تم؟ تم نے میری بیٹی کے پاس بیٹھنے کی جرات کیسے کی ہے۔ اٹھو یہاں سے۔"

عمارہ نے کہا۔ "ماما! ایسی باتیں نہ کرو۔ میں اس سے محبت کر چکی ہوں۔"

"نادان لڑکی! یہ ہمارا دشمن ہے۔"

"آہ! میرے محبوب! تم کہہ رہے تھے' باپ دیوار بنتا ہے۔ مگر یہاں ماں دیوار بن رہی ہے۔ اب ہم اس طیارے میں نہیں رہیں گے۔ چلو' باہر چلیں۔"

"نہیں عمارہ! ہم یہیں رہیں گے۔ تمہاری ماما بہت اچھی ہیں۔ یہ صرف زبان سے مجھے دشمن کہہ رہی ہیں۔ لیکن میں دل سے انہیں ماما کہہ رہا ہوں۔"

اس نے بیٹی کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ "چل اٹھ یہاں سے اور میری سیٹ پر آجا۔"

وہ اپنا ہاتھ چھڑا کر بولی۔ "یہ بڑے شرم کی بات ہے۔ یہ آپ کو ماما کہہ رہا ہے اور آپ اسے دشمن کہہ رہی ہیں۔"

عبودہ نے غصے سے کہا۔ "میں کہہ رہی ہوں' یہاں میری سیٹ پر آجا۔"

"نہیں آؤں گی۔ میں بیس برس کی ہوں۔ بالغ ہو چکی ہوں۔ تم زبردستی کرو گی تو قانون کی گرفت میں آؤ گی۔"

عبودہ بھول چکی تھی کہ بیٹی بالغ ہو چکی ہے۔ وہ اپنی ازدواجی زندگی کا اور اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لئے قانوناً آزاد ہے۔ وہ ماں اور سرپرست ہو کر بھی اس کی پسند اور فیصلے کی مخالفت نہیں کر سکے گی۔

طیارے کے مسافر بھی عمارہ کی حمایت میں اسے سمجھانے لگے کہ وہ بیٹی کی پسند کی مخالفت کر کے کچھ حاصل نہیں کر سکے گی۔ لہٰذا تماشہ نہ بنے اور مسافروں کو پریشان نہ کرے۔

وہ جسے دشمن کہہ رہی تھی۔ اسے بیٹی نے دوست بنا لیا تھا۔ وہ شکست خوردہ سی ہو کر اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ کبریا نفرت سے قاسم کو سزا دے کر اور محبت سے عمارہ کو اپنی گرفت میں لے کر عبودہ کی کمر توڑ رہا تھا۔

اس مرحلے پر عبودہ ذہنی طور پر کبریا کی طرف مائل ہونے لگی۔ یوں بھی وہ تنویمی عمل کے زیر اثر تھی اور اس وقت کبریا اس کے اندر بیٹھا اسے قائل کر رہا تھا کہ وہ خواہ کتنی ہی مضبوط اور منظم تنظیم کی سربراہ ہو' بنت سبائی کے مجاہدین کے مقابلے میں شکست کھاتی رہے گی اور ذلت

اٹھاتی رہے گی۔

□*□

ہارڈ اسٹون نے دوسرے دن بیٹے سے کمپیوٹر فون پر رابطہ کیا۔ اس کا بیٹا ہزہائی نس آئرن مین ہمیشہ کی طرح کمپیوٹر اسکرین پر نارمل نظر آیا۔ اگر وہ بیٹے کے خیالات پڑھتا، تب بھی یہ معلوم نہ ہوتا کہ وہ ہزہائی نس بیٹا، جان ہنٹر کا معمول اور تابعدار بن چکا ہے

ہارڈ اسٹون نے بیٹے سے پوچھا۔ "کیا تم جان ہنٹر سے کام لے رہو ہو؟"

"لے رہا ہوں۔ میں نے ہنٹر سے کہا ہے، وہ سلامت اور اس کی بیوی اور بیٹی کو کہیں سکون سے نہ رہنے دیے۔ انہیں مصائب میں مبتلا کرتا رہے۔"

"کیسے کرے گا؟ وہ تینوں روپوش ہیں۔ ابھی تو وہ انہیں تلاش کر رہا

ہے۔"

"تم کل رات کہاں تھے؟"

"رائما کے ساتھ تھا۔ میں اسے دل و جان سے چاہنے لگا ہوں۔ اسے اپنی شریک حیات بنانا چاہتا ہوں۔"

"تعجب ہے۔ تم اچانک رائما میں اتنی دلچسپی کیوں لے رہے ہو؟"

"یہ عیاشی والی دلچسپی نہیں ہے۔ میں بڑی سنجیدگی سے اسے چاہتا ہوں۔"

"وہ بہن بھائی مات کھائے ہوئے مہرے ہیں۔ وہ دوبارہ اسلحہ سازی کی بساط پر آنے کے لئے تمہیں زینہ بنا سکتے ہیں اور شاید رائما یہی کر رہی ہے۔"

"اگر ہم سہارا دے کر پھر ان کے سابقہ مقام تک انہیں پہنچا سکتے ہیں تو ہمیں ضرور ایسا کرنا چاہئے۔ میں رائما کو خوش کرنا چاہتا ہوں۔"

"بیٹے! عورت کو خوش کرنے کے لئے بڑے بڑے شہنشاہ تخت سے لڑھک گئے۔ میں خطرہ محسوس کر رہا ہوں۔ اب میں رائما کے چور خیالات پڑھوں گا۔ اس کے بعد اس موضوع پر تم سے بات کروں گا۔"

"پاپا! تم جانتے ہو' رائما ٹیلی پیتھی جاننے والے کی بہن ہے۔ جان ہٹر نے اس کے دماغ کو لاک کیا ہے۔ تم اسکے چور خیالات نہیں پڑھ سکو گے۔"

"وہ تمہیں بھی اپنے دماغ میں نہیں آنے دیتی ہوگی؟"

"محبت میں اعتماد کیا جاتا ہے۔ چور خیالات نہیں پڑھے جاتے۔"

"ہم جرائم کی دنیا میں رہتے ہیں۔ اس دنیا میں کوئی کسی پر اعتماد نہیں کرتا ہے۔ اور تم اعتماد کر رہے ہو۔ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے جا رہے ہو۔"

"پاپا! ان کے کام آ کر انہیں آزمانے میں کیا حرج ہے؟"

"اس ملک کی ایک ریاست میں بہت بڑی اسلحہ فیکٹری ہے۔ سالانہ پچیس کروڑ ڈالر کی آمدنی ہے۔ میں وہ اسلحہ فیکٹری ان بہن بھائی کے نام کر دوں گا۔ اس سلسلے میں میری ایک شرط ہے کہ وہ دونوں مجھے اپنے دماغوں میں آنے دیں۔"

"ہر انسان کے اپنے ذاتی معاملات ہوتے ہیں جنہیں وہ دوسروں سے چھپاتا ہے۔ وہ بہن بھائی اپنے ذاتی معاملات تک کسی کو پہنچنے کی اجازت نہیں دیں گے۔"

"تم ان کی طرف سے بھرپور وکالت کر رہے ہو۔ واقعی رانما کے دیوانے بن چکے ہو۔ تمہاری خاطر میں وہ فیکٹری انہیں دوں گا۔ لیکن اس سلسلے میں ہم باپ بیٹے کے درمیان رازداری سے کچھ اہم باتیں ہوں گی۔"

"آپ باتیں کریں میں سن رہا ہوں۔"

"صرف باتیں نہیں کرنی ہیں۔ چند اہم دستاویزات پر تمہارے دستخط ہونے ہیں۔ اس لئے تم مجھ سے ملنے آؤ گے۔"

"یہ میرے لئے خوشی کی بات ہے۔ ہماری پچھلی ملاقات کو دس ماہ گزر

چکے ہیں۔ آج کل آپ کس ریاست میں ہیں؟"
"میں جہاں کہیں بھی ہوں، وہاں تم نہیں آؤ گے۔ میں خود تمہارے شہر
میں آرہا ہوں۔ وہاں پہنچتے ہی تمہیں اپنے پاس بلاؤں گا۔"
ہارڈ اسٹون نے رابطہ ختم کردیا۔ کمپیوٹر فون کے پیچھے اس کے دو مشیر
بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے مشیروں سے کہا۔ "میرے بیٹے کے ساتھ کوئی
گڑبڑ ہو رہی ہے۔ وہ اتنی دیر تک گفتگو کے دوران صرف رانما کو فائدہ
پہنچانے والی باتیں کرتا رہا۔ اس نے بابر جیسے دشمن کا ذکر تک نہیں کیا۔ وہ
دشمن ایک بار اس کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرچکا ہے۔ آئندہ بھی اسے
نقصان پہنچا سکتا ہے۔ لیکن اسے پرواہ نہیں ہے۔ وہ رانما کا دیوانہ بنا ہوا
ہے۔"

ایک مشیر نے کہا۔ "جب سے رانما جوان ہوئی ہے۔ تب سے
ہزہائی نس اسے دیکھتا آرہا ہے۔ لیکن اس حسینہ میں اس نے دلچسپی نہیں لی
تھی۔ وہ پچھلی رات سے اچانک اس میں دلچسپی لے رہا ہے۔ ہزہائی نس کا
بیان ہے کہ وہ پچھلی رات رانما کے ساتھ تھا۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہزہائی
نس کو ٹریپ کیا گیا ہو؟ جان ہنٹر اس کے دماغ میں پہنچ کر اس پر تنویمی عمل
کرسکتا ہے۔ اسے اپنا معمول اور رانما کا تابعدار عاشق بنا سکتا ہے۔"

دوسرے مشیر نے کہا۔ "میں یقین سے کہتا ہوں ایسا ہو چکا ہے۔ ہمیں
کسی نہ کسی طرح ہزہائی نس کو اس کے تنویمی عمل کے اثر سے نکالنا ہوگا۔"
ایک مشیر نے کہا۔ "جان ہنٹر ہاری ہوئی بازی جیتنے کے لئے آپ تک

پہنچنا چاہتا ہوگا۔ وہ آپ کے بیٹے کے ذریعہ آپ تک پہنچ کر آپ دونوں باپ بیٹے کو نقصان پہنچائے گا۔"

ہارڈاسٹون نے کہا۔ "میں ایسی بچکانہ چالوں کو سمجھتا ہوں۔ اسی لئے اس شہر میں پہنچ کر بیٹے کو اپنے پاس بلاؤں گا۔ تاکہ جان ہنٹر اسکے پیچھے چلا آئے۔"

"ہنٹر خود تعاقب کرتا ہوا نہیں آئے گا۔ وہ کسی آلہ کار کو ہزہائی نس کے پیچھے لگائے گا۔ پھر ایسے ہی دو چار آلہ کاروں کے ذریعہ آپ پر قاتلانہ حملہ بھی کرے گا۔"

ہارڈ اسٹون نے کہا۔ "ان کے حملوں سے ڈمی ہارڈ اسٹون مرے گا۔ میں وہاں صرف خیال خوانی کے ذریعہ موجود رہوں گا۔"

کمپیوٹر فون کا بزر بولنے لگا۔ ہارڈاسٹون نے اسے آن کیا۔ اسکرین پر ایک شخص نظر آنے لگا۔ اس نے کہا۔ "باس! کئی برس پہلے آپ نے ایک نوجوان عورت کی تصویر ہمیں دی تھی اور کہا تھا' وہ جہاں بھی نظر آئے' اس پر نظر رکھی جائے اور اس کا پتہ ٹھکانہ معلوم کیا جائے۔ آپ نے جو تصویر دی' اس میں وہ ایک جوان عورت ہے لیکن آج میں نے جسے دیکھا ہے' وہ تقریباً چالیس برس کی ہوگی۔ لیکن اس کی ہم شکل ہے۔ میں نے چھپ کر انسٹنٹ کیمرے سے اس کی تصویر اتاری ہے۔ آپ دیکھیں شاید یہ وہی عورت ہو۔"

اس شخص نے ایک تصویر دکھائی کمپیوٹر پر اس تصویر کا کلوز اپ نظر آیا

ہارڈ اسٹون نے چونک کر دیکھا۔ پھر خوش ہو کر کہا۔ "ہاں یہی ہے' یہی وہ خاتون ہے' جسے میں بیس برس سے تلاش کر رہا ہوں۔ یہ کہاں ہے؟ اگر یہ تمہاری نظروں س او جھل نہیں ہو گی تو میں تمہیں منہ مانگا انعام دوں گا۔ بتاؤ یہ کہاں ہے؟"

"یہ لندن سے اپنی جوان بیٹی کے ساتھ نیویارک آئی تھی۔ وہاں سے ڈومیسٹک فلائٹ میں اوکلاہاما آئی ہے۔ میں اس کے تعاقب میں ہوں۔ اس کا قیام یہاں کے فائیو اسٹار ہوٹل میں ہے۔"

"شاباش! اس کی نگرانی کرتے رہو۔ وہ نظروں سے او جھل نہ ہونے پائے۔ میں اوکلاہاما آرہا ہوں اور سنو! اس سے کبھی کوئی گستاخی نہ کرنا اس کے اطراف سیکورٹی فورس لگادو۔ اگر تم اس کی نظروں میں آجاؤ تو سر جھکا کر اس سے گفتگو کرو۔ اور اسے وی آئی پی ٹریٹمنٹ دو۔ بس میں آرہا ہوں۔"

اس نے کمپیوٹر فون کو آف کر کے ایک مشیر سے کہا۔ "ہیلی پیڈ پر چلو۔ ہم ابھی ہیلی کاپٹر کے ذریعہ اوکلاہاما جارہے ہیں۔"

دونوں مشیر اس کے ساتھ اس کمرے سے نکل آئے۔ وہ عمارت کے جس حصے سے گزر رہا تھا' وہاں کے مسلح گارڈز اسے سیلوٹ کر رہے تھے۔

ایک مشیر نے پوچھا۔ "سر! وہ خاتون کون ہے؟"

"وہ میری پہلی شریک حیات ہے۔ تمہاری مالکہ ہے۔ ایک جوان لڑکی اس کے ساتھ ہے۔ یقیناً وہ میری بیٹی ہو گی اور اس سے بڑا ایک بیٹا بھی

ہے۔ اوہ گاڈ! میرا گمشدہ سرمایہ مجھے ملنے والا ہے۔ آج میں دنیا کا سب سے خوش نصیب انسان ہوں۔"

عمارت کے باہر ہیلی پیڈ پر اس کا ذاتی ہیلی کاپٹر کھڑا ہوا تھا۔ وہ اپنے مشیروں اور مسلح گارڈز کے ساتھ اس میں سوار ہو گیا۔ وہ ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا۔ ہارڈ اسٹون اس سے بھی زیادہ مسرتوں کی بلندیوں پر پرواز کر رہا تھا۔ ان مسرتوں کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ وہ عبودہ اور اپنے بچوں کو مردہ سمجھنے لگا تھا۔ ہز ہائی نس آئرن مین کو اکلوتا بیٹا سمجھ رہا تھا اس فکر میں مبتلا رہتا تھا کہ ایک ہی بیٹا ہے۔ اگر جرائم کی دنیا میں مارا جائے تو اس کی نسل آگے نہیں بڑھے گی۔ ایک مرد کی آخری قائم رہنے والی کمائی بیٹے کی صورت میں ہوتی ہے۔ اپنی موت کے بعد بھی بیٹوں اور پوتوں کے ذریعہ دنیا میں اپنا نام باقی رہتا ہے۔

ہارڈ اسٹون کو یہی سب سے بڑی خوشی نصیب ہوئی تھی کہ اب اس کے ایک نہیں دو بیٹے تھے۔ وہ دونوں دو دو' چار چار شادیاں کر سکتے ہیں اور چار چار مشینوں سے دادا کا نام لینے والی فوج پیدا کر سکتے تھے۔

❑✱❑

کبریا نے سفر کے دوران عمارہ کو گہری نیند سلا کر اس پر تنویمی عمل کیا
تھا اور اس کے دماغ میں یہ باتیں نقش کی تھیں کہ اس کے دل میں اپنے
ہمسفر کے لئے جو محبت پیدا ہوئی تھی، وہ قائم رہے گی۔
دوسری بات یہ کہ وہ اپنی ماں اور بھائی کی مجرمانہ سرگرمیوں کی مخالفت
کرے گی۔ زیادہ بولنے کی عادت پر قابو پائے گی اور سنجیدگی اور ذہانت سے
سوچ سمجھ کر گفتگو کیا کرے گی۔
کبریا سے محبت کرنے کا مطلب یہ تھا کہ کبریا کے دشمنوں سے عمارہ کو
کبھی نقصان پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے اس نے تنویمی عمل کے دوران ایسے حکم
دیا کہ وہ پرائی سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی سانس روک کر ان لہروں کو
بھگا دیا کرے گی۔ صرف اپنے محبوب کبریا کی سوچ کی لہروں کو محسوس نہیں

کرے گی۔

پھر اس کے دماغ کو حکم دیا کہ وہ عارضی طور پر اپنے محبت کی جدائی برداشت کرے گی۔ وہ نیویارک کے ایئرپورٹ میں اس سے بچھڑ جائے گا۔ پھر جلد ہی کسی موقع پر اس سے ملاقات کرے گا۔

اس نے ایسی ہی چند اہم باتیں عمارہ کے ذہن میں نقش کی تھیں۔ پھر نیویارک ایئرپورٹ میں ٹائلٹ جانے کے بہانے عمارہ سے دور ہوا۔ ٹائلٹ میں جاکر پھر ایک غیر معمولی گولی نگل کر نادیدہ بن گیا۔ اب وہ نادیدہ بن کر یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ عبودہ کیسے کیسے ایجنٹوں کے ذریعہ کسی بڑے اسلحہ فروش تک پہنچے گی۔

وہ عمارہ کے پاس آیا۔ اس وقت ایک شخص عبودہ سے کہہ رہا تھا۔ میڈم! اچھا ہوا آپ دو دن لیٹ آئیں۔ اوکلاہاما میں جہاں اسلحہ کی نمائش ہو رہی تھی' وہاں بم کے دھماکوں سے کتنے ہی بڑے بڑے اسلحہ کے خریدار مارے گئے ہیں۔"

عبودہ نے کہا۔ "مائی گاڈ! ہمارے مقدر میں سلامتی تھی۔ اس لئے ہمیں یہاں آنے میں دیر ہو گئی۔ اس شہر میں اتنی بڑی ٹریجڈی ہو گئی ہے۔ ہمیں وہاں نہیں جانا چاہئے۔"

"وہاں جانا ہو گا میڈم! ہزہائی نس آئرن مین اسی شہر میں ہے کیونکہ جو خریدار وقت پر نہیں پہنچ سکے' وہ اب پہنچ رہے ہیں۔ آپ سب کے لئے وہاں ایک عمارت میں اسلحہ کی خفیہ منڈی لگے گی۔ دوسری اسلحہ ساز

...ملکوں سے بھی مال آرہا ہے۔ میں نے وہاں کے شیرٹن ہوٹل میں آپ کے لئے ایک سوئٹ بک کرادیا ہے اور یہ آپ دونوں کے لئے ڈومیسٹک فلائٹ کے ٹکٹ۔"

عبودہ نے ٹکٹ لے کر دور تک نظریں دوڑائیں۔ اس شخص نے پوچھا۔ "آپ کے ساتھ کوئی اور ہے؟"

"ہاں ایک شخص ویسٹ بے سٹی سے مجھے پریشان کررہا ہے۔ پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہے۔ شاید وہ اب چھپ کر پیچھا کرے گا۔"

"آپ پریشان نہ ہوں۔ جب بھی نظر آئے گا۔ مجھے بتادیں میرے آدمی اسے ٹھکانے لگادیں گے۔"

عمارہ نے اس شخص سے کہا۔ "اے خبردار! اسے نقصان پہنچانے کی بات کروگے تو میں تمہیں گولی ماردوں گی۔ ماما! تم کیوں میرے پیار کی دشمن بن رہی ہو؟ اسے کچھ ہوگا تو میں اپنی جان دے دوں گی۔"

عبودہ نے کہا۔ "تم جس کی دیوانی ہورہی ہو' وہ ہے کہاں؟ بیٹی! دوست اور دشمن کو پہچانو۔ اس نے دیکھ لیا ہے کہ یہاں میرے ساتھ مسلح افراد رہیں گے۔ اس لئے وہ کہیں چلا گیا ہے۔ کہیں نظر آئے تو اسے سمجھانا۔ اسے میرے دھندے سے دور رہنے کا مشورہ دینا۔ وہ مجھ سے دور رہ کرہی زندہ رہ سکے گا۔"

وہ ماں بیٹی اس گائیڈ ایجنٹ کے ساتھ جانے لگیں۔ کبریا ایک شخص کو دیکھ رہا تھا۔ اس شخص نے ایک ستون کے پیچھے چھپ کر عبودہ کی تصویر ایک

انسٹنٹ کیمرے سے اتاری تھی۔ پھر اس کے پیچھے جارہا تھا۔ چلنے کے دوران موبائل فون کے ذریعہ کہہ رہا تھا۔ "میرے سامنے ایک خاتون ایک جوان لڑکی کے ساتھ جارہی ہے۔ ہم سب کو اس پر نظر رکھنا ہے۔ یہ کسی ڈومیسٹک فلائٹ سے کہیں جانے والی ہے۔ اس ڈومیسٹک فلائٹ کا ایک ٹکٹ میرے لئے ضرور حاصل کرو۔"

کبریا اس شخص کے دماغ میں پہنچ گیا۔ اس کے چور خیالات نے بتایا کہ وہ اسلحہ مافیا کے گاڈفادر ہارڈاسٹون کی سراغ رسانوں کی ٹیم کا ایک سراغ رساں ہے۔ وہ گاڈفادر ہارڈ اسٹون پچھلے بیس برس سے عبودہ کو تلاش کر رہا ہے۔

ہارڈ اسٹون کیوں عبودہ کو تلاش کر رہا ہے' یہ سراغ رساں نہیں جانتا تھا۔ کبریا کے لئے یہ دلچسپ مرحلہ تھا۔ وہ اور بابر جس ہارڈ اسٹون تک پہنچنا چاہتے تھے' اس کا راستہ عبودہ کے پیچھے چلنے سے مل سکتا تھا۔

کبریا کو یوں بھی اسلحہ فروشوں اور اسلحہ کے خریداروں تک پہنچنا تھا۔ پھر عمارہ کی محبوبیت میں بلا کی کشش تھی۔ اس لئے وہ نادیدہ بن کر ان ماں بیٹی کے ساتھ اوکلاہاما کے فائیو اسٹار ہوٹل تک پہنچ گیا۔

اس ہوٹل میں دوسری دہشت گرد تنظیموں کے بھی سربراہ آئے ہوئے تھے۔ وہاں مسلح باڈی گارڈز زیادہ نظر آرہے تھے۔ ہوٹل کی انتظامیہ سہمی ہوئی تھی۔ اگر معلوم ہوتا کہ ایسے بڑے لوگ قیام کرنے آرہے ہیں' جن کے دو دو' چار چار باڈی گارڈز گنیں لے کر نچلی منزل سے آخری اوپری منزل

تک نظر آئیں گے تو وہ ہوٹل کے کمرے ان کے نام بک نہ کرتے۔ دوسرے قیام کرنے والی عورتیں اور مرد ان اسلحہ برداروں کو یوں پریشان ہو کر دیکھتے تھے جیسے وہاں جنگ چھڑنے والی ہے۔

عبودہ نے وہاں کبریا کو دیکھا۔ عمارہ تو اسے دیکھتے ہی ماں کو چھوڑ کر دوڑتی ہوئی اس کے پاس چلی آئی۔ "تم کہاں چلے گئے تھے۔ جاؤ میں نہیں بولوں گی۔"

"میں ایئرپورٹ کے ٹائلٹ میں تھا۔ واپس آکر دیکھا تو تم جا چکی تھیں۔ کیا میرا انتظار نہیں کر سکتی تھیں؟"

"ماما جبراً مجھے اپنے ساتھ لے آئی ہیں۔"

"وہ لے آئیں اور تم چلی آئیں۔ جاؤ میں نہیں بولوں گا۔"

"اچھا میں بولوں گی۔ دوستی کر لو۔"

عمارہ نے ہاتھ بڑھایا۔ کبریا نے اس کا ہاتھ تھام لیا۔ عبودہ گھور کر انہیں دیکھ رہی تھی اور یہ سمجھ رہی تھی کہ اس نے پہلے بیٹے کو نقصان پہنچایا۔ اب اسے نقصان پہنچانے کے لئے اس کی بیٹی کو پھانس رہا ہے۔

ایک گائیڈ ایجنٹ نے اسکے پاس آکر کہا۔ "میڈم! ایک صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ بار کے کیبن نمبر سیون میں ہیں۔"

"کیا مجھے کسی اجنبی سے ملنا چاہئے؟"

"یس میڈم! اس شخص سے بزنس ڈیلنگ میں آپ فائدہ اٹھا سکتی ہیں۔"

"میں چلتی ہوں۔ مگر اس جوان کو دیکھو، جو میری بیٹی کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کر رہا ہے۔ یہ وہی ہے، جو ویسٹ بے سٹی سے مجھے پریشان کر رہا ہے۔"

"میں سمجھ گیا میڈم! وہ ابھی نظر آ رہا ہے پھر کبھی نظر نہیں آئے گا۔ آپ بار کے کیبن نمبر سیون میں جائیں۔"

"میں نہیں چاہتی کہ اسے قتل کیا جائے۔ میں تمہارے ان آدمیوں کو بھاری معاوضہ ادا کروں گی، جو اس کے بیٹھنے کی جگہ کو آگ سے جلائے گا۔"

اس گائیڈ ایجنٹ نے حیرانی سے اسے دیکھا۔ پھر پوچھا۔ "کیا؟ کیا آپ نے وہی کہا ہے، جو میں نے سنا ہے؟"

"ہاں۔ میں چاہتی ہوں، وہ بیٹھنے کے قابل نہ رہے اور چت لیٹنے کے بھی قابل نہ رہے۔ کیا میری بات سمجھ میں آ رہی ہے؟"

"سمجھ گیا میڈم! آپ جو چاہتی ہیں، وہی ہو گا۔"

وہ وہاں سے چلتی ہوئی بار میں آئی۔ وہاں پینے والے کاؤنٹر پر بھی تھے، کھلے ہال میں میزوں پر بھی تھے اور کیبنوں میں بھی۔ اس نے کیبن نمبر سات کے دروازے پر دستک دی۔ اندر سے آواز آئی۔ "تم عیدہ ہو تو آجاؤ۔"

اس نے کیبن میں داخل ہونے کے لئے دروازہ کھولا۔ پھر ہارڈ اسٹون کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔ اگرچہ بیس برس میں کافی تبدیلیاں ہوئی تھیں۔ پھر

بھی اس نے پہچان لیا۔ پہلے تو وہ حیران ہوئی۔ پھر پریشان ہوئی۔ پھر نفرت سے واپس جانا چاہتی تھی۔ لیکن ہارڈاسٹون نے اس کے دماغ میں پہنچ کر اپنے اختیار میں کیا۔ وہ اندر آکر بولی۔ "تم زندہ کیوں ہو؟ میں تمہاری صورت نہیں دیکھنا چاہتی۔"

وہ مسکرا کر بولا۔ "پہلے بیٹھو۔ بعد میں نفرت کرنے کا بہت وقت ملے گا۔ تم یہ سمجھ نہیں سکو گی کہ آج میں تمہیں اور اپنی بیٹی کو پاکر کتنا خوش ہو رہا ہوں۔

"میں پہلے جیسی سیدھی سادی گھریلو عورت نہیں ہوں۔ کئی قتل کر چکی ہوں۔ شاید تم میرے ہاتھوں سے مرنے کے لئے اب تک زندہ ہو۔"

"جب چاہو' مار ڈالنا۔ تھوڑی دیر کے لئے اپنا دماغ ٹھنڈا رکھو۔ میں جانتا ہوں' تم ایک دہشت گرد تنظیم کی سربراہ ہو۔ ہمارا بیٹا قاسم ویسٹ بے سٹی کے ہسپتال میں پڑا ہے۔ میں تمہارے دماغ میں رہ کر ابھی چور خیالات پڑھ رہا تھا۔"

"اوہ میں بھول گئی تھی تم ٹیلی پیتھی جانتے ہو۔ میں تمہارے جیسے یہودی کی بیوی بن کر نہیں رہنا چاہتی تھی لیکن تم نے تنویمی عمل کے ذریعہ مجھے سحر زدہ کر دیا تھا۔ اب میں تمہیں تنویمی عمل کرنے کا موقع نہیں دوں گی۔"

"میں قسم کھاتا ہوں' تم پر تنویمی عمل نہیں کروں گا۔ اپنے بیٹے قاسم پر عمل کروں گا تو وہ ہمیشہ باپ کا فرمانبردار بیٹا بن کر رہے گا۔"

"خبردار! میرے بیٹے کو کچھ نہ کرنا۔ وہ میرا ہے۔ میرا ہی رہے گا۔"

"نفرت کو تھوک دو۔ محبت سے بولو۔ وہ ہم دونوں کا بیٹا ہے۔ اس طرح تم فائدے میں رہو گی۔ ورنہ بیٹا اور بیٹی سحرزدہ ہو کر' مجھ سے محبت اور تم سے نفرت کرتے رہیں گے اور تم چیختی چلاتی اور فریاد کرتی رہو گی۔"

وہ بڑی بے بسی سے سوچنے لگی۔ میں ساری دنیا چھوڑ سکتی ہوں۔ مگر اپنی اولاد کو کبھی نہیں چھوڑوں گی۔ آہ! میں کتنی بے بس ہو گئی ہوں۔ ایک معمولی نوجوان اب تک مجھے پریشان کر رہا تھا۔ اس سے تو میں پیچھا چھڑا لوں گی۔ لیکن اس ٹیلی پیتھی جاننے والے سے اپنے بچوں کو کیسے دور کروں؟

ہارڈ اسٹون نے کہا۔ میں تمہاری پریشانیوں کو سمجھ رہا ہوں۔ پلیز عقل سے کام لو۔ مجھے یہودی اور خود کو مسلمان نہ کہو۔ دہشت گردوں کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ تم یہاں سے اسلحہ خرید کر اپنے ہی مسلمانوں کے خلاف استعمال کرو گی اسلحہ لے جا کر ویسٹ بے سٹی کے مجاہدین کو ہلاک کرو گی۔ میں بھی اپنے یہودیوں کے خلاف مسلمان خریداروں کو ہتھیار دیتا ہوں۔ میں تمہیں ایک راز کی بات بتاؤں؟"

وہ اس کے اندر خیال خوانی کے ذریعے بولا۔ "دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ اس لئے میں خیال خوانی کے ذریعے کہہ رہا ہوں۔ اسلحہ مافیا کا گاڈ فادر میں ہوں۔"

"کیا؟" اس نے بے یقینی سے کہا۔ "نہیں۔ ڈیگیں نہ مارو میں نے سنا ہے اسے کسی نے آج تک نہیں دیکھا ہے۔ وہ کسی کے سامنے نہیں آتا

ہے۔"

"میں ایک سماجی زندگی گزارتا ہوں۔ لوگوں کے سامنے رہتا ہوں۔ لیکن کوئی مجھے گاڈفادر ہارڈ اسٹون کی حیثیت سے نہیں جانتا ہے۔ تم یقین نہ کرو لیکن تم میرے رشتے سے جرائم کی اور خصوصاً دہشت گردوں کی دنیا کی ملکہ بن چکی ہو۔ تم دیکھ رہی ہو کہ تمہیں یہاں وی آئی پی ٹریٹمنٹ مل رہی ہے۔ یہاں سے دنیا کے جس ملک اور ریاست میں جاؤ گی، تمہیں زندگی کی تمام ضروریات سے نوازا جائے گا۔"

"وہ توجہ سے سن رہی تھی' اس نے پوچھا میرے بچوں کو تحفظ ملے گا؟"

"وہ شہزادہ اور شہزادی کی طرح زندگی گزاریں گے۔ ان کی اجازت کے بغیر کوئی پرندہ بھی ان کے آس پاس پر نہیں مارے گا۔"

"کیا ویسٹ بے سٹی میں میرے بیٹے سے دشمنی کرنے والے مارے جائیں گے؟"

"وہاں مجاہدین کہلانے والے میرے بیٹے کے دشمن اس طرح خاک میں ملا دیئے جائیں گے کہ وہاں تمہارے نام کی دہشت طاری ہو جائے گی۔"

"ان مجاہدین کی راہنمائی کرنے والا ایک جوان مجھے پریشان کررہا ہے۔"

میں تمہارے خیالات پڑھ کر اس نوجوان کے باتیں میں معلوم کرچکا

ہوں۔ تم نے یہاں آنے سے پہلے میرے جس ماتحت کو اس جوان کے پیچھے لگایا ہے۔ وہ وہی ماتحت اب تک اسے جہنم میں پہنچا چکا ــــــ"

اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ کیبن کا دروازہ یکبارگی کھلا۔ کھلے ہوئے دروازے کی چوکھٹ پر وہی ماتحت اوندھے منہ آکر گرا۔ اس کے پیچھے کچھ لوگ تھے۔ اس ماتحت کے پچھلے حصے کی پتلون جل چکی تھی۔ بیٹھنے کی جگہ گوشت جل کر کالا ہو چکا تھا وہ بڑی مشکلوں سے ہارڈ اسٹون تک پہنچ کر بیہوش ہو گیا تھا۔

ہوٹل کے ہیڈ باورچی نے کہا۔ "یہ ایک جوان کے ساتھ کچن میں آیا تھا۔ اس کے ساتھ یہ سلوک کرنے کے بعد وہ بھاگتا ہوا کچن کے پچھلے دروازے سے نکل کر نہ جانے کہاں گم ہو گیا ہے۔ کچھ لوگ اسے تلاش کر رہے ہیں۔"

ہارڈ اسٹون نے اپنے گارڈ سے کہا۔ "تمام گارڈز کو حکم دو۔ ہوٹل کے اندر اور باہر وہ جہاں بھی نظر آئے، اسے زخمی کر کے اپاہج بنا کر میرے سامنے لائیں۔"

سیکورٹی افسر نے کہا۔ "باس! ہم میں سے کسی نے اس جوان کو نہیں دیکھا ہے۔ وہ یہاں ڈھونڈتا پھرے گا اور ہم اسے پہچان نہیں سکیں گے۔"

ہارڈ اسٹون نے عیودہ سے پوچھا۔ "کیا اس کی کوئی تصویر ہے؟"

وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس بیہوش پڑے ہوئے ماتحت کو دیکھ رہی تھی، جو اب بیٹھنے اور چت لیٹنے کے قابل نہیں رہا تھا۔ دوسرے ماتحت اسے وہاں

سے اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ ہارڈ اسٹون نے اپنا سوال دہرایا۔ عبودہ نے چونک کر کہا۔ "میرے پاس اس کی تصویر نہیں ہے شاید عمارہ کے پاس ہو' اس بدمعاش نے ہماری بیٹی کو پھانس لیا ہے۔" اسی وقت عمارہ بھیڑ کو چیرتی ہوئی کیبن کے سامنے آئی۔ پھر ماں کو دیکھ کر ہنستی ہوئی بولی۔ "ہائے ماما! آپ نے میرے ہیرو کا کمال نہیں دیکھا آپ نے جس دشمن کو پیچھے لگایا' ہیرو نے اس کا پورا بیک گراؤنڈ جلا کر رکھ دیا ہے۔"

وہ دونوں ہاتھ منہ پر رکھ کر ہنسنے لگی۔ ہارڈ اسٹون بیٹی کو بڑی محبت سے دیکھ رہا تھا۔ عبودہ نے کہا۔ "یہ ہنسی بند کرو۔ ان سے ملو۔ یہ تمہارے فادر ہیں۔ تم ان کی بیٹی ہو۔"

عمارہ نے سوالیہ نظروں سے ہارڈاسٹون کو دیکھا۔ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ہاتھ بڑھا کر بولا۔ "میری بیٹی! میری جان! میرے پاس آؤ۔"

اس نے ماں سے پوچھا۔ "ماما! آپ نے یہ دوسری شادی کب کی تھی؟"

"میں نے ایک ہی شادی کی ہے۔ یہی تمہارے اور قاسم کے باپ ہیں۔"

اس نے آگے بڑھ کر بیٹی کے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر کہا۔ "میری بیٹی میری توقع سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ آئی لو یو ڈارلنگ۔"

اس نے بیٹی کی پیشانی کو چوم کر عبودہ کو آنکھ ماری پھر کہا۔ "تمہاری بیٹی کا ہیرو تو واقعی باکمال ہیرو ہے۔ کیا ہمیں اس سے ملاؤ گی؟"

عمارہ نے خوش ہو کر پوچھا۔ "کیا آپ اسے پسند کرتے ہیں۔ میری پسند غلط تو نہیں ہے؟"

"ہرگز نہیں۔ میں تمہاری ماما کو سمجھاؤں گا۔ یہ بھی اسے پسند کریں گی۔ جاؤ اسے ابھی لے کر آؤ۔ ہم سب ساتھ ہی ڈنر کریں گے۔"

"پتہ نہیں وہ کب آئے گا؟ وہ جاتا ہے میری مرضی سے اور آتا ہے اپنی مرضی سے۔"

"تم اسے بہت چاہتی ہو۔ اس کی تصویر تو تمہارے پاس ہوگی؟"

"میں نے ابھی اس سے کہا تھا' تم نہیں رہتے ہو' تب تمہاری تصویر دیکھا کروں گی۔ اس نے کہا۔ ابھی شہر جا کر تصویر اتروا کر مجھے دے گا۔ لیکن میں بہت چالاک ہوں۔ میں نے اس کا پاسپورٹ چھین کر کہا' جب تک مجھے تصویر نہیں دو گے' میں اس پاسپورٹ کی تصویر سے دل بہلاؤں گی۔"

"ہماری بیٹی چالاک ہے مگر معصوم ہے۔ کہاں ہے وہ پاسپورٹ؟"

اس نے پرس میں سے پاسپورٹ نکال کر دیا۔ ہارڈ اسٹون نے اسے کھول کر کبریا کی تصویر دیکھی۔ عبودہ کو دکھا کر پوچھا "یہی ہے؟"

"ہاں یہی میرے بچوں کا دشمن ہے۔"

"ماما! آپ اسے دشمن کہیں گی تو میں چلی جاؤں گی۔"

ہارڈ اسٹون نے اسے تھپک کر کہا۔ "نہیں بیٹی! تم باپ کو چھوڑ کر کہاں جاؤ گی۔"

پھر اس نے عبودہ سے معنی خیز انداز میں کہا۔ "بھئی سمجھا کرو۔ سب

ٹھیک ہو جائے گا۔ میری لاڈلی بیٹی کو ناراض نہ کرو۔"
اس نے ایک ماتحت کو بلا کر اسے پاسپورٹ دیتے ہوئے کہا۔ "اس کے درجنوں فوٹو پرنٹس نکالو۔ تمام پرنٹس سیکورٹی افسران اور سراغرسانوں میں تقسیم کرو۔ پاسپورٹ فوراً واپس لا کر میری بیٹی کو دو۔"
"پاپا! آپ اس کے فوٹو پرنٹس کیوں نکلوا رہے ہیں؟"
"بیٹی! تم نے پہلی بار مجھے پاپا کہا ہے۔ میں مسرتوں سے بھر گیا ہوں۔ تم اور قاسم میری زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ ہو۔"
"پاپا! آپ کو پتہ ہے۔ میں اکثر سوچتی تھی، میرے والد اگر کہیں گم نہ ہوتے اور میرے سامنے ہوتے تو میں انہیں پاپا کہتی۔ اسی لئے ابھی آپ کو پاپا کہہ رہی ہوں۔"
ہارڈ اسٹون نے اسے باتوں میں بہلا دیا۔ وہ یہ پوچھنا بھول گئی کہ فوٹو پرنٹس کیوں نکلوائے جا رہے ہیں۔ آدھے گھنٹے کے اندر کبریا کے تمام فوٹو پرنٹس تمام سیکورٹی افسران اور پرائیوٹ سراغرسانوں میں تقسیم کر دیئے۔ ماتحت نے پاسپورٹ واپس لا کر دیا۔ ہارڈ اسٹون نے کبریا کی تصویر کو غور سے دیکھا۔ پھر تصویر کی آنکھوں میں جھانکتا ہوا اس کے دماغ میں پہنچ گیا۔ کبریا نے سوچ کی لہروں کو محسوس کرتے ہی پوچھا۔ "کون ہے؟"
"میں کوئی بھی ہو سکتا ہوں۔ تم کون ہو؟ یہ ابھی تمہاری کھوپڑی پڑھ کر معلوم کر لوں گا۔"
"یہ تو تمہارا باپ بھی معلوم نہیں کر سکے گا۔ گیٹ آؤٹ۔"

اس نے سانس روک لی۔ ہارڈ اسٹون کی سوچ کی لہریں واپس آ گئیں۔ اس کی سمجھ میں آ گیا کہ ٹیلی پیتھی کام نہیں آئے گی۔

ایک تجسس تھا کہ اس کے بارے میں اہم باتیں معلوم کی جائیں۔ اس نے دوبارہ خیال خوانی کی پرواز کی۔ اس کے دماغ میں پہنچا۔ اس نے پوچھا۔

"اب کیا ہے؟"

"سانس نہ روکنا۔ میں عمارہ کا باپ ہوں۔"

"پیدا ہو گئے۔"

"کیا مطلب؟"

"وہ عمارہ باپ' باپ پکارتی تھی۔ میں نے سمجھایا تم باپ سے پہلے پیدا ہو گئی ہو۔ ابھی نہ پکارو۔ وہ پیدا ہونے کے بعد خود بیٹی' بیٹی پکارے گا۔"

"یہ فضول باتیں ہیں۔ مگر دلچسپ ہیں۔"

"فضول باتیں اس لئے کر رہا ہوں کہ تمہیں میرے چور خیالات پڑھنے کا خوب موقع ملے اور جب میری پوری ہسٹری پڑھ لو تو پلیز مجھے بتانا کہ میں کون ہوں اور کیا کرتا پھرتا ہوں؟ تعجب ہے' میں خود کو پہچاننا چاہتا ہوں اور پہچان نہیں پاتا ہوں۔"

وہ جو بول رہا تھا۔ اس کے چور خیالات بھی وہی بول رہے تھے۔ اس کے بارے میں الگ سے ڈھکی چھپی سوچ نہیں تھی۔ جبکہ تحت الشعور میں اہم اور رازدارانہ خیالات چھپے رہتے ہیں۔ ہارڈ اسٹون حیران تھا کہ کبریا کے تحت الشعور سے کوئی سوچ کیوں نہیں ابھر رہی ہے؟"

وہ دماغی طور پر اسی کیبن میں حاضر ہو گیا۔ عمارہ نے پوچھا۔ "پاپا! کیا میرا محبوب بہت اچھا لگ رہا ہے؟ آپ اسے بڑی دیر سے دیکھ رہے ہیں۔"

تصویر کی آنکھوں میں جھانکنے کے بعد ہارڈ اسٹون کی نظریں اس پر جم کر رہ گئی تھیں۔ وہ بیٹی کے سوال پر مسکرا کر بولا۔ "ہاں تمہارا محبوب بہت اچھا ہے۔ اسی لئے میں اتنی دیر سے دیکھ رہا تھا۔ یہ لو پاسپورٹ۔"

اس نے عمارہ کو کبریا کا پاسپورٹ دیا۔ موبائل فون کا بزر سنائی دیا۔ وہ اسے آن کر کے بولا۔ "کون ہے؟"

"باس! بہت اہم اطلاع ہے۔ میں دوپہر سے فون کر رہا ہوں۔ لیکن رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔"

"میں نے فون بند رکھا تھا۔ اطلاع کیا ہے؟"

"کنیز فاطمہ بینک میں چیک کیش کرانے آئی تھی۔ میں نے اس کا تعاقب کیا تھا اس کے نئے بنگلے کا پتہ نوٹ کر چکا ہوں۔"

"تم نے صحیح طور سے پہچانا ہے؟ کیا وہ کنیز تھی۔"

"جی ہاں اس نے میک اپ کے ذریعہ اپنا چہرہ چھپایا ہے۔ لیکن چیک کنیز کے نام کا تھا اور اس نے کاؤنٹر پر کنیز کے ہی دستخط کئے تھے۔ جب وہ بنگلے کے دروازے پر پہنچی تو سلامت نے دروازہ کھولا تھا۔ وہ میک اپ میں نہیں تھا۔ شاید اس لئے کہ وہ گھر سے باہر نہیں نکلتا ہوگا۔"

اس نے بنگلے کا پتہ بتایا۔ ہارڈ اسٹون نے اس سے رابطہ ختم کر کے اپنے بیٹے ہز ہائی نس سے رابطہ کیا۔ اسے بنگلے کا پتہ بتا کر کہا۔ "اس موقع سے

فوراً فائدہ اٹھاؤ۔ سلامت اور اس کی فیملی کو نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دو گے تو ہمیں بابر کی بہت سی کمزوریاں معلوم ہوں گی۔ ہم اسے جلد ہی ٹریپ کر کے ختم کر سکیں گے۔"

"پاپا! اس نے مسلمان لڑکیوں کو ہماری قید سے رہائی دلائی تھی۔ سلامت کی بھی ایک جوان بیٹی ہے۔ اگر میں اسے اغوا کروں گا تا وہ اس کی تلاش میں بھٹکتا ہوا ہمارے شکنجے میں آجائے گا۔"

"سلامت کی بیٹی کو اس طرح اغوا کرو کہ الزام جان ہنٹر پر آئے۔ مگر نہیں، تم تو رائما کے دیوانے ہو۔ اس کے بھائی پر الزام نہیں آنے دو گے۔"

"آپ یہ کام مجھ پر چھوڑ دیں۔ بابر اس لڑکی کے پیچھے بھاگتا ہوا اپنی موت کو دعوت دینے کے لئے نمودار ہو گا۔"

وہ باپ سے رابطہ ختم کر کے بنگلے سے باہر آیا۔ سلامت کے بنگلے تک جانے کے لئے اپنی کار میں آکر بیٹھ گیا۔ وہ خود کو تنہا سمجھ رہا تھا۔ جبکہ اس کا عامل جان ہنٹر اس کے اندر موجود رہ کر باپ بیٹے کی مصروفیات کو سمجھ رہا تھا اور اس موقع کا منتظر تھا، جب بیٹا اپنے باپ سے ملنے جاتا۔ اور اپنی لاعلمی میں اسے بھی گاڈ فادر تک پہنچا دیتا۔ اس وقت ہزہائی نس کی کار میں جان ہنٹر بھی موجود تھا۔ ہزہائی نس نادیدہ بنانے والی جو گولیاں حاصل کی تھیں۔ ان میں سے ایک گولی نکل کر نادیدہ بن گیا تھا۔ اس طرح ہزہائی نس کو نظر نہیں آرہا تھا۔

اس نے بنگلے سے ذرا دور گاڑی کھڑی کی۔ وہ بھی اپنی داڑھ میں ایک گولی دبا کر رکھتا تھا۔ اس نے وہ گولی نگل لی۔ نادیدہ بن گیا۔ ایسے وقت ایک شخص اس گلی سے گزر رہا تھا۔ وہ کار کے قریب آکر کھڑکیوں کے شیشوں کے پار اندر دیکھنے لگا۔ اسے کوئی نظر نہیں آیا۔ اندر ہزہائی نس اس انتظار میں تھا کہ وہ جائے گا تو باہر نکلے گا۔ ورنہ وہ دروازہ کھولتا تو دروازہ کھلتا ہوا نظر آتا۔ لیکن کھولنے والا نظر نہیں آتا۔

جب وہ شخص ذرا دور چلا گیا تو وہ آہستگی سے دروازہ کھولنے والا نظر نہیں آیا۔ اسی وقت اتفاق سے اس شخص نے پلٹ کر دیکھا۔ دروازے کو خود بخود کھلتے دیکھ کر وہ دوڑتا ہوا آیا۔ اس کے قریب آنے تک دروازہ زوردار آواز کے ساتھ بند ہوگیا۔ وہ حیرانی سے دروازے کو چھو کر شیشے کے پار اندر دیکھنے لگا۔ کوئی نظر نہیں آرہا تھا۔ اس نے دروازے کو کھول کر دیکھا کہ خود بند ہو سکتا ہے یا نہیں؟

ہزہائی نس نے دروازے کو بند کردیا۔ اس نے تعجب سے آس پاس دیکھ کر پھر اس دروازے کو کھولا۔ اس بار ہزہائی نس نے لاک کو پش کر کے دروازے کو بند کیا۔ دروازہ لاک ہوگیا۔ اس شخص نے اسے کھولنے کی بار بار کوشش کی پھر ناکام ہو کر بڑبڑاتے ہوئے جانے لگا۔ "ہماری دنیا میں کبھی کبھی ایسی ناقابل فہم باتیں ہوتی ہیں، جنہیں عقل سمجھنے سے قاصر رہتی ہے۔ کمال ہے، خود کھلتا ہے، خود بند ہوتا۔ پھر لاکڈ بھی ہوجاتا ہے۔ اسی طرح میری گھر والی ہے۔ اپنی سے کھلتی اور بند ہوتی ہے۔"

وہ شخص بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔ ہزہائی نس وہاں سے چلتا ہوا بنگلے کے احاطے میں داخل ہوا۔ پھر اس نے دروازے کے پاس آکر کال بیل کا بٹن دبادیا۔ کنیز اور سلامت بیڈ روم میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ امبر نے دروازے کے پاس آکر پوچھا۔ "کون ہے؟"

وہ بابر کی آواز بنا کر بولنے کی کوشش کرتے ہوئے بولا۔ "میں ہوں!"

اس نے دروازہ کھول دیا۔ کوئی نظر نہیں آیا۔ اس نے کہا۔ "اندر آؤ۔ میں دروازہ بند کروں گی۔"

باہر لان سے آواز آئی۔ "میں یہاں ہوں۔ تم بھی آؤ۔ میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

وہ بنگلے کے برآمدے سے اتر کر لان میں آئی۔ اسی وقت ہزہائی نس نمودار ہو گیا۔ وہ اچانک ایک اجنبی کو دیکھ کر چیخنا چاہتی تھی لیکن اس نے منہ دبا کر اسے گرفت میں لے لیا۔ پھر پستول نکال کر کہا۔ "آواز نکالوگی تو گولی ماردوں گا۔ چلو میرے ساتھ۔ کوئی چالاکی نہ دکھانا۔"

ہزہائی نس کے تیور بتا رہے تھے کہ وہ گولی مار سکتا ہے۔ وہ سہم کر اس کے آگے آگے چلتی ہوئی احاطے کے باہر آئی۔ اس سے کہنے لگی۔ "تم کون ہو؟ مجھ سے کیا دشمنی ہے؟"

"تم اتنی حسین ہو کہ دشمنی کرنے نہیں' دوستی کرنے لے جارہا ہوں۔"

وہ دونوں کار کے پاس آئے۔ ہزہائی نس نے اس کے لئے اگلی سیٹ کا

دروازہ کھولا۔ اسے مجبوراً بیٹھنا پڑا۔ وہ ادھر کا دروازہ بند کرکے دوسری طرف سے گھوم کر اسٹرینگ کی طرف آیا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ بیٹھنے کے لئے دروازہ کھولتا۔ وہ کار اسٹارٹ ہو کر جانے لگی۔ وہ کار کے ساتھ دوڑتا ہوا اس کے دروازے کو کھولنے کی کوشش کرتا ہوا بولنے لگا۔ "کون ہے؟ اندر کون ہے؟ دروازہ کھولو۔

کار کی رفتار تیز ہو کر اس سے آگے نکل گئی۔ وہ پیچھے گلی میں کھڑا رہ گیا۔

کار کے اندر امبر نے ڈرائیور کے بغیر اسٹیرنگ کو گھومتے اور گیئر بدلتے ہوئے دیکھا تو خوش ہو کر بولی۔ "میرا دل کہتا تھا تم میری حفاظت کے لئے ضرور پہنچو گے۔"

اسے جواب نہیں ملا۔ وہ بولی۔ "لیکن یہ مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟ یہ کار کس کی ہے؟"

"اپنی ہی ہے۔"

یہ کہہ کر وہ کھانسنے لگا۔ آواز بدل کر بولنے لگا۔ "یہاں خطرہ ہے تمہیں اس بنگلے میں نہیں رہنا چاہئے۔ میں تمہیں دوسری جگہ چھپا کر رکھوں گا۔"

"اگر خطرہ ہے تو وہاں ممی اور ڈیڈی بھی ہیں۔"

وہ کھانستے ہوئے بولا۔ "میں تمہیں محفوظ جگہ پہنچا کر ان کے پاس جاؤں گا۔"

"تمہاری آواز کچھ بدل گئی ہے۔"

"نزلے اور کھانسی سے آواز بدل جایا کرتی ہے۔"

وہ شہر سے دور ایک مضافاتی بستی میں اسے لے آیا۔ ایک مکان کے سامنے کار روک کر بولا۔ "اس مکان میں چلو میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔"

وہ کار سے باہر آئی۔ کار کا دوسرا دروازہ بھی کھلا۔ پھر بند ہو گیا۔ وہ وہاں سے چلتی ہوئی مکان کے دروازے پر آئی وہ کھلا ہوا تھا۔ وہ اندر آئی ایک کوریڈور سے گزر کر ایک بڑے کمرے میں پہنچی۔ وہاں ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ ریوالونگ چیئر پر گھوم کر روبرو ہوئی تو اسے دیکھتے ہی امبر گھبرا کر چیخ پڑی۔ "آنٹی! آپ؟"

رانما نے کہا۔ "ہاں میں ہوں تم اور تمہارے ماں باپ اپنی قبروں میں بھی جا کر چھپ جاتے تو ہم تمہیں ڈھونڈ نکالتے۔"

وہ وہاں سے بھاگنا چاہتی تھی۔ لیکن پیچھے جان ہنٹر کھڑا ہوا تھا اور کہہ رہا تھا۔ "تمہارا ایک مددگار نادیدہ بن کر تمہارے باپ کو میری قید سے لے گیا تھا۔ میں بھی نادیدہ بن کر تمہیں یہاں لے آیا ہوں۔ اب جو بھی تمہیں تلاش کرتا ہوا یہاں آئے گا' وہ حرام موت مارا جائے گا۔"

رانما نے اسے دھکا دے کر کہا۔ "کم آن' دوسرے کمرے میں چلو۔"

دوسرے کمرے میں ایک آہنی راڈ کا پلنگ تھا۔ اس کے سرہانے کے راڈ میں ایک بہت لمبی زنجیر بندھی ہوئی تھی۔ رانما نے زنجیر کے آخری

سرے کی ہتھکڑی امبر کی کلائی سے باندھ کر کہا۔ "یہ اتنی لمبی ہے کہ تم بندھی ہوئی ٹائلٹ میں بھی جاسکتی ہو۔ کھانے کے وقت تمہیں کھانا مل جائے گا۔ اب یہی پڑی رہو۔"

اس نے کمرے سے باہر آکر دروازہ بند کردیا۔ جان ہنٹر خیال خوانی کے ذریعہ ہزہائی نس کے پاس پہنچا ہوا تھا۔ وہ حیران ہو رہا تھا کہ امبر کو کون اس سے چھین کر لے گیا ہے؟ وہ تھوڑی دیر تک پریشانی سے سوچتا رہا۔ پھر اس نے موبائل کے ذریعہ اپنے باپ ہارڈاسٹون سے کہا۔ "پاپا! بڑی گڑبڑ ہو گئی ہے۔ میں نے کامیابی سے امبر کو اغوا کیا تھا۔ اسے اپنی کار میں بٹھایا تھا لیکن کوئی اس کار کو امبر سمیت لے گیا۔"

"کون لے گیا؟ تم سے کام کیوں بگڑتے جا رہے ہیں۔ پہلے تم نے بابر کو اپنے دماغ میں گھسنے کا موقع دیا۔ پھر رانما جیسی مکار عورت کو سر پر چڑھاتے رہے ہو۔ اب تم نے سب سے بڑی غیرذمہ داری کا ثبوت دیا ہے۔ ہم امبر کے ذریعہ بابر کو ٹریپ کر سکتے تھے۔ لیکن وہ تم سے ایسے چھین لی گئی جیسے بچے سے ٹافی چھین لی جاتی ہے۔ کیا تم نادان بچے ہو؟"

"آپ بعد میں بھی ناراض ہو سکتے ہیں۔ پہلے میری بات سن لیں۔ میں ہار ماننے والا نہیں ہوں۔ امبر میرے ہاتھ سے نکل گئی تو کیا ہوا؟ کنیز اور سلامت ابھی اس بنگلے میں ہیں۔ میں انہیں اپنے شکنجے میں رکھوں گا تو بابر ضرور ان کی رہائی کے لئے میرے بچھائے ہوئے جال میں آئے گا۔"

"جاؤ۔ جو کرنا چاہتے ہو' وہ کرو۔ مگر میں تم سے مایوس ہو گیا ہوں۔

رانما کے جال میں پھنسنے والا بیٹا قابل اعتماد نہیں رہا۔ کیا تم عقل سے سوچ سکتے ہو کہ امبر کو اغوا کرنے، اسے تم سے چھین کر لے جانے والا کنیز اور سلامت کو بھی کہیں لے جا کر چھپائے گا۔ انہیں تمہارے ہاتھ نہیں لگنے دے گا۔"

"میں نے اچھی طرح سوچ لیا ہے۔ سمجھ لیا ہے۔ وہ دونوں میاں بیوی ابھی بھی اسی بنگلے میں ہیں کہیں چھپنے نہیں گئے ہیں۔"

وہ تیزی سے چلتا ہوا بنگلے کے احاطے میں آیا۔ دروازے کے پاس آکر کال بیل کا بٹن دبایا۔ کسی نے دروازہ نہیں کھولا۔ موبائل بزر کی آواز آئی۔ اس نے اسے آن کر کے کان سے لگایا۔ پھر پوچھا۔ "کون؟"

ہارڈ اسٹون نے پوچھا۔ "تم نے اچانک فون کیوں بند کر دیا میں یہ پوچھنا چاہتا تھا، تم نے امبر کے خیالات پڑھے ہیں یا نہیں؟ اس کے خیالات سے پتہ چلے گا کہ بابر نے اسے کہاں لے جا کر چھپایا ہے اور اب اس کے ماں باپ کے لئے کیا کرنے والا ہے۔"

"میں ابھی امبر کے دماغ میں جا رہا ہوں۔"

"فون بند نہ کرو۔ مجھے ابھی بتاؤ، تم اس کے ذریعہ کیا معلومات حاصل کر رہے ہو؟"

لیکن اس نے فون بند کر دیا۔ بلکہ موبائل سے بیٹری نکال لی۔ تاکہ پھر باپ فون نہ کرے۔ دراصل جان ہنٹر نہیں چاہتا تھا کہ ہزہائی نس امبر کے خیالات پڑھ کر ہارڈ اسٹون کو بتائے کہ امبر کو بابر نے نہیں جان ہنٹر نے اغوا

کیا ہے۔

ہزہائی نس نہیں جانتا تھا کہ وہ ہنٹر کا معمول اور تابعدار بنا ہوا ہے۔ اپنے عامل کی مرضی کے مطابق امبر کے خیالات نہیں پڑھ رہا ہے اور باپ سے رابطہ نہ رکھنے کے لئے اپنے موبائل کو ناکارہ بنا چکا ہے۔ ہزہائی نس سمجھ رہا تھا کہ وہ اپنی مرضی سے ایسا کر رہا ہے۔

وہ بنگلے کے دروازے پر کھڑا ہوا تھا۔ کال بیل کا بٹن دبانے کے باوجود کسی نے دروازہ نہیں کھولا تھا۔ اس نے دوسری بار بٹن نہیں دبایا تھا۔ وہیں کھڑا ہوا باپ سے فون پر باتیں کرتا رہا تھا۔ ایسے ہی وقت وہاں بابر پہنچ گیا۔ ہزہائی نس اسے نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ ہزہائی نس کو دیکھ رہا تھا اور پہچان رہا تھا۔

اس نے موبائل سے بیٹری الگ کرنے کے بعد اسے جیب میں رکھا۔ پھر کوٹ کی اندرونی جیب سے پستول نکال کر دوسری بار کال بیل کا بٹن دبایا۔ کنیز اور سلامت اس وقت عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے۔ بیٹی کی طرف سے یہ سوچ کر مطمئن تھے۔ وہ دروازہ کھول کر بابر کے ساتھ لان میں ہوگی۔ یا کہیں چہل قدمی کرنے گئی ہوگی۔

سلامت نے چار رکعت پڑھنے کے بعد آکر دروازہ کھولا۔ پھر ایک اجنبی کو دیکھ کر پریشان ہوگیا۔ اس نے پستول کے نشانے پر رکھتے ہوئے کہا۔

"کوئی شور نہ مچانا اندر چلو۔ تمہاری وائف کہاں ہے؟"

اس نے اندر آکر دروازے کو بند کیا۔ بابر بھی اندر چلا آیا تھا۔ کنیز نماز

ادا کرنے میں مصروف تھی۔ ہز ہائی نس نے ناگواری سے کہا۔ "اچھے بھلے کرسچن تھے۔ اب مسلمان بن کر عبادت کر رہے ہو۔ شرم نہیں آتی؟"

"شرم عبادت نہ کرنے سے آتی ہے۔"

اس نے تھپڑ مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ اسی لمحہ میں گردن پر زبردست کراٹے کا ہاتھ پڑا۔ منہ میں دبی ہوئی گولی باہر نکل کر فرش پر گر گئی۔ پھر کسی نے اس کے ہاتھ کو موڑا تو پستول گرفت سے نکل گیا۔ وہ تکلیف سے کراہنے لگا۔ اپنا دوسرا ہاتھ فرش پر پڑی ہوئی گولی کی طرف بڑھانے لگا۔

سلامت نے اس گولی اور پستول کو اٹھا کر کہا۔ "معلوم ہوتا ہے نادیدہ بنانے والی یہی ایک گولی اس کے پاس ہے۔ اگر دوسری ہوتی تو اسے جیب سے نکالتا۔"

بابر نے آرم لاک لگا کر ایک زور کا جھٹکا دیا تو اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ بازو کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ سلامت نے اس کے لباس کی تلاشی لی۔ وہ غیر معمولی گولی نہیں تھی۔ جان ہنٹر نے اسے ایک سے زیادہ گولی رکھنے نہیں دی تھی۔

ہارڈ اسٹون نے اسے سمجھایا تھا کہ وہ فون بند نہ کرے۔ اسے امبر کے بارے میں بتائے کہ اسے کہاں لے جا کر چھپایا گیا ہے اور کس نے ایسا کیا ہے؟ لیکن بیٹے نے باپ کی ہدایت کے خلاف موبائل فون سے رابطہ ختم کر دیا۔ اسے امبر کے متعلق بھی کچھ نہیں بتایا تب باپ کو تشویش ہوئی کہ

بیٹا نافرمانی کیوں کر رہا ہے؟ باپ بہت کم خیال خوانی کرتا تھا۔ بیٹے سے بھی فون پر بات ہوئی تھی۔ اس بار وہ مجبور ہو کر بیٹے کے دماغ میں آیا تو اس نے سانس روک لی۔

جب خیال خوانی کی لہریں واپس آئیں، تب ہارڈاسٹون کی سمجھ میں آیا کہ بیٹا نافرمان نہیں ہے۔ اس پر تنویمی عمل کیا گیا ہے۔ چونکہ وہ رانما کا دیوانہ بنا ہوا تھا اس لئے یہ سمجھ میں آگیا کہ رانما کے بھائی جان ہنٹر نے اس کے بیٹے کو اپنا معمول اور تابعدار بنایا ہے۔

ہارڈاسٹون نے اپنے خاص ماتحتوں کو سلامت کے بنگلے کا پتہ بتایا۔ پھر حکم دیا۔ "فوراً وہاں جاؤ۔ ہزہائی نس مصیبت میں ہے۔ اسے مصیبت سے نکال کر میرے پرائیوٹ بنگلے میں پہنچاؤ۔"

ہارڈ اسٹون نہیں جانتا تھا کہ اس کے بیٹے پر کیا گزر رہی ہے۔ لیکن اس کا اندازہ تھا کہ دشمن کا تابعدار بننے کے بعد وہ ضرور مصائب میں مبتلا ہوگا۔

اور وہ مبتلا ہو چکا تھا۔ ایک بازو کی ہڈی ٹوٹ چکی تھی۔ نادیدہ بنانے والی گولی سے وہ محروم ہو چکا تھا۔ وہاں سے فرار ہونے کی کوئی صورت نہیں رہی تھی۔ سلامت نے بابر سے پوچھا۔ "امبر کہاں ہے؟"

"میں نہیں جانتا۔ کیا وہ یہاں نہیں ہے؟"

"نہیں ہے۔ کوئی آدھ گھنٹہ پہلے وہ کال بیل کی آواز سن کر دروازہ کھولنے گئی تھی۔ ہم سمجھ رہے ہیں، وہ تمہارے ساتھ باہر گئی ہوگی۔"

بابر نے ہزہائی نس کو ایک ٹھوکر مار کر پوچھا۔ "امبر کہاں ہے؟"

وہ تکلیف سے کراہتا ہوا بولا۔ "میں اسے اغوا کر کے اپنی کار میں لے جانا چاہتا تھا۔ لیکن امبر کے کار میں بیٹھتے ہی وہ خود بخود چل پڑی۔ میں اب تک یہ سمجھ رہا تھا کہ تم اسے لے گئے ہو۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس نادیدہ شخص کو نہیں جانتا ہوں۔ جو امبر کو میری کار میں لے گیا ہے۔"

بابر نے کہا۔ "میں سمجھ رہا ہوں۔ اسے جان ہنٹر لے گیا ہے۔"

کنیز نماز ادا کر چکی تھی۔ جائے نماز سے اٹھ کر پریشانی سے بولی۔ "کیا وہ دشمن پھر ہم پر غالب آرہا ہے وہ کم ظرف' کمینہ نہ جانے میری بیٹی کو کہاں لے گیا ہو گا؟"

بابر نے کہا۔ "ممی! آپ فکر نہ کریں۔ آپ کی بیٹی جہاں بھی ہو گی' میں اسے لے آؤں گا۔"

جان ہنٹر ہزہائی نس کے اندر چھپا ہوا تمام باتیں سن رہا تھا۔ اس نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ "میں ہزہائی نس کی زبان سے بول رہا ہوں۔ تمہارا اندازہ درست ہے۔ امبر میری قید میں ہے۔"

کنیز نے کہا۔ "میری بیٹی پر ظلم نہ کرو۔ انتقام لینا ہے تو ہم سے لو۔"

" ضرور انتقام لوں گا۔ تم دونوں نے اسلام قبول کر کے میرے باپ دادا کے مذہب کو کمتر بنایا ہے۔ میں نے تم سے کہا تھا' امبر میری بھتیجی ہے۔ یہ عیسائی رہے گی۔ اسے مسلمان بنانے کی کوشش کرو گی تو میں تم سب کو فنا کر دوں گا۔"

سلامت نے کہا۔ "ہنٹر! زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے ہم اللہ تعالیٰ کی مرضی سے جی رہے ہیں۔ اور اسی معبود کی مرضی سے مریں گے مگر تاریخ گواہ ہے کہ تیرے جیسے فرعون کی موت عبرتناک ہوا کرتی ہے۔"

"ابھی تو تمہاری موت عبرتناک ہو رہی ہے۔ میں تمہارے بنگلے کے باہر اور کھڑکیوں کے ذریعہ اندر آگ بھڑکانے والی گیس اسپرے کر چکا ہوں۔ اور یہ لو آگ بھی لگا چکا۔ اب اندر جل مرو۔ میں نے تمام دروازوں کو باہر سے بند کر دیا ہے۔"

کھڑکی سے آگ کے شعلے نظر آرہے تھے۔ ہز ہائی نس نے خوف سے چیخ کر کہا۔ "نہیں ہنٹر! میں جل مروں گا۔ مجھے یہاں سے نکالو۔ میں تمہاری بہن کا محبوب ہوں۔ تمہارا دوست ہوں۔"

"میری بہن ایسی احمق نہیں ہے کہ تمہارے جیسے احمق کو محبوب بنائے گی۔ ہم بہن بھائی آگ کے پجاری ہیں۔ آگ ہماری دیوی ہے۔ ہم اس دیوی کو تم جیسوں کی قربانی دیتے رہتے ہیں۔ بابر شاید نادیدہ ہونے کے باعث بچ نکلے گا لیکن ہماری طرف سے تین قربانیاں قبول ہوں گی۔"

اب جان ہنٹر کی آواز بنگلے کے اندر آرہی تھی۔ وہ قہقہہ لگا کر کہہ رہا تھا۔ "آگ ہماری زندگی ہے۔ کارخانہ میں الیکٹرک بھٹی کی آگ بجھ گئی تھی۔ اس لئے ہم وقتی طور پر مر گئے تھے۔ ہم پر زوال آیا تھا۔ اب ہم دوبارہ زندہ ہو رہے ہیں۔

رانما کے قہقہے سنائی دینے لگے۔ وہ بہن بھائی نادیدہ بن کر آئے تھے۔

بنگلے کے اندر آتے ہی گولی حق سے نکال کر ٹھوس جسم میں نمودار ہو گئے کئی کمروں میں آگ بھڑک رہی تھی۔ کنیز اور سلامت دوڑتے ہوئے دوسرے کمرے میں آئے۔ پھر گولیاں نگل کر سائے بن گئے۔

آگ سائے پر اثر نہیں کرتی۔ وہ سائے ایک کھڑکی کی جالی سے گزر کر باہر چلے گئے۔ ڈرائنگ روم میں ہزہائی نس ٹوٹا ہوا ہاتھ لئے آگ سے بچنے کے لئے ادھر سے ادھر بھاگ رہا تھا۔ اور چیخیں مار رہا تھا۔

ہارڈ اسٹون ایک بار اس کے دماغ تک پہنچنے میں ناکام رہا تھا۔ دوسری بار پھر پدرانہ محبت سے مجبور ہو کر اس نے خیال خوانی کی پرواز کی تو آگ میں گھرے ہوئے بیٹے کے دماغ میں جگہ مل گئی۔ وہ بیٹے کو چیختے چلاتے اور جلتے ہوئے دیکھ کر تڑپ گیا۔ اپنے خاص آدمیوں کے دماغوں میں پہنچ کر حکم دینے لگا کہ وہ ہزہائی نس کے پاس ابھی پہنچیں۔ اسے کسی طرح آگ سے نکالیں۔

لیکن اس کے ماتحت اس بنگلے سے دور تھے۔ اگر قریب بھی ہوتے تو ان جہنمی شعلوں سے گزر کر اندر نہیں جا سکتے تھے۔ کیونکہ اندر بھی آگ ہی آگ بھری ہوئی تھی۔

اس آگ میں چار افراد تھے۔ ان میں دو آگ کے پجاری تھے۔ ان بہن بھائی کو آگ نہیں جلا سکتی تھی۔ تیسرا بابر تھا۔ اس نے رانا اور بہتر کی کوٹھی میں اینٹی فائر لوشن چرا کر اپنے پاس رکھا ہوا تھا۔ اس میں سے بہت سے لوشن کو اپنے جسم پر لگاتے رہتا تھا۔ وہ ایسا آگ کا کھیل دکھانے والے

بازی گروں کو جانتا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ کسی دن بھی کسی وقت بھی ان کے ساتھ آگ کے شعلوں میں مقابلے کی نوبت آسکتی ہے۔

اور وہ وقت آگیا تھا۔ لیکن چوتھا فرد ہزہائی نس تھا۔ اسے آگ نگل رہی تھی۔ ہارڈاسٹون اس کی زبان سے چیخ رہا تھا اور کہہ رہا تھا۔ "ہنٹر! میرے بیٹے کو آگ سے نکال دے۔ میں تجھے دنیا کا سب سے دولتمند انسان بنادوں گا۔ ورنہ تو کتنے کی موت مارا جائے گا۔"

ہنٹر نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "ابھی تیرا بیٹا کتے کی موت مر رہا ہے۔ اس کے بعد تیری باری آئے گی۔ تیرے بعد میں اسلحہ مافیا کا گاڈ فادر بن جاؤں گا۔"

بابر نے کہا۔ "ہارڈاسٹون! میں تیرے بیٹے کو بچا سکتا تھا لیکن آگ شیطان اور اس کی اولاد کو جلانے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ جب موت تیرے بیٹے کے دماغ کو بجھا دے تو، تو میرے دماغ میں چلے آنا۔ میں تجھے اس جہنمی آگ میں ان آگ کے پجاریوں کا ایک نیا تماشہ دکھاؤں گا۔"

آگ بڑی ظالم ہوتی ہے۔ اپنی زد میں آنے والوں کو نہیں چھوڑتی۔ جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔ اس آگ نے باپ کی خیال خوانی کی موجودگی میں بیٹے کو جلا ڈالا۔ وہ بابر کے دماغ میں آکر بولا۔ "ہنٹر تو دشمن ہے ہی، تم اس سے زیادہ ظالم دشمن ہو۔ میرے بیٹے کو بچا سکتے تھے لیکن اسے مرنے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ میں تمہیں بھی اسی طرح جلا کر ماروں گا۔"

رانما اور ہنٹر تمام کمروں میں جا کر کنیز اور سلامت کو تلاش کر چکے تھے۔ پھر رانما نے کہا۔ "اس ذلیل بابر نے انہیں نادیدہ بنا کر آگ سے نکال

دیا ہے۔ یہ ابھی موجود ہے۔ اسے کسی طرح پکڑو۔"

وہ کچھ اور کہنا چاہتی تھی۔ لیکن حلق سے چیخ نکل گئی۔ گردن پر ایک ہاتھ پڑا تھا۔ گولی منہ سے نکل کر آگ کے شعلوں میں کہیں گم ہو گئی تھی۔ اس نے محسوس کیا' اس کی گردن ایک فولادی بازو کے شکنجے میں تھی۔ وہ کہہ رہا تھا۔ "تیرا بھائی مجھے کیا پکڑے گا میں نے تجھے پکڑ لیا ہے۔"

آگ میں چاقو کا پھل چمک رہا تھا۔ وہ چاقو فضا میں اس طرح بلند تھا جیسے کسی نے اسے گرفت میں لیا ہو۔ اور وہ بابر کی گرفت میں تھا۔ ہارڈاسٹون نے کہا۔ "شاباش! اسے قتل کرو۔ وہ آگ میں نہیں جلے گی۔"

"میں قتل نہیں کروں گا۔ آگ کی پجارن کو آگ ہی میں جلاؤں گا۔"

جان ہنٹر اپنی بہن کو بچانے کے لئے نادیدہ ہو گیا۔ وہ حملہ کرنے کے لئے بہن کے پیچھے آیا۔ بابر وہاں سے ہٹ گیا تھا۔ ہنٹر نے اسے دونوں ہاتھوں سے دبوچنا چاہا تو بہن کی گردن گرفت میں آ گئی۔

کسی چیز کو پکڑنے کے لئے ٹھوس جسم لازمی ہوتا ہے۔ صرف بابر پیدائشی نادیدہ ٹھوس جسم رکھتا تھا۔ باقی گولیاں نگلنے والے سایہ بن کر رہتے تھے۔ اپنے لباس کے ساتھ سایہ بن جاتے تھے لیکن کسی چیز کو پکڑنے کے لئے دوبارہ ٹھوس جسم میں نمودار ہونا پڑتا تھا۔

ہنٹر نے نموادر ہوتے ہی دیکھا۔ چاقو اس کی طرف آ رہا تھا۔ وہ پھر گولی نگل کر نادیدہ ہو گیا۔ چاقو کی نوک رانما کی گردن پر آئی پھر اس کا لباس چیرتی چلی گئی۔ گردن پر چاقو کا ذرا سا زخم آیا۔ آگ کے شعلے اس زخم تک پہنچے تو

وہ جلن کی تکلیف سے چیخنے لگی۔ جہاں تک زخم تھا' وہاں تک اینٹی فائر لوشن نہیں تھا۔ اس لئے آگ زخم کو جلا رہی تھی۔

بابر نے اس کے لباس کو آگے سے بھی چیر ڈالا۔ پورا لباس کٹ کر قدموں میں آگیا۔ وہ بے لباس ہو کر ادھر ادھر بچاؤ کے لئے بھاگنے لگی۔ بھائی کو مدد کے لئے پکارنے لگی۔ اس کے بدن پر سامنے بھی چاقو سے زخم لگا تھا۔ اب سامنے بھی آگ جلا رہی تھی۔

ہنٹر نے کوشش کی کہ نمودار ہو کر چشم زدن میں بہن کے منہ کے اندر ایک گولی ڈال دے۔ وہ ایسا کرنے کا موقع تلاش کر رہا تھا۔ رانما کی تکلیف سے پتہ چل رہا تھا کہ بابر اس کے قریب ہے اور چاقو سے چھوٹے چھوٹے زخم اسے پہنچاتا جا رہا ہے۔

اس نے کہا تھا کہ وہ قتل نہیں کرے گا۔ "آگ کی پجارن کو آگ ہی میں جلا کر راکھ کر دے گا۔ اور وہ یہی کر رہا تھا۔ چاقو کے زخم سے بدن کا جو حصہ کھلتا تھا اور جلد کٹ جاتی تھی۔ وہاں آگ پوری طرح اثر کر رہی تھی۔ آگ پھر آگ ہوتی ہے۔ اپنی پجارن کو بھی جلا رہی تھی۔

ہنٹر کو ایک بار موقع مل گیا۔ وہ حلق پھاڑ کر چیخ رہی تھی۔ اس نے اس کے منہ میں گولی ڈال دی۔ دونوں بہن بھائی نادیدہ بن گئے۔ آگ کے شعلوں سے نکل کر بنگلے کے باہر آگئے۔

باہر ہزاروں لوگ جمع ہو گئے تھے۔ فائر بریگیڈ والے آگ بجھانے کی کوشش کر رہے تھے۔ ایسے وقت لوگوں نے اپنے قریب رانما کے رونے

اور کراہنے کی آوازیں سنیں۔ وہ سب حیرانی سے فٹ پاتھ کے ایک خالی حصے کو دیکھ رہے تھے۔ پھر انہوں نے جان ہنٹر کی آواز سنی۔ وہ رانما سے کہہ رہا تھا۔ "حلق سے گولی نکال کر نمودار ہو جاؤ۔ ٹھوس جسم میں رہوگی؟ تب ہی تمہیں طبی امداد دی جاسکے گی۔"

وہ کراہتی ہوئی بولی۔ "ہارڈ اسٹون نے میرے دماغ کو جکڑ لیا ہے۔ وہ مجھے گولی اگلنے نہیں دے رہا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے۔ میں اسی طرح نادیدہ رہوں گی اور طبی امداد کے لئے ترستی رہوں گی۔"

ہارڈ اسٹون نے کہا۔ "ہاں دیکھ جلن کیسی ہوتی ہے؟ آگ کیسے جلاتی ہے؟ آہ! میرے پہاڑ جیسے بیٹے کا گوشت جلتا رہا اور میں دیکھتا ہی رہ گیا۔ شیطان کی بچی! تیرے بعد تیرے بھائی کا بھی یہی انجام ہوگا۔"

ہنٹر نے غصہ سے کہا۔ "میری بہن کے دماغ سے نکل جا۔ ورنہ تیرا انجام تیرے بیٹے جیسا ہوگا۔ میں کہتا ہوں یہاں سے چلا جا۔"

"جاؤں گا۔ اب یہ جلن برداشت کرنے کے قابل نہیں رہی ہے۔ دم توڑنے والی ہے۔ اس کے جلتے رہنے سے میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ دیکھو یہ دم توڑ رہی ہے۔ مجھے یہ تماشہ دیکھنے دو۔ پھر چلا جاؤں گا۔"

ایسے وقت کبریا بابر کے پاس آیا تھا۔ پھر وہ بابر کے ذریعہ رانما کے اندر پہنچ کر ہارڈ اسٹون اور جان ہنٹر کو آپس میں لڑتے دیکھ رہا تھا پھر اس نے کہا۔ "وہ کتے جو مسلمانوں پر بھونک رہے تھے۔ اب ایک دوسروں پر بھونک رہے ہیں۔ جو ہمیں کاٹنا چاہتے تھے' اپنے بیٹے اور بہن کی زندگی کٹتے دیکھ رہے

ہیں۔ بہت جلد تم دونوں کا بھی زندگی سے رشتہ کٹنے والا ہے۔"
ہارڈاسٹون نے کہا۔ "میں تیرے جیسے تمام مسلمانوں کو نابود کر دوں گا۔
ایک بیٹا ہارنے کے بعد اب میرے پاس ہارنے کے لئے کچھ نہیں رہا ہے۔
اب میرا نہیں تمہاری پوری قوم کا نقصان ہو گا۔"
"تم بہت ہی کھوکھلا چیلنج کر رہے ہو۔ یہ چھپا رہے ہو کہ تمہارا ایک
اور جوان بیٹا ہے۔ جو ویسٹ بے سٹی کے ہسپتال میں ہے۔"
وہ حیرانی سے بولا۔ "تم کیسے جانتے ہو؟"
"میں یہ بھی جانتا ہوں کہ تمہاری ایک بہت ہی خوبصورت جوان بیٹی
ہے۔ اور بیس برس کے بعد آج ہی گمشدہ بیوی سے تمہاری ملاقات ہوئی
ہے۔"
"اگر تم نے میری بیوی اور بچوں کی طرف رخ کیا تو میں۔ تو میں۔۔۔"
جان ہنٹر نے کہا "ہارڈاسٹون! تم اتنی بڑی فیملی رکھ کر کسی کا کچھ نہیں
بگاڑ سکو گے۔ اب میں بھی تمہاری بیٹی اور بیٹے کے پیچھے پڑ جاؤں گا۔ اور
بابر! تم آؤ اور یہ تماشا دیکھو کہ امبر کس طرح میری بہن کی طرح آگ میں
جل جل کر اور تڑپ تڑپ کر مرے گی۔ میں اسے آگ میں جھونکنے کے بعد
اس کا پتہ بتاؤں گا۔"
وہ اور بھی کچھ کہنا چاہتا تھا۔ لیکن را ئما کے حلق سے آخری کمزوری
کراہ نکلی۔ پھر اس کا دم نکل گیا۔ خیال خوانی کی لہریں مردہ دماغ میں نہیں
رہتیں۔ اس لئے وہ سب اس کے دماغ سے نکل گئے۔ را ئما کی لاش اس

ٹ پاتھ پر پڑی رہ گئی۔

لیکن وہ لاش کہاں تھی؟ کسی کو نظر نہیں آرہی تھی۔ لوگوں نے اس کی کراہیں سنی تھیں۔ فٹ پاتھ پر ہاتھ رکھ کر رکھ کر ٹٹول کر معلوم کرنا چاہا تھا کہ کراہنے کی اور بولنے کی انسانی آوازیں آرہی ہیں۔ پھر انسان کیوں نظر نہیں آرہا ہے؟ اس سوال کا جواب انہیں نہیں مل سکتا تھا۔

جان ہنٹر کے لئے یہ مسئلہ تھا کہ اس کی بہن کی لاش سایہ بنی ہوئی تھی۔ جب تک وہ گولی اس لاش کے اندر گھل نہ جاتی' اس گولی کا اثر زائل نہ ہوتا۔ اس وقت تک وہ لاش ٹھوس جسم کے ساتھ نمودار نہ ہوتی اور نہ ہی اس وقت تک اس سایہ کو اٹھایا جاسکتا تھا۔

مردہ جسم کا نظام ہضم بھی مردہ ہوتا ہے۔ شاید وہ گولی نہ گھل سکے اور شاید وہ نادیدہ لاش وہیں پڑی رہے۔ جو نظر نہیں آتی۔ جسے کوئی چھو نہیں سکتا' اسے شاید کیڑے اور مردہ خور جانور بھی نہ چھو سکیں۔ ہو سکتا ہے' وہ قدرتی طور پر گلتی اور سڑتی رہے۔ فٹ پاتھ کے اس حصے سے تعفن پھیلتا رہے اور شہر کی انتظامیہ پریشان ہوتی رہے کہ اس جگہ کی صفائی کیسے کی جائے۔ صحت عامہ کا مسئلہ قائم رہے گا تو سب ہی اس حرام موت مرنے والی کو گالیاں دیتے رہیں گے اور وہ علاقہ چھوڑ کر جانے پر مجبور ہوتے رہیں گے۔

رانما ٹھکانے لگ گئی تھی۔ پتہ نہیں اس کی لاش کس طرح ٹھکانے لگنے والی تھی۔ فی الحال انتظامیہ نے فٹ پاتھ کے اس چھوٹے سے حصے کو

گھیر کر وہاں ایک بورڈ لگا دیا اس بورڈ پر لکھا ہوا تھا۔ "محصور کی ہوئی جگہ پر قدم نہ رکھیں۔"

آدھی رات کے بعد بابر نے آکر اس بورڈ پر لکھا۔ "یہاں اسلام دشمنی آرام فرمارہی ہے۔"

□*□

عبودہ نے جب یہ دیکھا کہ ہارڈ اسٹون سچ مچ اسلحہ مافیا کا گاڈ فادر ہے۔ جرائم کی دنیا کا بے تاج بادشاہ ہے اور بڑے ممالک کے بڑے بینکوں میں اتنی دولت ہے جس کا حساب نہیں ہے تو اس نے ہارڈ اسٹون کو دوبارہ شوہر کی حیثیت سے قبول کرلیا۔ دونوں کے درمیان یہ طے پایا کہ وہ اپنے اپنے مذہب پر قائم رہیں گے۔

ہارڈ اسٹون نے بڑی مکاری سے یہ تسلیم کیا کہ عبودہ کی بیٹی اور بیٹا مسلمان رہیں گے۔ اس نے اس لئے تسلیم کیا کہ وہ خیال خوانی کے ذریعہ عمارہ اور قاسم کے برین واش کرے گا اور انہیں رفتہ رفتہ یہودی بنادے گا۔

یہ تو بعد کی باتیں تھیں۔ فی الحال عبودہ نے اسے پریسان دیکھ کر پوچھا۔ "کیا بات ہے؟ میں جب سے آئی ہوں، تمہیں پریشان دیکھ رہی ہوں۔"

"میرے دو دشمنوں نے میرا سکون غارت کردیا ہے۔"

وہ اسے بابر اور جان ہنٹر کے بارے میں بتانے لگا۔ پھر بولا۔ "آج تو انہوں نے انتہا کردی۔ میرے جوان بیٹے کو آگ میں جلا کر مار ڈالا ہے۔"

"جوان بیٹا؟"

"ہاں تم سے پہلے ایک بیوی تھی۔ وہ تمہاری آمد سے پہلے ہی مرگئی تھی۔ اس سے ایک بیٹا ہوا تھا۔ تمہاری اور بچوں کی جدائی کے بعد وہ بیٹا میرا دست راست بنا رہا۔ آہ! آج میرا کلیجہ چھلنی ہوگیا ہے۔ اگر تمہارے ذریعہ مجھے دوسرا جوان بیٹا نہ ملتا تو شاید میں صدمہ سے مرجاتا۔"

"مجھے تمہارے حالات پر افسوس ہے۔ واقعی تم بہت بڑا صدمہ برداشت کررہے ہو۔ کیا تم اپنے بیٹے کی آخری رسومات ادا کرنے نہیں جاؤ گے۔"

"ابھی جاؤں گا۔ چہرہ بدل کر جانا ہوگا۔ دشمن میری تاک میں ہوں گے۔ ان سے تو میں نمٹ لوں گا۔ لیکن یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ میں آخری وقت بیٹے کا چہرہ نہیں دیکھ سکوں گا۔ وہ سر سے پاؤں تک جل کر راکھ ہوچکا ہے۔"

اس نے دونوں ہاتھوں سے سر کو تھام لیا۔ عبودہ شانے پر ہاتھ رکھ کر بولی۔ "حوصلہ سے کام لیتے رہیں۔ اپنے بیٹے کو ویسٹ بے سٹی سے بلالیں وہ آپکی آنکھوں کے سامنے رہے گا تو آپ کے حوصلے پھر سے جوان ہوجائیں گے۔"

"نہیں معبودہ! ہم بیٹے کو اپنے سے بہت دور رکھیں گے۔ یہاں میرے دونوں دشمنوں کو معلوم ہو چکا ہے کہ میری ایک بیوی اور دو جوان بچے ہیں۔ وہ عمارہ اور قاسم کو نقصان پہنچانے کی قسم کھا چکے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کل کسی فلائٹ سے عمارہ کو ایسی جگہ بھیج دوں' جہاں کوئی دشمن نہ پہنچ سکے۔"

وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ "میں جا رہا ہوں۔ آخری رسومات ادا کرے آؤں گا۔"

وہ چلا گیا۔ ہوٹل کے دوسرے سوئٹ میں عمارہ بابر کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی اور کہہ رہی تھی۔ "اب میں تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گی۔ جاتے ہو تو کئی گھنٹوں کے بعد واپس آتے ہو۔ میں تمہیں یہاں سے باہر نہیں جانے دوں گی۔ نہیں جانے دوں گی۔ بالکل نہیں جانے دوں گی۔"

"لیکن ہمیں شادی سے پہلے ایک ہی چار دیواری میں ایک ہی چھت کے نیچے نہیں رہنا چاہئے۔"

"کیوں نہیں رہنا چاہئے؟"

"اس لئے کہ ہم دونوں جوان ہیں رات کا وقت ہے۔ یہاں تنہائی میں ہم بہک سکتے ہیں۔"

"میری ماما رات کو پینے کے بعد بہکتی ہیں۔ الٹی سیدھی باتیں کرتی ہیں میں تو کبھی نہیں پیتی۔ کیا تم پیتے ہو؟"

"میں پی کر بہکنے والی بات نہیں کر رہا ہوں۔ پلیز سمجھنے کی کوشش کرو تم جوان ہو۔ بہت حسین ہو۔ گلاب کی کھلتی ہوئی کلی ہو۔ تمہیں دیکھ کر

چھونے کو جی چاہتا ہے۔"

"تو چھو لینا چاہئے۔ کیا چھونے میں کوئی پرابلم ہے۔"

"پرابلم ہی پرابلم ہے۔ چھونے کے بعد پکڑنے کو جی چاہے گا۔ پھر خواہش ہوگی کہ تمہیں اپنے سینے سے لگالوں"

"بس یا اور کچھ؟ یہ تو کوئی بہکنے کی بات نہیں ہے۔ میری ماما بھی مجھے سینے سے لگاتی رہتی ہیں۔"

وہ اسے پیار سے دیکھ کر بولا۔ "میں تمہاری معصومیت پر قربان ہوگیا ہوں۔"

"ماما بھی یہی کہتی ہیں' میں بہت معصوم ہوں۔ مجھے اچھی بری باتوں میں تمیز کرنا نہیں آتا ہے۔ میں آج ثابت کردوں گی کہ میں احمق نہیں ہوں۔ مجھے اچھے برے کی تمیز آتی ہے۔ تم آج یہیں رہو گے۔"

"یہ ممکن نہیں ہے تم نہیں جانتی ہو کہ میں رات کو کیسے سوتا ہوں؟"

"کیسے سوتے ہو؟"

"تمام کپڑے اتار کر۔ اگر بدن پر ایک بھی کپڑا ہو تو مجھے نیند نہیں آتی۔"

"تمہیں شرم نہیں آتی۔ کپڑے پہن کر نہیں سوتے۔ تم تو گندے بچے ہو۔"

"تم مجھے گندہ بچہ کہہ لو۔ مگر میں عادت سے مجبور ہوں۔"

"جب مجبور ہو تو میں معاف کردوں گی۔ جب تم سونے لگو گے تو میں

اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لوں گی۔"

"او گاڈ! مجھے یہاں ہی رہنا پڑے گا۔"

وہ سوچنے لگا۔ پھر بولا۔ "تمہیں آنکھوں پر پٹی باندھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ کیونکہ میں بے لباس ہوتے ہی نظروں سے اوجھل ہوجاتا ہوں۔"

اس نے حیرانی سے پوچھا۔ "یعنی نظر نہیں آتے ہو؟ غائب ہوجاتے ہو؟"

"بالکل غائب ہوجاتا ہوں۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھو گی۔ تب بھی نظر نہیں آؤں گا۔"

وہ خوش ہو کر بولی۔ "پھر تو بڑا مزہ آئے گا۔ ہم آنکھ مچولی کھیلیں گے چلو کپڑے اتارو۔"

وہ چھت کی طرف دیکھ کر بولا۔ "یا اللہ! رحم کر۔"

وہ بھی چھت کی طرف دیکھنے لگی۔ کبریا نے کہا۔ "ابھی تمہیں ماما کے پاس جانا چاہئے۔ ورنہ وہ یہاں آئیں گی۔ مجھے یہاں دیکھ کر اعتراض کریں گی۔"

"ہاں۔ اس سے پہلے کہ وہ یہاں آئیں۔ مجھے ان کے پاس جانا چاہئے۔ میں ان کے پاس کچھ وقت گزار کر آجاؤں گی۔ لیکن؟"

"اب یہ لیکن کہاں سے آگیا؟"

وہ بولی۔ "تم پر بھروسہ نہیں ہے۔ میں ماما سے ملنے جاؤں گی تو تم بھاگ

جاؤ گے۔"

"جو محبت کرتے ہیں' وہ بھروسہ کرتے ہیں۔ کیا تم محبت نہیں کرتی ہو؟۔"

"میں تم سے اتنی محبت کرتی ہوں کہ جب تم نہیں رہتے تو سوچتی ہوں تم اسے اتنی محبت کیوں کرتی ہوں۔ مگر میری سمجھ میں نہیں آتا۔"

وہ اٹھ کر بولی "مجھے تم پر بھروسہ ہے۔ میں جارہی ہوں۔"

وہ اس کے ساتھ دروازے تک آیا۔ پھر اس کے باہر جانے کے بعد دروازے کو اندر سے بند کرلیا۔ ایک صوفے پر بیٹھ کر بابر کے پاس پہنچ گیا اور بولا۔ "چھوٹے"

"بول بڑے۔ کیا ہو رہا ہے؟؟"

"جو ہو رہا ہے' اس کے لئے تیری مدد کی ضرورت ہے۔"

"کیسی مدد چاہئے؟؟"

"بات یہ ہے چھوٹے! کہ ایک بات ہو گئی ہے۔ وہ بات تجھے بتانے کا موقع نہیں ملا تھا۔ اب بتا رہا ہوں۔ بات دراصل یہ ہے کہ مجھے محبت ہو گئی ہے۔"

"بڑے! تو بڑا عظیم ہے۔ پچھلی بار تو نے مولانا عبدالحق سے محبت کی اور ان کے شہید ہونے تک ان کا ساتھ دیتا رہا۔ اس بار بھی تجھے کسی بزرگ سے محبت ہو گئی ہے۔"

"چھوٹے! کم بولا کر اور سمجھنے کی باتیں سمجھا کر۔ مجھے ایک بت ہی

پیاری سی خوبصورت سی لڑکی سے محبت ہو گئی ہے۔"
وہ خوش ہو کر بولا۔ "کیا واقعی؟ تجھے اور کسی لڑکی سے محبت ہو گئی ہے؟
بڑے! مجھے یقین نہیں آرہا ہے۔"
"تو ہوٹل کے سوئٹ نمبر اے ون میں آئے گا تو یقین آجائے گا۔"
"یار! میں اس کے ساتھ تنہا نہیں رہنا چاہتا۔ وہ بہت معصوم ہے اور اتنی پر کشش ہے کہ بہکنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اسی لئے تجھے بلا رہا ہوں۔"
"کیا میں آکر تجھے بہکنے سے روکتا رہوں گا؟"
"میں خود ہی تیری موجودگی کا لحاظ کروں گا اور بہکنے سے باز رہوں گا۔"
"کیا اسے بھی میری موجودگی کا علم ہو گا؟"
"میں نے اس سے کہا ہے رات کو لباس اتار کر سوتا ہوں اور بے لباس ہونے کے بعد کس کو نظر نہیں آتا۔ اب یہ ہو گا کہ میں لباس اتارنے کے بہانے کسی کمرے میں جاؤں گا اور گولی نگل کر سایہ بن جاؤں گا۔ اس کے بعد تو میرا رول ادا کرے گا۔"
"یعنی میں کبریا بن جاؤں گا؟"
"ہاں وہ جب بھی باتیں کرے گی۔ میں تیرے دماغ میں رہ کر تیری زبان سے گفتگو کرتا رہوں گا۔"
"تو سایہ بن کر بھی اس سے گفتگو کر سکتا ہے۔ میری کیا ضرورت ہے؟"

"گدھے! وہ مجھے چھونا چاہے گی تو میرے سائے کو نہیں پکڑ سکے گی۔ تجھے کبریا سمجھ کر چھو سکے گی۔"

"چھونے سے آگے بات نہیں بڑھے گی نا؟"

"میں بات نہیں بڑھنے دوں گا۔ تو بات بڑھائے گا تو جوتے ماروں گا۔"

"دیکھ بڑے! تو مجھ سے تین برس بڑا ہے۔ بزرگ نہیں ہے کہ جوتے مارنے کی دھمکی دے گا۔ اگر تو بزرگ بننے سے باز نہیں آئے گا تو جانتا ہے' میں کیا کروں گا؟"

"میں جانتا ہوں تو پکا بدمعاش ہے۔ میں سوری کہتا ہوں۔ اب یہاں فوراً چلا آ۔ میں انتظار کر رہا ہوں۔"

"میں آرہا ہوں تو میری والی کی خبر لے۔ آخر وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے؟"

کبریا نے اس سے رابطہ ختم کر کے خیال خوانی کی پرواز کی پھر امبر کے پاس پہنچ گیا۔

❑✱❑

وہ اپنی بہن رانما کو دل وجان سے چاہتا تھا۔ اس کی موت سے اس کے دل ودماغ پر پہلے سے زیادہ منفی اثرات مرتب ہو رہے تھے۔ پہلے وہ رشتے کا لحاظ کرکے سوچتا تھا' امبر بھتیجی ہے۔ اس کی شادی کسی عیسائی جوان سے کرائے گا۔ لیکن اب رانما کی موت نے اس کی کھوپڑی الٹ دی۔ اس نے فیصلہ کرلیا کہ جس مکان میں امبر کو قید کیا ہے' وہاں آگ لگادے گا۔ امبر ہتھکڑی سے بندھی ہوئی ہے۔ وہ بھاگ نہیں سکے گی۔ بھڑکتی ہوئی آگ میں جل کر مرجائے گی۔

جہاں امبر قید تھی ادھر اس نے جاتے ہوئے سوچا کہ پہلے اس مکان میں آگ لگائے گا۔ اور آگ لگاتے ہی خیال خوانی کے ذریعہ بابر کو اس مکان کا پتہ بتائے گا۔ بابر دوڑتا ہوا اسے بچانے آئے گا۔ یا خیال خوانی کے

ذریعہ بڑی بے بسی سے اس کے جلنے کا تماشہ دیکھتا رہ جائے گا۔

وہ اس مکان کے سامنے آیا۔ دروازہ کھولا تو پنجرہ خالی تھا۔ چڑیا اڑ چکی تھی۔ وہ تیزی سے چلتا ہوا بستر کے پاس آیا۔ بستر پر ہتھکڑی اور زنجیر پڑی ہوئی تھیں وہ ابھی تک لاکڈ تھی۔ سمجھ میں آگیا کہ وہ سایہ بن کر ہتھکڑی سے ہاتھ نکال کر چلی گئی ہے اور ہتھکڑی جوں کی توں مقفل ہے۔

بستر پر ایک تہہ کیا ہوا کاغذ رکھا ہوا تھا۔ اس نے اسے اٹھا کر، پھر کھول کر پڑھا۔ اس پر امبر نے لکھا تھا۔

""انکل! تم شیطان ہو۔ شیطان ہی رہو گے ابھی میرے دماغ میں اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آگ کی پجارن کہلانے والی آنٹی جل کر مر گئی ہے۔ تمہارا ابھی یہی انجام ہونے والا ہے۔ میں جا رہی ہوں۔ تم چاہو تو مجھے ہوٹل شیرٹن میں تلاش کر سکتے ہو۔ ڈھونڈنا شرط ہے۔ میں ضرور ملوں گی۔"

فقط

تمہاری موت

امبر سلامت

جان ہنٹر نے اس کاغذ کو مٹھی میں بھینچ لیا۔ پھر خیال خوانی کی پرواز کر کے امبر کے دماغ میں پہنچا تو اس نے سانس روک لی۔

وہ بڑبڑانے لگا۔ ہوٹل شیرٹن، ہاں اس ہوٹل نے تو بڑی اہمیت اختیار کر لی ہے۔ دنیا کی بڑی بڑی دہشت گرد تنظیموں کے سربراہ وہاں قیام کر رہے ہیں۔ ان کا گاڈ فادر ہارڈ اسٹون اگرچہ کسی محل میں رہتا ہو گا لیکن ہوٹل میں

نور آتا جاتا ہوگا۔ یہ امبر بھی وہاں گئی ہے۔ ظاہر ہے اس کی حفاظت کرنے والا بابر اس ہوٹل میں دہشت گردوں کے درمیان وقت گزار رہا ہوگا۔

وہ وہاں سے کار میں بیٹھ کر اس بنگلے کے سامنے آیا جہاں اس کی بہن جل کر مرگئی تھی۔ سامنے فٹ پاتھ کے اس حصے کو لوہے کی ریلنگ سے گھیر دیا گیا تھا' جہاں اس کی بہن کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ ایک بھائی کے لئے یہ بڑی تکلیف دہ بات تھی کہ وہ اس کی لاش نہیں اٹھا سکتا تھا۔ اور اس کی آخری رسومات ادا نہیں کرسکتا تھا۔ اس نے سوچا تھا وہ صبح وشام وہاں جایا کرے گا۔ جب وہ گوشت پوست کے جسم میں نمودار ہوگی تو اس کی لاش اٹھا کر لے جائے گا۔

اس جلے ہوئے بنگلے کے ملبے سے ایک انسانی جسم کی راکھ اور ہڈیاں سمیٹ کر ایک پلاسٹک کے تھیلے میں رکھی جارہی تھیں۔ پولیس کی نگرانی میں چند افراد یہ کام کررہے تھے۔ وہ راکھ اور ہڈیاں ہزہائی نس کی تھیں اور انہیں ایک تھیلے میں جمع کرنے والے افراد ہارڈاسٹون کے وفادار ماتحت تھے۔

جان بنٹر نے ان میں سے وفادار ماتحت کی آواز سنی۔ پھر اس کے خیالات پڑھنے لگا۔ اس کے خیالات نے بتایا کہ راکھ اور ہڈیوں سے بھرا ہوا پلاسٹک کا تھیلا قبرستان لے جایا جارہا ہے۔ وہاں ایک تابوت تیار ہے۔ اس تھیلے کو تابوت میں رکھا جائے گا۔ اس طرح ہارڈاسٹون بیٹے کو تابوت

کے ساتھ دفنانے کی رسم ادا کرے گا۔

جان ہنٹر اپنی خفیہ رہائش گاہ کی طرف جانے لگا۔ سوچنے لگا۔ یہ بات یقینی ہے کہ باپ اپنے بیٹے کی آخری رسومات ادا کرنے قبرستان ضرور آئے گا۔ اگرچہ وہ خود کو ظاہر نہیں کرے گا۔ لوگوں کے درمیان چھپا رہے گا۔ تاہم اس پہچاننے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔ اس نے خفیہ رہائش گاہ میں آکر ایک اسٹور روم سے ایک بڑی طاقت کا بم نکالا۔ وہ ریموٹ کنٹرولر کے ذریعہ بلاسٹ ہوتا تھا۔ وہ ایک بم اور ریموٹ کنٹرولر لے کر اس رہائش گاہ سے باہر آیا۔ پھر کار میں بیٹھ کر قبرستان کی طرف چل پڑا۔

وہ کیسے برداشت کرسکتا تھا کہ اس کی بہن کی لاش فٹ پاتھ پر پڑی رہے اور دشمن اپنے بیٹے کی تدفین کا فرض ادا کرے۔ جب ایک لاش کو ٹھکانہ نہیں مل رہا ہے تو دوسری کو بھی آخری آرام گاہ نصیب نہیں ہوگی۔ دشمنی ایسی ہوتی ہے' جو قبر تک پہنچ کر بھی ختم نہیں ہوتی۔

اس نے قبرستان سے باہر کار روک دی۔ وہاں اور بھی کئی کاریں تھیں۔ کچھ دوسرے لوگ بھی اپنے کسی عزیز کی تدفین کے لئے آئے تھے۔ شہر میں مسلسل دہشت گردی اور تخریب کاری ہو رہی تھی۔ ان حالات میں یہ پابندی کی گئی تھی کہ رات گیارہ بجے سے صبح چھ بجے تک کسی کی تدفین کی اجازت نہیں دی جائے گی کیونکہ ایسے وقت کسی اہم شخصیت کو قتل کرکے اس کی لاش وہاں دفن کی جاسکتی تھی یا تابوت میں اسلحہ چھپا کر رکھا جاسکتا تھا۔

اس نے قبرستان میں داخل ہو کر دیکھا۔ چند افراد ایک کار میں آئے' ان میں سے ایک کے ہاتھ میں پلاسٹک کا بیگ تھا۔ ایک تابوت کے پاس تقریباً چالیس افراد کھڑے ہوئے تھے۔ ان میں کچھ عورتیں بھی تھیں۔ ہارڈ اسٹون نے ان سب کو قبرستان میں آنے کے لئے بھاری معاوضہ دیا تھا۔ وہاں ہر شخص نے دس ہزار ڈالر لئے تھے۔ اتنی بڑی رقم لے کر وہ کرائے کے لوگ صبح سے شام تک ماتم کر سکتے تھے۔ لیکن انہیں صرف قبرستان میں آنے اور آخری رسومات ادا کرنے تک وہاں ٹھہرنے کے لئے کہا گیا تھا۔

اس پلاسٹک کے تھیلے کو تابوت میں رکھ کر بند کر دیا گیا تھا۔ یہ کام ایک صحت مند بوڑھا کر رہا تھا۔ اس بوڑھے کے آنسو بتا رہے تھے کہ وہی ہارڈاسٹون ہے اور بیٹے کی آخری رسومات ادا کر رہا ہے۔ ایسے وقت قبرستان میں دور ایک جگہ ایک اور تابوت کو قبر میں اتارا جا رہا تھا۔

دراصل اسی دوسرے تابوت میں ہزہائی نس کی راکھ اور ہڈیاں رکھی ہوئی تھیں اور ہارڈاسٹون اپنے بیٹے کی آخری رسومات ادا کر رہا تھا۔

جس تابوت کے ساتھ جان ہنٹر تھا' اس تابوت میں دکھاوے کے طور پر راکھ اور ہڈیوں والا تھیلا لا کر رکھ دیا گیا تھا اور وہاں جو چالیس افراد تھے' وہ کرائے پر ماتم کرنے آئے تھے۔ جب اس تابوت کو قبر میں اتارا جانے لگا تو ہنٹر دور چلا گیا۔ اس نے وہاں سے اس بم کو قبر کی طرف پھینکا۔ جیسے ہی وہ قبر میں جا کر گرنے لگا۔ ہنٹر نے ریموٹ کنٹرولر کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے ہی لمحہ میں ایک زبردست دھماکہ ہوا۔ کتنی ہی چیخیں بلند ہوئیں۔ کتنے ہی کرائے پر

آنے والوں کے چھیتھڑے اڑ گئے۔ ہنٹر تیزی سے چلتا ہوا قبرستان کے باہر جانے لگا۔

قبرستان کے دوسرے حصے میں باپ نے بیٹے کی آخری رسومات ادا کروی تھیں اور دور دھماکے کی آواز سن کر پیشانی سے سینے تک صلیب کا نشان بناتے ہوئے کہہ رہا تھا۔ "دشمن ضدی اور زبردست ہے لیکن عقل سے پیدل ہے۔"

❐*❐

بابر، عمارہ کے سوئٹ میں آگیا۔ اس وقت سوئٹ میں عمارہ نہیں تھی اپنی ماما سے ملنے دوسرے سوئٹ میں گئی ہوئی تھی۔ کبریا وہاں بیٹھا خیال خوانی میں مصروف تھا۔ بابر نے کہا۔ "بڑے! میں آگیا ہوں۔ تو کہاں پہنچا ہوا ہے؟"

"ہائے چھوٹے! اس کی اداؤں میں معصومیت بھی ہے اور جوانی کی کشش بھی۔ میں اس کے دماغ میں رہ کر اس کی باتیں سن رہا ہوں اور اس کی اداؤں سے محظوظ ہو رہا ہوں۔ وہ اپنی ماں سے باتیں کر رہی ہے۔"

"تو اس کی اتنی تعریفیں کر رہا ہے کہ میرا دل چاہ رہا ہے ہمیں اس کی ماں کے سوئٹ میں چلنا چاہئے۔"

"تو میرے دل کی بات کر رہا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے، وہ میرے سامنے

رہے اور میں اسے دیکھتا رہوں۔"

"وہاں چلنے سے پہلے یہ بتادے' وہ رشتے میں میری کیا ہوگی؟ یوں تو ہم ایک دوسرے کے جانی یار ہیں۔ اس تعلق سے وہ میری ہونے والی بھابھی ہے لیکن خون کے رشتے سے تو میرا چچا ہے۔ کیا میں اسے چچی جان کہوں گا۔"

وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "وہ کم سن ہے۔ اسے چچی جان کہے گا تو وہ کوئی بزرگ نہیں لگے گی۔ جیسے ہم دوست ہیں۔ ویسے ہی میری والی تیری دوست اور تیری والی میری دوست ہوگی اور یہ دوستی تہذیب اور اخلاق کے دائرے میں رہے گی۔

بابر تو نادیدہ ہی رہتا تھا۔ کبریا بھی نادیدہ بن کر اس سوئٹ سے نکلا۔ پھر وہ دونوں عبودہ کے سوئٹ میں پہنچ گئے۔ وہاں عمارہ موجود تھی۔ بابر اسے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "بڑے! تیرا انتخاب زبردست ہے بے شک یہ معصوم ہے لیکن معصومیت غضبناک ہے۔ تو زندہ کیسے ہے؟"

وہ مسکرا کر اس کے دماغ میں آکر بولا۔ "سرگوشی نہ کر۔ دیکھ دونوں ماں بیٹی ادھر ادھر دیکھ رہی ہیں۔ ہمارے درمیان سوچ کے ذریعہ گفتگو ہوتی رہے گی۔"

عبودہ نے بیٹی سے پوچھا۔ تم نے کچھ سنا؟ ابھی ایسا لگا جیسے کوئی بول رہا ہو؟"

"ہاں ایسا لگا اور جب میرا کبریا نہیں ہوتا تو ایسا ہی لگتا رہتا ہے۔ یہ

وہ میرے پاس ہو اور کچھ بول رہا ہو۔"

"میں کوئی سی بھی بات کرتی ہوں تو گھوم پھر کر کبریا تک پہنچ جاتی ہے
یہ تیری معصومیت نہیں ہے۔ دیوانگی ہے۔ پاگل پن ہے۔"

"میں پاگل ہوں تو مجھے کیوں اپنے پاس بٹھا رکھا ہے؟ مجھے اپنے کمرے میں جانے دیں۔"

"تھوڑی دیر بیٹھی رہو۔ تمہارے پاپا آجائیں گے تو چلی جانا۔"

"ماما! تم نے بتایا تھا کہ پاپا یہودی ہیں اور اگر ہیں تو پھر میرے پاپا کیسے ہوئے؟"

"ایسا ہو جاتا ہے۔ مجھے شادی کے بعد پتہ چلا کہ وہ یہودی ہیں۔"

"آپ ناراض ہو کر ان سے الگ ہو گئی تھیں۔ اب کیوں پھر سے بیوی بن گئی ہیں؟"

"تم بہن بھائی کے شاندار مستقبل کی خاطر میں نے یہ سمجھوتہ کیا ہے۔ تمہارے پاپا دنیا کے چند امیر کبیر لوگوں میں سے ایک ہیں۔ انکے پاس سیکورٹی کے نام پر ایک مسلح فوج ہے۔ تمہیں اور قاسم کو کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ تم دونوں شہزادی اور شہزادے کی طرح زندگی گزارتے رہو گے۔"

کبریا، عمارہ کے دماغ میں آیا۔ وہ کبریا کی مرضی کے مطابق بولی۔ "کیا آپ ہمارے تحفظ کے لئے اور ہمیں امیر کبیر بنانے کے لئے اپنی شرم بیچ رہی ہیں؟"

عبودہ نے ڈانٹ کر کہا۔ ”کیا بکواس کر رہی ہو؟ کیا تمہیں احساس ہے کہ ماں کی انسلٹ کر رہی ہو؟“

”توہین کی بات یہ ہے کہ آپ مسلمان ہو کر آج کی رات ایک یہودی کے ساتھ یہاں رہیں گی۔“

”اسکے ساتھ رہنے سے تم دونوں پیدا ہوئے ہو۔“

”آپ نے اس غلطی کو سمجھا تھا اور علیحدگی اختیار کرلی تھی۔ وہ آپ کا ایک مضبوط دینی جذبہ تھا۔ آج وہ جذبہ کیوں مرگیا ہے؟؟“

”میں اچھی طرح سمجھ رہی ہوں تجھے کبریا میرے خلاف بہکاتا رہتا ہے۔ تجھ میں اتنا شعور ابھی نہیں ہے کہ مجھ سے دین اور دنیا کے معاملات پر بحث کر سکے۔“

”فرض کریں میں کبریا کی زبان سے بول رہی ہوں۔ کیا غلط بول رہی ہوں۔“

”مجھ سے بحث نہ کر۔ یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔“

”دینی معاملہ ذاتی نہیں اجتماعی ہوتا ہے۔ اگر آپ یہودی کے ساتھ آج یہاں رہیں گی تو مسلمان نہیں رہیں گی۔ مسلمان رہنا چاہتی ہیں تو یہودی سے رشتہ توڑ دیں۔“

کال بیل کی آواز سنائی دی۔ عبودہ نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ ہارڈاسٹون نے اندر آکر عمارہ کو دیکھا۔ پھر مسکرا کر کہا۔ ”ہماری بیٹی ابھی تک جاگ رہی ہے۔“

عبودہ نے کہا۔ "آپ کی بیٹی ہمارے رشتے پر اعتراض کر رہی ہے۔ اس کبریا نے اس کے دماغ میں مسلمان اور یہودی کا فرق پیدا کر دیا ہے۔ اس کے دماغ میں اسلامی انتہاپسندی نقش کر دی ہے۔"

ہارڈ اسٹون نے کہا۔ "بیٹی! مذہب اپنی جگہ ہے۔ رشتے اپنی جگہ۔ تمہاری ماں مسلمان ہے، مسلمان رہے گی۔"

عمارہ نے کہا۔ "یہ ادھر کی رہیں گی، نہ ادھر کی۔ میں دوغلی ماں کی بیٹی نہیں کہلانا چاہتی۔"

عبودہ اسے مارنے کے لئے آگے بڑھی۔ ہارڈ اسٹون نے اسے روک کر کہا۔ "نہیں۔ بچوں سے نہ بحث کرنا چاہئے، نہ جھگڑا۔ بات نہ بڑھاؤ۔ بیٹی! یہ بتاؤ تم کیا چاہتی ہو؟"

"یہی کہ ماما دین چھوڑ دیں۔ یا آپ کو چھوڑ دیں۔ جب تک فیصلہ نہ ہو۔ آپ اس سوئٹ میں نہ رہیں۔"

"جو ہماری بیٹی کہے گی، وہ ہمیں منظور ہے میں ابھی یہاں سے جا رہا ہوں۔"

پھر اس نے خیال خوانی کے ذریعہ عبودہ سے کہا۔ "میں اسے بہلانے پھسلانے کے لئے جا رہا ہوں۔ جب یہ اپنے سوئٹ میں چلی جائے گی تو میں تمہارے پاس چلا آؤں گا۔"

وہ اس کمرے سے چلا گیا۔ عبودہ نے دروازہ بند کر کے غصہ سے کہا۔ "ٹھنڈا ہو گیا تیرا کلیجہ؟ تو میری بیٹی ہے یا دشمن؟"

"آپ کیا ہیں؟ بڑھاپے میں گرم ہو رہی ہیں اور میرا کلیجہ ٹھنڈا کرنے کی بات کر رہی ہیں۔"

ماں نے دونوں ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "فار گاڈ سیک۔ مجھے معاف کر دے۔ میرا سر دکھنے لگا ہے۔ اب جا یہاں سے۔ میں سونا چاہتی ہوں۔"

وہ بیٹی کے ساتھ دروازے تک آئی۔ اسے کھولا تو پہلے بابر اور کبریا نکل گئے۔ پھر عمارہ باہر آئی۔ عبودہ نے شب بخیر کہہ کر دروازہ بند کر لیا۔ عمارہ ایک کوریڈور سے گزرتی ہوئی اپنے سوئٹ کے دروازے پر آئی۔ اسے کھولا تو پہلے کی طرح بابر اور کبریا اندر چلے گئے۔ عمارہ نے اندر آکر اسے لاک کر دیا۔ پھر آواز آئی۔ "کبریا! تم کہاں ہو؟"

وہ کمرے میں نمودار ہوا۔ پھر اس کمرے سے باہر نکل کر بولا۔ "میں یہاں ہوں۔ تمہارا قیدی ہوں۔ اور کہاں جا سکتا ہوں؟"

وہ بولی۔ "ماما نے میرا موڈ خراب کر دیا ہے۔ اب میں کیسے تم سے مسکرا کر باتیں کروں؟"

کبریا نے کہا۔ "تم ایک کھلتے ہوئے پھول کی طرح ہو۔ نہ مسکراؤ تب بھی مسکراتی ہوئی لگتی ہو۔"

وہ خوش ہو گئی۔ کبریا نے اس کے چہرے پر جھک کر کہا۔ "دیکھو مسکرا رہی ہو۔"

وہ منہ پر ہاتھ رکھ کر ہنسنے لگی۔ کہنے لگی۔ "تم بہت اچھے ہو۔ مجھے ہنسانے لگتے ہو۔ مگر میں غصہ میں رہنا چاہتی ہوں۔ ماما سے میرا جھگڑا ہو گیا

ہے لیکن میں بھی کچھ کم نہیں ہوں۔ وہ یہودی جو میرا باپ بن رہا تھا میں نے اسے ماما کے کمرے سے نکال دیا ہے۔"

"نکالنے سے کیا ہوگا وہ پھر آجائے گا۔"

"نہیں آئے گا۔ ماما نے دروازہ اندر سے بند کرلیا ہے۔"

"ہاں۔ ماما بھی کبھی بہت جھوٹ بولتی ہیں۔ وہ یہودی آئے گا تو وہ دروازہ کھول سکتی ہیں۔ مجھے وہاں جانا چاہئے۔"

"وہاں جانا مناسب نہیں ہے"۔

"مجھے معلوم ہونا چاہئے کہ ماما مجھ سے جھوٹ نہیں بولتی ہیں۔ مجھے دھوکہ نہیں دیتی ہیں۔"

"ہاں انجان بن کر دھوکہ نہیں کھانا چاہئے اور تمہیں وہاں جانا بھی نہیں چاہئے۔ تم دوسرے طریقہ سے معلوم کرسکتی ہو۔"

وہ ٹیلیفون کے پاس آکر ریسیور اٹھا کر بولا۔ "تم اپنی ماما کے سوئٹ کا نمبر مانگو۔ جب میں تم سے کہوں' تب ہی فون پر بولوگی۔"

عمارہ نے ہوٹل کے ایکسچینج سے عبودہ کے سوئٹ کا نمبر مانگا۔ نمبر ملنے میں دیر نہیں لگی۔ کبریا نے ریسیور کان سے لگایا۔ دوسری طرف سے عبودہ نے پوچھا "ہیلو کون ہے؟"

کبریا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "پلیز! باس سے رابطہ کرائیں۔ بہت اہم اطلاع ہے۔ یہاں ہوٹل میں جان ہنٹر نظر آیا ہے۔"

عبودہ نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ "تمہارا کوئی ماتحت ہے۔ کسی

جان ہنٹر کے بارے میں کچھ کہہ رہا ہے۔"

ہارڈ اسٹون اپنے اور عبودہ کے لئے پیگ بنا رہا تھا۔ فوراً ہی بوتل رکھ کر ٹیلیفون کے پاس آیا۔ پھر ریسیور کان سے لگا کر بولا۔ "ہیلو فوراً بتاؤ جان ہنٹر کہاں ہے؟"

دوسری طرف سے عمارہ نے کہا۔ "اے یہودی! تم پھر میری ماما کے کمرے میں آگئے ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی۔ ذلیل! کمینے!"

وہ گالیاں سن کر بھڑک گیا۔ گرج کر بولا۔ "عمارہ! تم بہت سر پر چڑھ گئی ہو۔ تمہیں گالیاں دینے کی سزا ضرور ملے گی۔"

یہ کہہ کر وہ عمارہ کے دماغ میں آیا۔ اس کے اندر ہلکا سا زلزلہ پیدا کر کے اسے سزا دے کر اس کے دماغ کو کمزور بنا کر اسے سلا دینا چاہتا تھا۔ لیکن وہ اس کے دماغ کو جھٹکا نہ پہنچا سکا۔ کوئی رکاوٹ آگئی تھی۔ اس نے دوسری بار کوشش کی۔ دوسری بار بھی ناکام رہا۔ پھر بولا۔ "اچھا تو وہ کبریا ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ میری سوچ کی لہروں کے آگے دیوار بن رہا ہے۔"

کبریا نے کہا۔ "میں عمارہ کے ذریعہ تصدیق کر رہا تھا کہ اس کمرے میں اصلی ہارڈ اسٹون موجود ہے اور یہ تصدیق ہو چکی ہے۔ میں آرہا ہوں۔"

ہارڈ اسٹون نے ریسیور ایک طرف پھینک کر کہا۔ "میں بے نقاب ہونے والا ہوں۔ اب تک کسی نے میرا اصلی چہرہ نہیں دیکھا ہے۔ اور نہ ہی میں یہ چہرہ دکھاؤں گا۔ ابھی جا رہا ہوں۔ لیکن تمہارے آس پاس ہی رہوں گا۔"

یہ کہتے ہوئے وہ جانے کے لئے جرابیں اور جوتے پہننے لگا۔ دوسری طرف کبریا نے عمارہ سے کہا۔ "وہ یہودی نادیدہ بن کر یہاں آسکتا ہے اور مجھے نقصان پہنچاسکتا ہے۔ اس لئے میں بھی نادیدہ بن رہا ہوں۔ تمہارے پاس رہوں گا لیکن تمہیں نظر نہیں آؤں گا۔"

یہ کہتے ہی وہ نادیدہ بن گیا۔ عمارہ خوشی سے چیخ کر بولی۔ "فنٹاسٹک تم تو سچ مچ ہیرو ہو۔ اب آنکھ مچولی کھیلیں گے۔ میں تمہیں ڈھونڈوں گی۔"

کبریا نے بابر کے دماغ میں آکر کہا۔ "تم یہاں کی سچویشن سنبھالو۔۔۔ میں ہارڈاسٹون کے پیچھے جا رہا ہوں۔"

وہ تیزی سے باہر آیا۔ اس کوریڈور سے گزرتا ہوا عبودہ کے سوئٹ کے قریب پہنچا۔ اسی وقت ہارڈاسٹون دروازہ کھول کر باہر آ رہا تھا۔ کبریا سایہ بنا ہوا تھا۔ اس کے اندر سما گیا۔ ہارڈاسٹون کو اگر یہ معلوم ہوتا کہ عمارہ کو ٹریپ کرنے والا کبریا نادیدہ بن جایا کرتا ہے تو کبریا سے پہلے وہ خود نادیدہ بن جاتا۔ وہ عام حالات میں نادیدہ نہیں بنتا تھا اور نہ ہی خوامخواہ خیال خوانی کرتا تھا۔ لیکن اس کا یہ طریقہ کار اب اس کے لئے نقصان کا باعث بن رہا تھا۔ کبریا کا سایہ اس کے اندر سما گیا تھا اور وہ آئندہ کبریا سے نجات حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ اور جب تک کبریا نہ چاہتا' اسے خبر نہ ہوتی کہ اس کے اندر کوئی سمایا ہوا ہے۔

ادھر بابر سوئٹ میں عمارہ کے ساتھ تنہا رہ گیا تھا۔ عمارہ اس سے پوچھ رہی تھی۔ "تم غائب ہونے کے بعد خاموش کیوں ہو گئے ہو؟ مجھے بتاؤ تم

کہاں ہو؟"

بابر تنہائی میں گھبرا سا گیا تھا۔ وہ ہچکچاتے ہوئے بولا۔ "میں۔ میں یہاں ہوں۔ تمہارے سامنے۔"

وہ سوچتی ہوئی بولی۔ "تمہاری آواز بدل سی گئی ہے۔"

"وہ بات یہ ہے کہ نادیدہ بن جانے سے دو پرابلم ہوتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ ذرا آواز بدل جاتی ہے اور۔ اور ایک پرابلم یہ ہے کہ۔ کہ۔۔۔"

"ہاں ہاں بولو کیا پرابلم ہے؟"

"وہ۔ یہ ہے کہ نادیدہ بنتے ہی تمام لباس جسم سے غائب ہو جاتا ہے۔"

"ہاں یاد آیا۔ تم نے کہا تھا کہ بے لباس ہوتے ہی نادیدہ بن جاتے ہو۔"

"میں نے جو بھی کہا ہو گا حقیقت یہی ہے۔ مجھ سے دور رہنا۔ میں نا ہوں یعنی کہ بے لباس ہوں۔ وہ ہنستی ہوئی بولی۔ "تم تو یوں شرما کر اور گھبرا کر بول رہے ہو جیسے سب تمہیں دیکھ رہے ہیں۔ جب نظر ہی نہیں آ رہے تو لباس پہننا یا نہ پہننا برابر ہے۔"

"میرا خیال ہے، تمہیں اب سو جانا چاہئے۔ بارہ بجنے والے ہیں۔"

"نہیں پہلے ہم آنکھ مچولی کھیلیں گے۔ میں تمہیں ڈھونڈ کر کچھ دوں گی۔"

بابر نے پریشان ہو کر سوچ کے ذریعہ کہا۔ "بچے! تو کہاں ہے؟" اور گاتا کبریا ہارڈ اسٹون کے اندر تھا۔ ہارڈ اسٹون شراب کی بوتل

رکھ رہا تھا۔ وہ پریشانی سے سوچ رہا تھا کہ عمارہ کے کمرے میں کبریا پہنچا ہوا ہے۔ اس نے بڑی چالاکی سے معلوم کیا تھا کہ ہارڈ اسٹون عبودہ کے کمرے میں ہے۔

اسے عبودہ کے کمرے سے نکلنا پڑا۔ ہارڈ اسٹون نے عمارہ کے دماغ میں زلزلہ پیدا کرکے اسے سزا دینا چاہا تھا۔ مگر ناکام رہا تھا۔ اس سے یہ ظاہر ہورہا تھا کہ کبریا ٹیلی پیتھی جانتا ہے۔ عمارہ کے دماغ پر قبضہ جما کر اسے مخالف ٹیلی پیتھی جاننے والے سے بچاتا رہتا ہے۔

ہارڈ اسٹون نے وہسکی کا ایک گھونٹ پیا۔ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کبریا اب کہاں ہے؟ اور کیا کررہا ہے؟ وہ خیال خوانی کے ذریعہ عمارہ کے اندر پہنچ گیا۔ عمارہ کہہ رہی تھی۔ "دیکھو دوست! غائب رہو۔ مگر اسی کمرے میں رہو۔ میں جلد ہی تمہیں ڈھونڈ کر پکڑلوں گی۔"

ہارڈ اسٹون کو عمارہ کے خیالات سے پتہ چلا کہ کبریا نادیدہ بن گیا ہے۔ اور وہ اس کے ساتھ آنکھ مچولی کھیل رہی ہے۔ یہ معلومات ہارڈ اسٹون کی پریشانی میں اضافہ کررہی تھیں کہ کبریا ٹیلی پیتھی بھی جانتا ہے اور سایہ بھی بن جایا کرتا ہے۔ لیکن اتنی صلاحیتیں رکھنے کے باوجود کبریا نے ہارڈ اسٹون کا پیچھا نہیں کیا تھا اور بچوں کی طرح عمارہ سے آنکھ مچولی کھیل رہا تھا۔

ہارڈ اسٹون نے موبائل کے ذریعہ دست راست سے رابطہ کیا۔ اس سے کہا۔ "سوئٹ نمبر اے ون میں وہ کبریا موجود ہے' جسے تم سب کئی گھنٹوں سے تلاش کررہے ہو۔ اس سوئٹ کے باہر اور کوریڈور کے آخری

سرے تک مسلح گارڈز کی ڈیوٹی لگادو۔ ویسے وہ نادیدہ بنا ہوا ہے۔"

"باس! ہم اس نادیدہ کو کیسے گرفتار کر سکیں گے؟"

"ہو سکتا ہے وہ صرف عمارہ کا دل بہلانے کے لئے نظروں سے اوجھل ہو گیا ہو۔ ہو سکتا ہے تھوڑی دیر بعد سونے کے وقت نمودار ہو جائے۔ آخر وہ مرد ہے۔ ایک جوان لڑکی کے ساتھ سوتے وقت وہ ٹھوس جسم کے ساتھ رہے گا۔"

"باس! اس سوئٹ کے باہر سخت پہرہ رہے گا۔ جو بھی سوئٹ سے باہر ئے گا، ہم اسے گرفتار کرلیں گے۔"

"اسے گرفتار کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے منہ کے اندر سے گولی نکالی جائے۔ اگر گولی نہ نکالی گئی تو نادیدہ بن جائے گا۔ پھر کبھی گرفت میں نہیں آئے گا۔ میں سوئٹ نمبر اے ون میں جارہا ہوں= کوشش کروں گا کہ اس کے منہ سے گولی نکالوں۔ تم سب وہاں میرے حکم کے منتظر رہو۔"

اس نے زیادہ نشہ نہیں کیا۔ سر میں رہنے کے لئے صرف ایک گلاس وہسکی پی۔ پھر اپنے کمرے سے نکل کر لفٹ کی طرف جانے لگا۔ وہ لفٹ کے ذریعہ اس فلور پر جانا چاہتا تھا، جہاں عمارہ کا سوئٹ تھا۔

اس نے لفٹ کے سامنے پہنچ کر بٹن دبادیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا تو لفٹ کے اندر سے جان ہنٹر باہر آیا۔ ہارڈاسٹون اسے دیکھ کر ٹھٹک گیا۔ جان ہنٹر نے بھی اسے دیکھا لیکن وہ ہارڈاسٹون کو صورت شکل سے نہیں پہچانتا تھا۔ پھر وہ سوچ رہا تھا کہ قبرستان میں بم کے دھماکے سے ہارڈاسٹون

را گیا ہے۔ اور شبہ بھی تھا کہ شاید نہیں مارا گیا ہے۔ کیونکہ ابھی تک اس کی موت کی خبر ہوٹل میں قیام کرنے والے دہشت گردوں تک نہیں پہنچی تھی۔

جان ہنٹر لفٹ سے نکل کر کوریڈور سے گزر رہا تھا۔ ہارڈ اسٹون فوراً ہی سایہ بن کر اس میں سما گیا۔ اب صورتحال یہ ہوگئی کہ جان ہنٹر کے جسم میں ہارڈ اسٹون سمایا تھا اور ہارڈ اسٹون کے اندر کبریا چھپا ہوا تھا۔ اس طرح وہ قافلہ ہوٹل کے کمرے میں پہنچ گیا۔

جان ہنٹر نے اس کمرے میں پہنچ کر ٹیلیفون کے ذریعہ کسی سے رابطہ کیا۔ پھر پوچھا۔ "کیا رپورٹ ہے؟"

دوسری طرف سے کہا گیا۔ "جہاں بم کا دھماکہ ہوا' وہاں سات آدمی ہلاک ہوئے اور بائیس افراد بری طرح زخمی ہوئے ہیں۔ دھماکے سے محفوظ رہنے والوں نے پولیس والوں کو بیان دیا ہے کہ تابوت میں کوئی لاش نہیں تھی۔ ایک پلاسٹک کے تھیلے میں مٹی اور جانوروں کی ہڈیاں تھیں اور آخری رسومات میں شریک ہونے والے کرائے کے ٹٹو تھے۔ کسی نے انہیں بھاری معاوضہ دے کر قبرستان میں بلایا تھا۔"

جان ہنٹر نے پوچھا۔ "انہیں کس نے معاوضہ ادا کیا تھا؟ ان کرائے کے ماتم کرنے والوں میں سے کوئی تو اسے جانتا ہے۔"

"کتنے ہی اسے جانتے ہیں۔ اگر وہ سامنے آئے تو اسے پہچان لیں گے۔ جو زندہ بچ گئے ہیں' وہ قسمیں کھا رہے ہیں کہ اس شخص کو زندہ نہیں

چھوڑیں گے۔ جس نے انہیں بھاری معاوضہ دے کر موت کے منہ میں پہنچایا تھا۔"

"ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ گاڈ فادر ہارڈ اسٹون نے مجھے الو بنایا ہے۔ وہ زندہ ہے اور ضرور اسی ہوٹل میں ہے۔ ٹھیک ہے' میں اس چوہے کو صبح تک اس کے بل سے ضرور نکالوں گا۔

اس نے رابطہ ختم کر کے دوسرے نمبر ڈائل کیے۔ وہ نمبر شہر کے میئر کا تھا۔ آدھی رات کو میئر کی خواب گاہ میں گھنٹی بجنے لگی۔ میئر نے جھنجلا کر ریسیور اٹھا کر پوچھا۔ "کون ہے؟ اتنی رات کو نیند خراب کرنا کہاں کی شرافت ہے؟"

"تم شہر کے میئر ہو۔ تمہارے ساتھ تمہاری انتظامیہ بھی سو رہی ہے۔ اور شہر کے سب سے بڑے ہوٹل شیرٹن میں دہشت گردوں کا میلہ لگا ہوا ہے۔"

میئر نے کہا۔ "وہ دہشت گرد نہیں ہیں۔ بیرون ممالک سے آئے ہوئے معزز بزنس مین ہیں۔"

"جب اتنے مشہور ہوٹل میں فائرنگ اور تخریب کاری ہوگی' تب ہی تمہاری نیند اڑے گی۔"

وہ ریسیور رکھ کر ایک مسلح شخص کے دماغ میں پہنچ گیا۔ وہ شخص اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ ہوٹل میں کے کاؤنٹر پر آیا۔ پھر گن پوائنٹ پر وہاں رکھی ہوئی تمام رقم اٹھانے لگا۔ اس کے ایک ساتھی نے بلینک فائرنگ

کی۔ سامنے سے آنے والے ایک شخص نے سمجھا' اس پر فائرنگ کی جارہی ہے۔ وہ اپنی گن سے جوابی فائرنگ کرنے لگا۔ آدھی رات کو وہاں چیخ وپکار شروع ہو گئی۔ ہوٹل کے تمام فون مصروف ہو گئے۔ ان تمام فون کے ذریعہ مختلف لوگ سیکورٹی فراہم کرنے والے اداروں کو کال کررہے تھے۔ میئر کی بھی نیند اڑ گئی۔ وہ انتظامیہ کے بڑے عہدیداروں سے رابطے کرنے لگا۔

ایک گھنٹے کے اندر پولیس نے ہوٹل کو چاروں طرف سے گھیرلیا۔ اعلیٰ افسران ہوٹل کے اندر آکر فائرنگ کی وجہ معلوم کرنے لگے۔ جان ہنٹر اس کمرے میں بیٹھا ہوا ایسی کارروائی کررہا تھا۔ کبریا اور ہارڈ اسٹون اس کے اندر چھپے ہوئے تھے۔ ابھی وہ ہنٹر پر حملہ نہیں کرسکتے تھے۔ ایسا کرتے ہی' ہنٹر گولی نگل کر نادیدہ بن جاتا۔ اس کے بعد کوئی اسے گرفتار نہیں کرسکتا تھا۔

جان ہنٹر نے ایک شخص کے دماغ پر قبضہ جمالیا۔ پھر وہ شخص ہنٹر کی مرضی کے مطابق چیخ چیخ کر کہنے لگا۔ "کیا ہو رہا ہے اس شہر میں؟ قانون کے محافظ سو رہے ہیں اور دہشت گرد سرعام اسلحہ لئے پھر رہے ہیں۔ اس ہوٹل میں جتنے اسلحہ بردار ہیں' وہ سب خود کو سیکورٹی گارڈز کہہ رہے ہیں لیکن وہ مختلف ممالک سے آئے ہوئے اسلحہ کے خریدار ہیں۔

یہاں خریدار بھی ہیں۔ اسلحہ فروش بھی ہیں۔ اور اسلحہ مافیا کا گاڈ فادر ہارڈ اسٹون بھی اسی ہوٹل میں موجود ہے۔ اگر پولیس انہیں گرفتار کرنا چاہتی ہے تو یہ بات اپنے دماغ سے نکال دے کہ دہشت گرد مسلمان ہوتے ہیں اور پولیس یہاں کسی مسلمان کو گرفتار کرسکے گی۔

نہیں یہاں کوئی مسلمان نہیں ہے۔ یہاں تمام اسلحہ برادر غیر مسلم ہیں
اور امریکہ کی مختلف ریاستوں سے آئے ہوئے امریکی عیسائی ہیں۔ اس شہر
میں ابتک جتنے بم کے دھماکے ہوئے ہیں' وہ تمام بم مقامی کارخانہ کی ایک
اسلحہ فیکٹری کے تیار کردہ ہیں۔

اس کھلی ہوئی حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دہشت پھیلانے
والے تمام ہتھیار اسی ملک میں تیار ہوتے ہیں۔ عالمی سطح پر ہتھیار تیار
کرنے والے اور ہتھیاروں کی عالمی منڈی بنانے والے مسلمان نہیں' یہاں
کے خالص امریکی ہیں۔ اس کھلی حقیقت کے باوجود فرض کرلیا گیا ہے کہ
مسلمان ہی دہشت گرد ہیں۔ مسلمانوں کو گرفتار کرنے میں وقت ضائع کرکے
اصل دہشت گردوں کو روپوش ہونے یا فرار ہونے کے مواقع دیئے جاتے
ہیں۔

تم جب تک اپنوں کے جرائم کو نظرانداز کرتے رہو گے' تمہارے ملک
میں جرائم بڑھتے رہیں گے۔ اور جرائم کو روکنا چاہتے ہو تو غیر ممالک سے
اور امریکی ریاستوں سے آئے ہوئے ان تمام لوگوں کو گرفتار کرو' جو اس
ہوٹل میں مقیم ہیں۔ جب انہیں گرفتار کرکے ان کے خلاف تحقیقات کی
جائیں گی تو ان مجرموں کے اصلی چہرے سامنے آجائیں گے۔"

اتنی وضاحت کے بعد گرفتاریاں عمل میں آنے لگیں۔ چند بھونچے
عالمی سطح کے مجرم وہاں سے فرار ہونا چاہتے تھے۔ انہیں روکنے کی صورت
میں فائرنگ شروع ہوگئی۔ جان ہنٹر نے یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ

ہارڈاسٹون بوکھلا کر فرار ہونے کی کوشش کرے اور پکڑا جائے یا کم از کم نظروں میں آجائے۔

اور واقعی ہارڈاسٹون مشکل میں پڑ گیا تھا۔ وہ کیلیفورنیا سے آیا تھا۔ اگر وہ گرفتار ہوتا تو اس کی مجرمانہ زندگی کے خلاف بہت سے ثبوت مل سکتے تھے۔ ہارڈاسٹون کے سامنے یہی ایک راستہ رہ گیا تھا کہ نادیدہ بن کر اس ہوٹل سے چلا جائے۔

وہ جانے سے پہلے جان ہنٹر کو قتل کر سکتا تھا۔ اس طرح آسانی سے ایک دشمن کم ہو جاتا۔ وہ ہنٹر کے اندر سے نکل آیا۔ اس کے لباس میں ایک ریوالور تھا' لیکن ریوالور کو پکڑنے اور استعمال کرنے کے لئے اسے ٹھوس جسم میں نمودار ہونا لازمی تھا۔

وہ ہنٹر کے پیچھے جا کر نمودار ہوا۔ پھر اس نے اپنے لباس سے ریوالور نکالا۔ ہنٹر کے مقدر میں ابھی سانسیں باقی تھیں۔ اس کی چھٹی حس نے اسے چونکا دیا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا۔ سامنے ریوالور والے کو دیکھ کر منہ کھول کر چیخ پڑا۔ پلٹنے کے دوران کرسی سے گر پڑا۔ گرنے اور منہ کھلنے کے باعث گولی باہر آگئی۔ یہ نقصان ہوا۔ لیکن فائدہ یہ پہنچا کہ اس لمحہ میں ریوالور کی گولی سے بچ گیا۔ اسے گولی نہیں لگی۔ اس نے دوسری بار فائر کرنا چاہا۔ کبریا نے نمودار ہو کر اس کی گردن پر ایک ہاتھ رسید کیا۔ اس کے نتیجے میں ایک تو پھر نشانہ بھٹک گیا۔ دوسرا یہ کہ ہارڈاسٹون کے منہ سے بھی گولی نکل کر فرش پر گر پڑی۔

اب اپنی اپنی جان کی سلامتی کے لئے نادیدہ بنانے والی گولیاں سب سے اہم تھیں۔ ان دونوں نے فرش پر گری ہوئی گولی کو اٹھانا چاہا۔ لیکن کبریا نے ریوالور سے فائر کرکے فرش پر پڑی ہوئی گولی کو اڑا دیا۔ پھر دونوں کو نشانے پر لے کر بولا۔ "دونوں ہاتھ دیوار پر ٹیک کر کھڑے ہو جاؤ۔ دیر کرو گے تو گولی چل جائے گی۔"

وہ دونوں ریوالور کی طرف منہ کرکے اور اپنے ہاتھ دیوار پر ٹیک کر کھڑے ہو گئے۔ کبریا نے تلاشی لے کر دونوں کی جیبوں سے دو ڈبیاں نکالیں۔ ان میں نادیدہ بنانے والی گولیاں تھیں۔ وہ اتنی اہم گولیوں سے محروم نہیں ہونا چاہتے تھے۔ وہ گولیاں ہی ان کی جان بچا سکتی تھیں اور انہیں فرار ہونے کا موقع دے سکتی تھیں۔

دونوں نے اچانک پلٹ کر کبریا پر چھلانگ لگائی۔ وہ ان دونوں کے بوجھ تلے لڑکھڑاتا ہوا فرش پر آکر گرا۔ انہوں نے اسے دبوچ لیا۔ لیکن دوسرے ہی لمحہ میں پتہ چلا کہ وہ قالین کو دبوچ رہے ہیں۔ وہ نادیدہ بن گیا تھا۔

ہارڈ اسٹون وہاں سے چھلانگ لگا کر قالین پر پڑے ہوئے ریوالور کے پاس آیا۔ پھر اسے اٹھا کر جان ہنٹر کا نشانہ لیا۔ ٹریگر کو دبایا۔ تب معلوم ہوا اس کے چیمبر میں گولیاں نہیں ہیں۔

انہیں کبریا کی آواز سنائی دی۔ "سیدھی طرح نیچے گراؤنڈ فلور پر چلو۔ ورنہ ٹھوکریں مار کر لے جاؤں گا۔"

ہارڈ اسٹون نے کہا۔ "کبریا! مجھ سے سمجھوتہ کرلو۔ میں اپنی تمام دولت

تمہارے نام کردوں گا۔ اپنی بیٹی عمارہ کی شادی تم سے کردوں گا۔"

"سمجھوتہ نہیں ہو گا۔ میں چار شادیاں کرنا چاہتا ہوں اور تمہاری ایک ہی بیٹی ہے۔ باقی تین بیٹیاں اور پیدا کرو۔ پھر سمجھوتہ ہو گا۔"

"میری کئی بیٹیاں ہوں گی۔ مختلف کنیزوں نے بیٹیاں پیدا کی ہیں۔"

"تم باپ بیٹے کو مسلمان کنیزیں رکھنے کا شوق تھا۔ شوقین بیٹا جہنمی آگ میں جل کر مر گیا۔ اب تیری بھی موت عبرتناک ہو گی۔"

کبریا نے خیال خوانی کے ذریعہ کہا۔ "چھوٹے! عمارہ کو امبر اور اس کے والدین کے حوالے کردے اور فوراً میرے پاس آ۔ میں فلور نمبر چار کے کمرہ نمبر چار سو چار میں ہوں۔"

ان ہی لمحات میں جان ہنٹر اور ہارڈ اسٹون بھی خیال خوانی کر رہے تھے۔ اپنے خاص ماتحتوں سے کہہ رہے تھے کہ وہ کمرہ نمبر چار سو چار میں ہیں۔ ایک نادیدہ دشمن ان پر حاوی ہے۔ وہ مدد کے لئے چلے آئیں۔

پہلے اس کمرے میں باہر آیا۔ پھر بولا۔ "بڑے! میں آگیا ہوں۔ تو نے تو دونوں بڑے مرغوں کو پکڑ رکھا ہے۔"

"ہاں اب یہاں سے تیرا کام ہے۔ تیرا جسم ٹھوس رہتا ہے۔ تو انہیں ٹھوکریں مار کر نیچے لے چل۔"

اس کی بات ختم ہوتے ہی ہارڈ اسٹون کے منہ پر ایک ٹھوکر پڑی۔ دوسری ٹھوکر جان ہنٹر کے منہ پر لگی تھی۔ وہ بولا۔ "یہ ٹھوکریں نمونے کے طور پر ہیں۔ سیدھی طرح نیچے نہیں جاؤ گے تو لہولہان ہوتے رہو گے۔"

پہلی ہی ٹھوکر سے ان کی ناک اور باچھوں سے لہو رسنے لگا تھا۔ وہ کمرے کے باہر کوریڈور میں آئے۔ دوسری طرف سے جان ہنٹر اور ہارڈاسٹون کے باڈی گارڈز آرہے تھے۔ بابر نے اپنے ہاتھوں کی ایک انگلی ان دونوں کی پشت سے لگا کر کہا۔ "یہ دو ریوالور ہیں۔ میری طرح یہ بھی نظر نہیں آرہے ہیں۔ اپنے کتوں سے کہو پیچھے جائیں ورنہ میں گولی چلانے میں دیر نہیں کروں گا۔"

انہوں نے اپنے گارڈز سے کہا۔ "رک جاؤ اور واپس گراؤنڈ فلور پر جاؤ۔ ہم آرہے ہیں۔"

وہ سب پلٹ کر جانے لگے۔ جان ہنٹر اور ہارڈاسٹون سر جھکائے کوریڈور سے گزرتے ہوئے لفٹ میں آئے۔ جب لفٹ کا دروازہ بند ہوا تو جان ہنٹر نے چونک کر کہا۔ "ہارڈاسٹون! جب یہ نادیدہ آگ کے شعلوں میں میری بہن کو چاقو سے زخمی کررہا تھا۔ تب وہ چاقو فضا میں معلق نظر آرہا تھا۔ یعنی یہ جو چیز پکڑتا ہے' وہ چیز نظر آتی ہے۔ یہاں ریوالور بھی نظر آنا چاہئے۔ لیکن نظر نہیں آرہا ہے۔ اس کے پاس دو کیا ایک بھی ریوالور نہیں ہے۔ یہ ہمیں الو بنارہا ہے۔"

ان دونوں نے ٹٹولنے کے انداز میں اپنے ہاتھ بڑھائے پھر بابر سے لپٹ کر لڑنے لگا۔ کبریا نمودار ہو کر ہنٹر کی پٹائی کرنے لگا۔ بابر نے ہارڈاسٹون کو سنبھال لیا۔ جب وہ لفٹ نیچے آئی تو جان ہنٹر اور ہارڈاسٹون مار کھا کر ڈھیلے پڑ چکے تھے۔ گراؤنڈ فلور میں پولیس کے اعلیٰ افسران نے عدالت لگا رکھی تھی۔

جتنے مجرم فرار ہونا چاہتے تھے' انہیں گرفتار کر لیا تھا۔ کبریا نے اعلیٰ افسران سے کہا۔ "ان دونوں کو پہچانو۔ یہ اسلحہ ساز جان ہنٹر ہے' جس کے کارخانے کے تہہ خانے میں اسلحہ تیار ہوتا تھا۔ یہ پولیس کو مطلوب ہے۔ اور یہ ہے اسلحہ مافیا کا گارڈ فادر ہارڈ اسٹون اور میں ہوں مسلمان تمہارے ہی ملک کے عیسائی اور یہودی دہشت گردوں کو پیش کر کے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر رہا ہوں۔"

کبریا کی باتوں کے دوران جان ہنٹر نے اپنے ماتحتوں کو اشارہ کیا۔ چاروں طرف پھیلے ہوئے ماتحت اپنے لباس کے اندر سے فائر گیس کے کین نکالنے لگے۔ پھر وہ بیک وقت ہاتھ اٹھا کر اس کین سے گیس اسپرے کرنے لگے۔ بابر نے چونک کر کہا۔ "بڑے! خطرہ ہے تو دور چلا جا۔"

اسی وقت آگ بھڑک گئی۔ جان ہنٹر نے ہارڈ اسٹون کو دبوچ لیا۔ دوسرے لوگ وہاں سے باہر کی طرف بھاگ رہے تھے۔ ہنٹر نے قہقہہ لگا کر کہا۔ "میں ناقابل شکست ہوں اسی طرح آگ بھڑکاتا ہوا اس ہوٹل کی چھت پر جاؤں گا۔ چھت پر ایک ہیلی کاپٹر آ کر مجھے حفاظت سے لے جائے گا۔"

ہارڈ اسٹون چیخ رہا تھا۔ "تو نے مجھے کیوں پکڑا ہے۔ چھوڑ دے۔ مجھے جانے دے۔ نہیں تو میں جل کر مر جاؤں گا۔"

"تجھے جلنا ہے۔ تجھے مرنا ہے۔ تیرے بعد میں ہی اسلحہ مافیا کا گارڈ فادر کہلاؤں گا۔"

اس بڑے ہال میں دور تک آگ پھیل گئی تھی اور وہ آگ بڑھتی ہوئی ہال کے باہر اور زینے کے اوپر جارہی تھی۔ ہنٹر نے ہارڈ اسٹون کو چھوڑ دیا۔ وہ بری طرح جل چکا تھا۔ فرش پر گر پڑا تھا۔ اس میں اٹھنے کی بھی سکت نہیں رہی تھی۔ اس کے حلق سے کمزور سی چیخیں نکل رہی تھیں۔ اب کوئی اس جہنمی آگ میں آکر اسے وہاں سے اٹھا کر نہیں لے جاسکتا تھا۔

ہال میں آگ ہی آگ بھری ہوئی تھی۔ اس آگ کے اندر سے ہنٹر نے چیخ کر اپنے ماتحتوں سے کہا۔ "ہیلی کاپٹر کے لئے فون کرو۔ میں چھت پر جارہا ہوں۔"

وہ چھت پر جانے کے لئے زینے کی طرف بڑھا۔ اسی وقت منہ پر ایک گھونسا پڑا۔ گھونسا ایسا تھا جیسے ہتھوڑا پڑا ہو۔ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ بابر کی آواز سنائی دی۔ "کیا اپنے باپ کو بھول گئے تھے؟"

وہ ایک طرف بھاگنا چاہتا تھا۔ سینے پر لات پڑی۔ وہ لڑکھڑا کر گر پڑا۔ آواز آئی۔ "تو آگ کا پجاری ہے اور آگ میری پجاری ہے دیکھ یہ مجھے نہیں جلا رہی ہے۔ اور تجھے لات جوتے کھلا رہی ہے۔"

فائر بریگیڈ والے آگئے تھے۔ آگ بجھانے کی کوشش کررہے تھے۔ پولیس افسران ہنٹر کی چیخیں سن رہے تھے اسے ادھر ادھر لڑکھڑاتا ہوا کبھی گرتا ہوا اور کبھی اٹھتا ہوا دیکھ رہے تھے ایک افسر کہہ رہا تھا۔ "وہ ایسے چیخ رہا ہو جیسے کوئی اس کی پٹائی کررہا ہو۔"

دوسرے نے کہا۔ "ہاں کبھی گرتا جارہا ہے۔ کبھی اٹھتا جارہا ہے۔"

تیسرے افسر نے بلند آواز سے کہا۔ "جان ہنٹر! نہ تم جل رہے ہو۔ نہ مر رہے ہو۔ تڑپ رہے ہو اور چیخ رہے ہو۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ آگ سے نکل آؤ اور خود کو گرفتاری کے لئے پیش کرو۔"

بابر نے کہا۔ "ہنٹر! تو اسی آگ میں جل کر مرے گا۔ آگ تیرے جسم پر اثر نہیں کرتی۔ مگر دیکھ یہ تجھے کیسے جلائے گی۔"

اس نے ہنٹر کا گلا دبوچا۔ اس نے چیخنے کے لئے منہ کھولا تو شعلے منہ میں گھسے۔ منہ کے اندر اینٹی فائر لوشن نہیں لگا ہوا تھا اس کے حلق سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔ بابر اس کے منہ میں ہاتھ ڈال کر جیسے اس کے جبڑے چیر رہا تھا۔ آگ کے شعلے لپک لپک کر منہ کے اندر حلق کے اندر اور نتھنوں کے ذریعے دماغ کے اندر پہنچ رہے تھے۔ وہ بابر کی مضبوط گرفت میں تڑپتے تڑپتے ٹھنڈا پڑ گیا۔

دور کھڑے ہوئے لوگوں نے دیکھا' ہنٹر کا ساکت جسم آپ ہی آپ فضا میں بلند ہو کر معلق ہو گیا تھا۔ بابر نے اسے دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر سر سے بلند کیا تھا۔ اور اسی طرح اسے اٹھائے آگ کے شعلوں سے گزر رہا تھا۔ لوگوں کو یوں نظر آ رہا تھا جیسے وہ ساکت جسم فضا میں معلق ہو کر تیرتا ہوا ہال کے باہر آ رہا ہے۔ سب لوگ پیچھے ہٹنے لگے۔ بابر نے باہر آ کر اس لاش کو مجمع کی طرف پھینک دیا۔

قدموں میں آ کر گرنے والی لاش اوپر سے سالم تھی اسے آگ نے نہیں جلایا تھا۔ لیکن اندر سے دم پخت کیا تھا۔ ☐*☐

اختتامیہ

زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ دشمنی ختم نہیں ہوتی۔

دشمنی وہ بلا ہے' جو موت کے بعد بھی نسل در نسل نازل ہوتی رہتی ہے۔ یہ ایک انسان سے دوسرے انسان اور ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہوتی رہتی ہے۔

دنیا کا کوئی مذہب دشمنی نہیں سکھاتا۔ یہ حضرت انسان ہے' جو مذہب کو نفرت کا ذریعہ بناتا ہے۔

جان ہنٹر نے ہزہائی نس نے اور ہارڈ اسٹون نے دشمنی کی آگ بھڑکائی تھی' دوسروں کو جلانے کے لئے جس طرح دوسروں کے لئے گڑھا کھودنے والا خود اس گڑھے میں گرتا ہے' اسی طرح وہ سب اپنی ہی بھڑکائی ہوئی آگ میں جل جل کر مر گئے۔

ایک جلی ہوئی نادیدہ لاش فٹ پاتھ پر پڑی ہے اور درس عبرت دے رہی ہے۔ اب وہاں سے تعفن اٹھ رہا ہے لوگ اس جگہ سے کترا کر' ناک پر رومال رکھ کر گزرتے ہیں تو سبق ملتا ہے کہ دشمنی کرنے والے بڑے بدبودار ہوتے ہیں۔

شاید گولی کا اثر زائل ہو رہا ہے۔ شاید وہ لاش نمودار ہونے والی ہے۔ کتے ادھر ادھر دیکھ کر بھونکتے ہیں۔ مردار کھانے والے چوہے ادھر جانے لگے ہیں اور آسمان پر گدھ منڈلانے لگے ہیں۔ حرام موت' بے گور و کفن مرنے والے اسی طرح متعفن دسترخوان سجاتے ہیں۔

اب اس کی آخری رسومات ادا کرنے والا کوئی نہیں ہے اب گدھ اور چوہے رسومات ادا کریں گے۔

پتہ نہیں وہ کب نمودار ہوگی اور کب مردار خوروں کے دن پھریں گے۔ اس وقت تک کے لئے وہاں ایک اسٹینڈ پر بورڈ لگا ہوا ہے اور اس بورڈ پر لکھا ہوا ہے۔

"یہاں اسلام دشمنی آرام فرما رہی ہے۔"

فرہاد علی تیمور سیریز

متوقع ناول

کڑیاں وی آئی پی

مصنف: محی الدین نواب

وہ کڑیاں زہر کی پڑیاں تھیں۔ وہ کلاشنکوف اور راکٹ لانچر ہاتھوں سے نہیں ابرو کے اشاروں سے چلاتی تھیں۔ وہ آتیں تو بہار بن کر آتیں، جاتیں تو بے سروسامان کر کے چلی جاتیں۔ وہ دل لینے میں شیریں گفتار تھیں جان لینے میں سبک رفتار تھیں اور جان کی بازی لگانے میں بڑی تیز وطرار تھیں۔ مردوں کا مقدر جب کڑیوں کے ہاتھ میں ہو تو کیا حشر برپا ہوتا ہے؟

یہ قہقہوں اور سسپنس سے بھرپور ناول پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہوگا

خالد ظہور پبلی کیشنز کراچی

فرہاد علی تیمور سیریز

آئندہ متوقع ناول

کالی بلا

مصنف

محی الدین نواب

یہ ایسی بلا کی کہانی جو سیاہ فام تھی اور شہر دشمنان کی حکمراں تھی۔ وہ کالی بلا تاریکی میں نظر نہیں آتی تھی۔ اور بابر بھی نادیدہ تھا۔ اندھیرے میں بابر اور کالی بلا کا ٹکراؤ، آپ کو حیرتوں اور سنسنیوں کے ایک دلچسپ ماحول میں لے جائے گا۔ حرف حرف حیرت، سطر سطر سسپنس سے بھرپور